اشتہار

صاحبان مطابع اہل ہند کو اطلاع دیجاتی ہے کہ

دیوان خواجہ وزیر صاحب کا ہماری فرمایش اور سعی سے مدون ہوا ہے

اور حسب مراد قانون بستم سنہ ۱۸۶۷ء داخل بہی جسٹری گورنمنٹ ہند بھی ہو چکا ہے

لہذا کوئی صاحب بغیر اجازت ہمارے قصد طبع نفرمائیں

العبد

محمد عبد الاحد خان

سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص کہ فن شاعری مین وہ بھی بڑے ہوشیار ہین + جوان رعنا ضعد آ
مین + اونکی سعی سے بہت ہاتھ آئین + جب دیوان تیار ہوا تو جناب مصطفی خان صاحب نعمان مغفور کے صاحبزادے
عبد الواحد خان کہ وہ بھی اپنا ہمسر نہین رکھتے طبیعت بہت عالی انتہا سے ذہن رسا ہی + اونکے
کارخانے مین یہ دیوان چھپا ہی + کاغذ بہت سفید پری چہرونکے عارض کا نمونا ہی + سلسل سطرونمین عنبرین
مولیونکی لف سے حسن دونا ہی + بین السطور کشادہ نہ تنگ + کہکشان کے ڈھنگ + سیاہی مین یہ چمک کہ ایک عالم
روشنائی کہے + سفیدی سیاہی مین ذرات کا دھوکا ہے + اور تکلف یہ ہی کہ بیانکا چھپا چھپا نہین سب یہ
کھلا ہی + رنگ ڈھنگ سب کچھہ بنا ہی + گو فرمانروا نہین کو جمع ان تعجب کی جگہ نہین + لیکن اشارہ مین کل نکل چلتی
ہی روانی مین کلکل نہین + اور وہی مرمر کے جمع تھہر کیے ہین + خانصاحب نے شفافی مین آئینہ سکندر کیے
ہین + خفی جلی اوپر جو کچھہ لکھا جاتا ہی + کاتب قدرت کی تحریر کا پتا نظر آتا ہی سالہاے دراز
بدستور رہے گا + اگر حسود پڑھے گا + درود پڑھے گا + منصف مرحبا کہے گا + وہ جو شاعر کا حا
دیوان ہے پیدا ہی + رمز کنایہ جو چلا ہر شعر مین ہویدا ہی + معانی بندی مین گنجلک نہین + صحت الفاظ
اور محاورے مین شک نہین + ادا بندی کا عالم کچھہ اور ہی + مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین
ناز و نیاز ٹپکتا ہی جا بجا غور ہی + مشکل زمینون مین طبیعت کا زور آزمایا ہی + صنعتونکا زور شور دکھایا ہی
آپس کی چھیڑ چھاڑ کا لطف عجائب ہی + مثال کو جو دیکھیے دیوان صائب ہی + جس جگہ طرز
عاشقانہ مین منہ کھولا ہی + بلبل شیراز کا گھر بولا ہی + قند گھولا ہی + سرا فانی ڈیڑھ دنکی زندگانی اور اس
پریشانی مین کیا دلجمعی کا کام کیا + زمانہ جوانی مین پیران جہاندیدہ سے زیادہ نام کیا + خلق مروت
آشناے مزہ حاضر و غائب ایک تھے + اللھم اغفر وارحم بہت صاف باطن و نیک تھے + تمام شد

باریک بین خود غلط سراپا قصور + رجب علی بیگ سرور + نئی خبر اظہار کرتا ہی + جسکی خواہش ہر ایک سلیقہ شعار کرتا ہی + یعنی عنایت فرما انتہا کے شفیق + بحر رحمت پروردگار کے غریق + شاعران حال مین یکتا بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر صاحب تخلص وزیر تھے + کئی برس گذرے ہین کہ سرائے فنا سے اونکا انتقال ہوا + بہت بخیر مآل ہوا + شیخ امام بخش ناسخ کے شاگرد رشید تھے + دید تھے نہ شنید تھے + جو باریک بین اس فن سے ماہر بلند دستگاہ ہی + وہ بنظر انصاف دیکھ لے کلام اونکا گواہ ہی + مرد قانع وضعدار غیور تھے + نزدیک دور مشہور تھے + بظاہر منحنی مشت استخوان + باطن مین شیر ژیان مرد میدان + راست بازون سے فلک کج نہاد ازل سے ٹیڑھا رہا ہی + جو وضع کے پابند ہین اونکو بکھیڑا رہا ہی + کہین سے کچھ طلب تردد معاش نتھی + قناعت کے یہ معنی ہین اسپر تلاش نتھی + کچھ دنون فقیر محمد خان سے صحبت رہی گویا باہم شیر و شکر تھے + جلسے ہمدگر تھے + آخر کو شکر رنجی ہوی صحبت برہم ہوئی + رہ و رسم کم ہوگئی + گوشہ نشینی مین سالہاے دراز اوقات بسر کی + گرم و سرد زمانہ دیکھا شام غم خوش ہو کے سحر کی + بسکہ سبکبار تھے + ہر دم سفر کو تیار تھے + اونکے مرنے سے دوستونکو تو ملال ہوا + بلکہ دشمنونکو رنج بدرجہ کمال ہوا + ہزارہا غزل کہی طبیعت کی پریشانی سے جمع کرنے کا کبھی نہ دھیان کیا + دیوان کو مرتب نکیا عمداً پریشان کیا + اندنون کہ سنہ ہجری بارہ سو بہتر ہین جناب سید محسن علیصاحب محسن تخلص کہ خوب شاعر ہین + اس فن سے بہت ماہر ہین + وضعدارون مین انتخاب ہین + بے مثل ہین لاجواب ہین + انہون نے بسبب ربط قدیم کوشش عظیم سے غزلین بہم پہنچائین + اور جناب

از مرزا مچھو بیگ صاحب عاشق تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان استاد کامل	کہ فکرش چو آئینہ صاف از تکدر
بگو عاشق از روی اظہار سالش	ز دریای طبع وزیر لیست این در

از وارث علی صاحب وصال تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ چون طبع این نظم گرامی	ز فکر شاعر صاحب کمالے
وصال از روی بہجت کن رقم سال	زہے گلدستۂ نازک خیالے

نثر خاتمہ چکیدۂ خامۂ سحر کار نثار بے مثل وحید روزگار مخترع نثر اردو معروف نزدیک و دور جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب تخلص سرور

حمد خالق ارض و سما وسیلۂ نجات ہے اور نعت سرور کائنات ذریعۂ رستگاری ہے لیکن فہم و عقل دونوں مین عاری ہے نہ اوس بحر بیکنار کا کنارا ہے نہ اسکی تحریر کا یارا ہے اوسکی مین عقل کل حیران ہے بشر تو انسان ہے فکر کی رسائی وہم کا گمان بیجا ہے گناہ ہے خاموشی بہتر ہے کہ سلسلۂ سخن کوتاہ ہے اور اوسکی نعت کے رمز کون پائے جسکا سایہ تک نظر نہ آئے اگر انصاف فرمائیے تو ایک بات فقیر کے ذہن مین آئی ہے طبع آزمائی ہے کہ سایۂ ہما خصال اوس رحمت ذو الجلال کا تمام عالم کے سر پہ سایہ گستر ہوتا ہے ہم کور باطنون کی بینائی کا وہان تک کب گذر ہوتا ہے جب پہلے مرحلے مین حجاب ہے تو کیا نظر آئے بمصلحت یہ ہے اوسپر اور اوسکی آل اور اصحاب پر سلام بھیجے درود پڑھے زیادہ بکھیڑے مین نہ اوجھے طبیعت سے نہ گڑھے یہ خوشہ چین خرمن سخنوران

چون بطبع آمده کلام وزیر	شد ازو لذت آشنا هر دل
کرده تاریخ آفتاب رقم	شاهد فکر شاعرِ کامل

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کلام وزیریست گلشن ز طبع	سخن فهم عالم ازو کامگار
رقم کرده اشرف پی زیب سال	جگر گوشهٔ فکر عالی وقار

ایضا فصلی

چو دیوان وزیر از فضل یزدان	شده مطبوع با آئین بهتر
سخن را سربلندیها رسانید	معانی کرد پیدا حسن دیگر
سواد او سواد کاکل حور	ورق ها صفحهٔ رخسار دلبر
شد دل همه عالم طلبگار	بجایش مشتری باشد سخنور
دم طبعش نوشتم سال فصلی	شعاع آفتاب طبع انور

از مولوی باسط علی صاحب شوکت تخلص شاگرد نسیم دهلوی

بتوفیق خداوند یگانه	بطبع آمد چو این ابیات مجموع
دل شوکت نمود ایمای سال	بگو دیوان دلکش گشت مطبوع

از شادی لال صاحب چمن تخلص شاگرد نسیم دهلوی

کرد در طبع رنگ سبز بها	چون شمیم گل کمال وزیر
جست سالش چمن ز بلبل قدس	گفت چه گلشن خیال وزیر

بڑھایہ مرتبہ نظم وزیر رشک سحبان کا　　ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
نگاہیں گدگداتی ہیں دم نظارۂ مضمون　　ہوا جوش صفا سے صفحہ عارض حور و غلمان کا
عدو جب دیکھتے ہیں بندش الفاظ کہتے ہیں　　اثر ہے مصرع برجستہ میں شمشیر عریان کا
زبان معترض تاب سخن میں کھل نہیں سکتی　　ہوا قفل خموشی نقطہ لبہاے سخندان کا
عیان ہے بسکہ شان وحی ہر مضمون عالی سے　　لقب ہے شہپر روح الامین اوراق دیوان کا
فصاحت نے لیئے بوسے دہان نکتہ پرور کے　　بلاغت سے ہوا اعجاز باطل فکر سحبان کا
چھپا جس دم مرتب ہو کے یہ افسون بیتابی　　رکھا جمعیت دل نام اجزاے پریشان کا
شکست پاے خامہ سے صدا تاریخ کی نکلی　　سر دیوان یہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا ۱۲۶۲

ایضاً کہ از حروف منقوطہ مادۂ سال ہجری و از غیر منقوطہ سال فصلی بر می آید

طبع چون گردید نیرنگ مضامین خیال　　شہرتش ارباب فن را مژدہ دیدار داد
شد تماشاے تمنا فکر کردم بہر سال　　ابر نیسان طبیعت گوہر شہوار داد
ہجری و فصلی ازین مصراع نو تسلیم گفت　　اے بکمال فکر بر تر رفعت اشعار داد ۱۲۶۳ ۱۲۶۲

از برادر عزیز از جان عبد اللہ خان ید اللہ عمرہ مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

شدہ طبع دیوان خواجہ وزیر　　بحسن فصاحت ندارد مثال
سواد حروفش بہ میل نظر　　کشد توتیاے بچشم خیال
نوشتہ پے سال او کلک مہر　　طلسم ضیا بیز صاحب کمال ۱۲۶۲

از نواب امیر الدولہ بہادر آفتاب تخلص خلف نواب رکن الدولہ بہادر شاگرد نسیم دہلوی

از مولوی نعیم اللہ صاحب نعیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوا طبع فضل خدا سے جہان سے	کلام وزیر سخندان بے مثل
نعیم اسکی تاریخ کی فکر اگر ہی	یہ لکھو چھپا خوب دیوان بے مثل

از منشی الطاف حسین صاحب الطاف تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شد چو زیب طبع نظم روح افزای وزیر	مہر اعجازش ز مشرق تا بہ مغرب تافتہ
خامۂ الطاف سالش از سر بہجت نوشت	قالب مطبع چہ جان تازہ از دل یافتہ

از مولوی محمد حسین صاحب متین تخلص شاگرد منشی الطاف حسین الطاف

خوب دیوان ای متین چھپا	ایک عالم کا دل پذیر یہ ہی
ملک معنی مین ہی اسکا رواج	سکہ احضرت وزیر یہ ہی
پوچھی ہاتف سے مینے جب تاریخ	کہا دیوان بے نظیر یہ ہی

از جناب مرزا محمد اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

شریف و کامل و یکتای وقت خواجہ وزیر	چو آفتاب کلامش منور و تابان
پسند خلق شد ابیات طبع والایش	زمان زمزمہ ہا عندلیب ہندستان
چکید انچہ ز کلکش دم خیال سخن	اسیر دام مضامین شدند پیر و جوان
بسال طبع دلم از نسیم ایما کرد	بگو کلام وزیر ست لائق شاہان

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی کہ از مصرعۂ ثانی مطلع سر دیوان بصنعت تخرجہ بر آوردہ

اے محمد اب لکھو یہ سال طبع دلپذیر — دیکھ کے صفحے پر ہوا سب نقش دیوان وزیر ۱۲۷۲

ایضا

چھپا ہے اے محمد اب وہ دیوان — صفت کرتا ہے جسکی ہر سخندان
وہ دلکش ہے بہار باغ مضمون — دل حاسد ہو جس سے مثل گل خون
ہین خوش تقطیع سب اشعار یکسر — ہے موزون اور موزون بہ برابر
عیوب قافیہ سے ہے مبرّا — نہ اس مین دخل اقوا ہے نہ ایطا
ہر اک بندش ہے اسکی قابل دید — نہین ہے نام خارستان تعقید
وہ رنگین ہے ہر اک مصرع کی بندش — کہ جس پر ہے گل مضمون کو نازش
جب ایسا گلشن بیخار دیکھا — لکھون تاریخ مجھکو دھیان آیا
سنا مصراع بلبل کی زبان سے — یہ گلشن پاک ہے کیسا خزان سے ۱۲۷۲

ایضا

محسود خاص و عام کا دیوان چھپ چکا — کیون حاسدون کے دلکو نہ صدمہ کثیر ہو
نظم فصیح خواجہ کا ممکن نہین جواب — سحبان لحد مین جا کے نکیون گوشہ گیر ہو
لکھہ اے محمد اب سن فصلی کا مادہ — مطبوع طبع خلق کلام وزیر ہو ۱۲۷۲

از شیخ محمد بخش صاحب خلد تخلص شاگرد سید بادیعلی بیخود

ہوا مطبع مصطفائی مین طبع — کلام آج استاد بیمثل کا
یہ تاریخ اے خلد لکھہ طبع کی — کھلا باغ معنی کا اب وا ہوا ۱۲۷۲

چھپ چکی نظم وزیر شہ اقلیم سخن
روح خاقانی و خسرو کی ہوی گرم ثنا

آبدار ایسے ہین اشعار فصاحت انگیز
صاف آب دُرِ مضمون کا بہا ہی دریا

نعت کے شعر جو پڑھتا ہی کوی کہتا ہی
خوب دیوان ہی یہ صلّ علی صلّ علی

بندشین عارض گل سے بھی سوا ہین نگین
بلبل طبع سخندان نہو کیون اسپہ فدا

جاکے گلشن ہین پڑھے شعر اگر اسکے کوی
ہر کلی گل کی چٹک کر یہ کہے خوب کہا

بلبل خامۂ تسخیر یہ لکھہ طبع سال
اب کھلا ہی گل مضمون نہین دیوان چھپا

از ارشاد علی شاہ صاحب سالک تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

دفتر دلکش جناب وزیر
للہ الحمد آج طبع ہوا

حسن روے عروس مضمون ہی
دل عالم ہی محو آئنہ سا

بندشین اسکی صاف ہین ایسی
دوست رکھتے ہین جسکو اہل صفا

طبع کا سال لکھوا ی سالک
اب یہ دیوان بے نظیر چھپا

از عبد الرحیم خان صاحب رسالہ دار رحیم تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہوچکا مطبوع دیوان وزیر نامور
ہی براے استفادہ ہر کسیکو اسکی چاہ

ای رحیم اب تو رقم کر مصرع تاریخ طبع
دفتر رنگین معنی چھپ گیا کیا آج اہ

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

چھپ گیا فضل خدا سے آج وہ دلکش کلام
جسکا ہر اک شعر ہی ورد زبان خاص و عام

کسقدر مطبوع طبع خلق یہ نسخا ہوا
خاطر عالم پہ نقش کالحجر گویا ہوا

فلک ہی ہر ورق تارے حروف اور کہکشان سطرین | خط جدول نہین خط ابیض آشکارا ہی
دکھایا جوہر حسن صفا اس نظم نے ایسا | کہ ہر اک صفحے پر آئینۂ قدرت کا دھوکا ہی
نہین سطرین صفین ہین شاہدان ماہ سیما کے | بعینہ بزم انجم کا گمان نقطون پہ ہوتا ہی
تعلی پر ہین مرغان مضامین بلند ایسے | کہ جنکو ہمسری کا طائر سدرہ سے دعوا ہی
جو سہل و ممتنع غزلین ہین درد آمیز ہین ایسی | کہ ہر بیدرد کا سنکر کلیجہ منہ کو آتا ہی
صحیح الفاظ بندش صاف سب مضمون پسندیدہ | جو کچھ ڈھونڈھو خدا کے فضل سے اسمین مہیا ہی
وہ گرما گرم ہین مضمون عالی جنکے دیکھے سے | کلیجہ حاسدون کا آتش حسرت سے بھنتا ہی
ہوے اس نظم سے منسوخ دفتر خود پسندون کے | جو کہیے ناسخ دیوان ہم اسکو زیبا ہی
جنھین شک کلام خواجہ ہو کہدے کوئی اونسے | خدا کے دین ہین اہی حاسدو کسکا اجارا ہی
کہین گے منصفان اہل معنی دیکھکر اسکو | ہنر سے ہی یہ مملو عیب سے بالکل مبرا ہی
جو فکر سال کی آواز قلب ضبط سے آئی | مرقع یہ شبیہ شاہد معنی کا چھاپا ہی

۱۲۹۲

از مولوی حفیظ اللہ صاحب ربط تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

وہ دیوان رنگین ہوا آج طبع | کہ ارژنگ کا جس پہ ہی اشتباہ
مضامین کے نقشے وہ دلکش کھنچے | ہو بہزاد حیران کرے گر نگاہ
لکھا خامۂ ربط نے سال طبع | مرقع ہین یہ شعر معنی کے واہ

۱۲۹۲

از جناب شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر بہادر تسخیر تخلص خلف اکبر جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد رشید سید ہادی علی بیخود

نقوش معانی دلکش نہین	یہ تعویذ حب کے ہین گویا لکھے
وہ تاثیر اس نقش مضمون مین ہی	پڑھے کلمہ حاسد اگر دیکھہ لے
مسیحی مین بیخود دیکھہ سال طبع	عجب نقش تسخیر چھاپے گئے ۱۸۵۶

ایضا دِ سمت

کیا خوب چھپی نظم جناب استاد	کحل بصر خلق ہوا جسکا سواد
خوش قطع ہر اک حرف ہی ایسا اسکا	اک قطعہ دلکش ہی یہ دیوان گویا
اس رنگ کے ہر حرف نے پائی ہی نشست	دی خامۂ یاقوت رقم کو جو شکست
ان حرفونکی کیا دلکش و زیبا ہی کشش	ہر دائرہ معشوق کی رکھتا ہی کشش
جو مد ہی وہ ہی ابروِ لیلاے سخن	ہر دائرہ ہی دیدۂ عذراے سخن
یہ اوج پہ ہی اختر تقدیر نقاط	خورشید سے وہ چند ہی تنویر نقاط
اس حسن کا دیوان نظر آیا جسدم	دل نے کہا سمت ہین کرو سال رقم
ناگاہ سنی ہاتف غیبی کی صدا	یہ خوب ہی دفتر فصاحت چھاپا ۱۹۱۳

از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد سید ہادیعلی بیخود

واہ کس حسن کے اشعار ہوئے ہین مطبوع	ہر سخن فہم ہی مجنون کیطرح سے شیدا
دلربا طبع کی تاریخ ہی لکھوا ی ضبط	محمل لیلی مضمون ہی یہ دیوان گویا ۱۲۰۲

ایضا

چھپا کیا صاف دیوان وزیر فصیح و اکمل	بیاض صبح جنت گر اسے کہیے تو زیبا ہی

ہون آشناے بحر سخن غوطہ زن اگر	برسون نہ آب گوہر مضمون کے پائین تھاہ
مضمون ہر اک شہنشہ اقلیم نظم ہی	کیون ہو نہ روح خسرو وشاہی بے باج خواہ
باندھی ہوا یہ فیض بہار کلام نے	اوڑتے ہین ہوش باد صبا مثل برگ کاہ
کہتے ہین اسکو سحر بیانی کہ وقت دید	بے اختیار کہتے ہین حاسد بھی واہ واہ
خوشحرف کسقدر ہی یہ دیوان دلفریب	جو دائرہ ہی یوسف دل کے لیے ہی چاہ
ظل ہما سے کم نہین ہر حرف کا سواد	شاہین بنے جو آے ادھر طائر نگاہ
پر نور اسقدر ہین نقاط حروف شعر	ہوتا ہی سبکو عقد ثریا کا اشتباہ
صفحون پہ خط عیان نہین بین السطور کے	گویا یہ ہی قلمرو معنی کے شاہراہ
بین السطور لیلی مضمون کی مانگ ہی	سطرین عروس نظم کے ہین گیسو سیاہ
ہیچو دکھوگے اسکی صفت تم کہان تلک	فصلی کا سال خوبی دیوان پہ ہی گواہ
فردوسی دے رہا ہی لب گور سے صدا	ہی رشک شاہنامہ کلام وزیر واہ ۱۲۶۳

ایضاً در سال عیسوی

چھپا ہی وہ دیوان بے مثل آج	سند جانتے ہین سخنور جسے
نہایت ہی مطبوع یہ نظم ہی	عجب کیا جو صفحے پہ دل کے چھپے
مضامین کی ہین بندشین صاف صاف	کہ قصر سخن مین ہین نصب آئنے
اثر ہی یہ اعمال کے شوق کا	ہزارون ہی مضمون مسخر ہوے
عدو نقد دل دیتے ہین رو نما	جمال عروس سخن دیکھ کے

از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

للہ الحمد ہوا طبع کلام استاد
ہر سخن فہم کے دلکو ہی اسی سمت رجوع

خوب تاریخ لگی ہاتھہ لکھو اے معجز
کیا ہی یہ نظم دل آویز ہوی ہی مطبوع ۱۲۷۲

از میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

صد شکر کلام کامل استاد
شد طبع بحسن شوکت و شان

در گلشن این جہان فانی
چون نکہت گل بدہی پریشان

تاریخ چو بلبل این حسن گفت
دیوان وزیر ہست بستان ۱۲۷۲

از جناب سید ہادی علی صاحب بیخود تخلص شاگرد جناب خواجه صاحب مرحوم

زہی دیوان بمثلی آب و رنگ آرایش
چو لعل بے بہا از مطبع سنگین بدر آمد

چنین در سفت در تاریخ طبعش خامۂ بیخود
چو در شاہوار ایندم بسلک طبع در آمد ۱۲۷۲

ایضا

واہ کیا باغ مضامین ہو چکا مطبوع آج
ہر سخنور مثل بلبل ہی ثنا خوان وزیر

کلک شاخ گل سے یہ تاریخ اے بیخود لکھو
بیخزان گلزار زیبا ہی یہ دیوان وزیر ۱۲۷۲

ایضا در سال فصلی

صد شکر وہ کلام بلیغ آج چھپ گیا
رطب اللسان ہین جسکی صفت مین گدا و شاہ

کیا ہی جمال یوسف معنی ہی دلفریب
اس نظم کی ہی سبکو زلیخا کی طرح چاہ

ایسے بندھے ہین اسمین مضامین نور کے
کرتے ہین کسب نور سدا جن سے مہر و ماہ

کیون نہ پژمردہ ہون گلہای مضامین عدو	بلغ حاسد کے لیے باد خزانی ہی یہ
بلبل کلک قلق نے یہ لکھا طبع کا سال	طرفہ گلدستہ گلزار معانی ہی یہ

از جناب سید محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

صدف طبع سے نکلا در شہوار وزیر	کرتے ہین بحر کمالات کے غواص پسند
مصرع مادہ طبع یہ لکھ اے محسن	اب وہ دیوان چھپا جسکو کرین خاص پسند

ایضاً

چھپ گیا دیوان رنگین وزیر نامور	اب بدخشان ہی یقین ہی لکھنو ہو طعنہ زن
جو ہری طبع محسن نے لکھا یہ سال طبع	مطبع سنگین سے آج آیا و لالعل سخن

از جناب شاہزادہ مرزا محمد ہمایون قدر بہادر مسیر تخلص خلف اوسط جناب مرزا محمد خورشید قدر بہادر شاگرد سید محسن علی محسن

واہ کیا یہ نسخہ روشن چھپا	بنگے پروانہ کرینگے سب پسند
جنکے حرف بانقط لکھ اے مسیر	نور کی ہی شمع مضمون بلند

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

ہو چکا مطبوع دیوان وزیر	دوستونکا دل نہایت شاد ہی
شعر سب ہین سکہ کامل عیار	کیا ہی نظم حضرت استاد ہی
ہین رعایا گر مضامین لطیف	بندش خوب اونکی خانہ زاد ہی
کلک نشتر نے لکھا یہ سال طبع	ملک مضمون وزیر آباد ہی

انصاف سے سب نقش و نگار اسکے جو دیکھے
مانی کھے ارژنگ کا بھی رنگ مٹا آج

کیا نور سے گل بوٹے ہین کس حسن کی ہیلین
ہر قابل دید اس چمنستان کی فضا آج

تحریر کرو طبع کی تاریخ سفیر اب
گویا کوہی آراستہ[۱۲] معشوق ہوا آج

ایضا

واہ کیا دیوان رنگین ہو چکا مطبوع آج
جسکے ہر صفحے پہ ہر عالم ریاض خلد کا

مردمک حرفونکے نقطے ہین دوائر چشم حور
دید کے قابل ہر اس دیوان کا حسن صفا

کیا مسلسل اسکی سطرین دلکش و مطبوع ہین
زلف غلمان جنان کا صاف دھوکا ہو گیا

لکھ سن فصلی بہار طبع دیوان کا سفیر
سنبلستان لطافت[۱۲۷۴] کیا ہی ہر واہ وا

از جناب آفتاب الدولہ مہر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد قلق تخلص شاگرد رشید جناب خواجہ صاحب مرحوم

کیا ہی تصویر چھپی نظم وزیر فصیح
نقش ہر دل صفت صنعت مانی ہر یہ

مدح کرتے ہین عدو صورت حباب اسکی
ایک ادنی اثر سحر بیانی ہر یہ

کیون نہ سمجھے اسے دستور عمل ہر نامی
چل بسے حضرت استاد نشانی ہر یہ

ولولہ دیکھنے سے اسکے نکیون ہو پیدا
حاصل فکرت ایام جوانی ہر یہ

لکھی ہر عشق مجازی کی حقیقت ساری
دل آشفتہ و شیدا کی کہانی ہر یہ

موج زن بحر فصاحت ہر ہر اک صفحے مین
طبع مواج کی ادنی سی روانی ہر یہ

چہرۂ انور دیوان نظر آجائے اگر
بے تکلف کہین سب یوسف ثانی ہر یہ

ازمنشی اعظم علی صاحب ذرہ تخلص شاگرد منشی مظفر علی صاحب اسیر

شدہ مطبوع نظم خواجہ وزیر — چون دل عاشقان شورانگیز
گفت تاریخ طبع او ذرہ — سخن یادگار سحر آمیز ١٢٧٢

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب

وزیر کا ہی کلام ایسا نظیر جسکا کہین نہ دیکھا — فصیح بندش تو شعر عمدہ ہر ایک مضمون بلند و یکتا
کرون جو عشقی مین اوسکی مدحت مری زبا نہین کہانی طاقت — مزہ اوٹھائیگی روح شوکت ہی آئین ایسا ہر استعارا
بس ایسی رتبے کا ہو جو دیوان تو اوسکی تاریخ ہی یہ شایان — زبان شیرین کلام رنگین کمال نہایا کمال زیبا ١٢٧٢

از سید کاظم حسین صاحب تنویر تخلص شاگرد جناب میر علی اوسط صاحب رشک

بلبل جان تازگی پاتی ہی اسکی سیر سے — ہر روش ہی گلشن بہار دیوان وزیر
طبع کی تاریخ یہ تنویر کرتا ہی رقم — شاہراہ معدن افکار دیوان وزیر ١٢٧٢

از میر ضامن علی صاحب جلال تخلص شاگرد جناب فتح الدولہ بہادر برق تخلص

چو شد بکوشش بخود مرتب این دیوان — پسند گشت دل خلق را چہ خاص چہ عام
جلال مصرع تاریخ سال طبع نوشت — ہمہ کلام وزیر ست شاہ کل کلام ١٢٧٢

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر جناب خواجہ صاحب مرحوم

دیوان شہ اقلیم سخن کا ہوا مطبوع — کسطرح سخن سنج نہون گرم ثنا آج
احباب کو کیا بر سر انصاف ہین حاسد — تعریف کی ہر سمت سے آتی ہی صدا آج
ترتیب سے اور چھپنے سے جو بن نکل آیا — ہر شاہد معنی کو ملا حسن صفا آج

نظم اقلیم سخن اس نظم کو کہتے ہیں سب	کیون نہ خاقانی ہو اب گنج لحد میں گوشہ گیر
مہر لکھدو تم یہی بس مصرع تاریخ طبع	صاف منشور معانی ہی کہ دیوان وزیر

از لالہ رام سہای صاحب رونق تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

وزیر بادشہ شاعران شد از دنیا	مدام روضہ رضوانش خوابگاہ بود
بخادمان نبی و علی شود محشور	دعا قبول بدرگاہت ای الٰہ بود
ندیدہ ہست کسی شاعری چنین خوش فکر	فلک بدعوی من در جہان گواہ بود
چو بعد رحلت او طبع گشت دیوانش	کہ حسن مطبع او رشک مہر و ماہ بود
نبشت مصرع تاریخ طبع آن رونق	طلسم عشق پسند وزیر و شاہ بود

از مرزا علی حسین صاحب کیوان تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہست شیرین زبانی شہ دین ورد و ذات	زین سبب جملہ کلامش گشت شیرین مثل شہد
بعد گشتن نظم شد مطبوع و کیوان سال گفت	طبع دیوان وزیر ہیچو خاقانی بعہد

ایضا

آن خواجہ وزیر متوفی	خاقانی دیگر بزمن شد
دیوان شد و مطبوع و گو سال	مطبوع ہمہ طبع سخن شد

ایضا

وزیر خوش بیان شیرین زبان خوش گو	اونہیں کے واسطے تھی شاعری موضوع
چھپی جب نظم کیوان نے کہی تاریخ	قبول روح خاقانی ہوئی مطبوع

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان از نتائج افکار شعرای برگزیدہ گار

ازجناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد ضیا خان بہادر برق تخلص
شاگرد رشید جناب شیخ امام بخش صاحب مغفور ناسخ تخلص تغمدہ اللہ بغفرانہ

مطبوع طبائع خلائق جہان / منظوم وزیر باکمال ہندست
تاریخ رقم کرد چنین خامۂ برق / دیوان کلیم بیمثال ہندست

ازجناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

ہی مطلع خورشید کا ہر شعر نظیر / ہی ہر مصرع مین ماہ نو کی تنویر
ای بحر یہ سال طبع لکھا مین نے / ہی نسخۂ برگزیدہ دیوان وزیر

ازجناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدیعلیخان بہادر
ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم و مغفور

خواجہ وزیر افصح دوران وحید عصر / یکتا بفکر بودہ و مشاق لاجواب
دیوان شدہ چو طبع بگو سال ای قبول / این کارنامہ ہست در آفاق لاجواب

ازجناب مولوی محمد بخش صاحب شہید تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

شاد و مسرور شود ہر کہ بہ بیند این را / دوستان طبع نمودند چہ دیوان متین
سال مطبوع چنین ساختہ تحریر شہید / منطبع گشتہ چہ دیوان و کلام الحق این

۱۲۶۲

ازجناب مرزا حاتم علی بیگ صاحب مہر تخلص شاگرد جناب شیخ صاحب مرحوم

اور سردفتر تلمیذان صاحب اعتبار جناب غفران مآب ہین یہ گلدستۂ لخت جگر کہ
ورق ورق اور پرچہ پرچہ اس کا مثل اوراق گل پریشان اور منتشر تھا
بکمال صحت فراہم اور مرتب ہو کر موسوم بہ **دفتر فصاحت** ہوا اور باہتمام
خاکسار مین مشک ریزی خامہ عنبرین شمامہ مشتاق خفی وجلی شیخ **اشرف علی** سے
انتیسوین تاریخ ذی الحجہ سنہ ۱۲۷۲ ہجری کو مطبع مصطفائی واقع شہر لکھنؤ محلہ
محمود نگر مین زیور طبع زیب فرما کر یوسف بازار شہرت ہوا تھا اب کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہین
اس شاہد معنی کے ہزارون ارباب سخن مشتاق نظر آئے اور بسبب نایابی و کم یابی کے
اطراف واکناف سے سیکڑون خط اصحاب کے برابر آئے لہذا بار دیگر قلم
مشکین رقم خطاط مشہور آفاق خواجہ محمد حسین صاحب سے لکھوایا
اور بکمال صحت وتحقیق کے ساتھ کاغذ صاف
وعمدہ پر چھپوایا احباب کو فکر تازہ کی تکلیف
دینی مناسب نجانی بطور یادگار قدیم
تاریخون سے صفحات خاتمہ کو
زیب زینت دی فقط

کہ جسنے ایک مشت خاک کو جامع الصنائع بنا کر علم معنی وبیان سکھایا اور آل ثناے بیشمار
اوس عالم امی لقب کے لیے سزاوار ہے کہ جسنے اہل عالم مثال کو مجاز وحقیقت کا تفرقہ بتا کر
استعارۂ اصنام کو کہ مشبہ بہ کو عین مشبہ سمجھتے تھے دلائل بینہ سے باطل فرمایا
اور مناقب عظمی لائق سرکار آل اطہار اور اصحاب کبار ہے کہ جن کے برکت اور فیض
ہدایت سے کنایۂ معرفت ذہن مین آیا من بعد خاکسار کج مج زبان امیدوار
افضال ایزد منان محمد عبد الواحد خان خلف محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان وخلہما اللہ فی دار الجنان اہل انصاف کیخدمت
مین صاف صاف عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے خیال الطباع کلام بلاغت نظام
افصح الفصحا محسود الشعرا عالم دقائق شعر وسخن اکمل شاعران زمن
داناے اشارات بدیع وبیان واقف رموز محاورات اردو زبان فخر المتقدمین
سند المتاخرین اشرف شرفاے ذیشان افضل نجباے ہندوستان
جامع خصائل دلپذیر حاوی فضائل بے نظیر جناب خواجہ محمد وزیر
ابن خواجہ محمد فقیر تغمدہما اللہ بغفرانہ الخطیر کا ملحوظ خاطر فاتر
تھا لیکن مستغنی المزاجی اور آزاد طبعی سے کہ لازمۂ اہل کمال ہے سواے احباب
وتلامیذ کے ایک پرچہ بھی مصنف کے پاس کبھی نہ دیکھا الحمد للہ کہ اس ایام
جمعیت انضمام مین ہزاران جانفشانی اور سعی محبان ولی سید ہادی علی
اور سید محمد محسن علی صاحب سے کہ سرخیل شاگردان عالی وقار

نه تالیف و ترتیب دیوان نموده … که او نخلبندی بستان نموده
بگفتند سالش زمه تا بماهے … که ترتیب دیوان همایون آلهی
۱۲۸۱

قطعهٔ تاریخ مسجد

ساخت چون مسجد بنا اسحاق و اسماعیل خان … از ره صدق و صفا همپایهٔ بیت الحرام
بهر تاریخش مصلی ها بگفتند ای وزیر … کعبهٔ ایمان ما این ست بیشک والسلام
۱۲۲۱

ایضا

ساخت اسحاق خان اسماعیل … مسجد و ویمے زفضل خدا
سال تاریخ او نوشت وزیر … شد دگر کعبهٔ شریف بنا
۱۲۶۰

قطعهٔ تاریخ تولد شاهزادهٔ مرزا خورشید شکوه

از فطرت شهزاده خورشید شکوه … تر شد دهن خشک من از آب مراد
ازیمن قدم زمین چو شد رشک فلک … خرم گردید و سر بپایش بنهاد
گل خنده زن ست و بلبلان نغمه سرا … شد دور ز طبع باغبان خوی عناد
از فیض بهار عیش و عشرت چه عجب … گلدام شود چمن بدوش صیاد
تاریخ دعائیه رقم کرد وزیر … جاوید جوان بخت جوان طالع باد
۱۲۶۳

خاتم الطبع

هدیهٔ سپاس فراوان اور تحفهٔ حمد بے پایان لائق بارگاه بدیع الارض والسماوات هی

عدو غرق خون زاب شمشیر او بند — حسودان نشانه پی تیر او بند
ز پیلان او هست یک پیل گردون — سبق برد رخشش بشبدیز گلگون
به ایثار گنجینه هاے دهد او — به اصرار پشمینه هاے دهد او
نه مغموم شد هیچکس از در او — نه محروم شد هیچکس از زر او
رفیق جناب وزیر معظم — فقیر محمد امیر مکرم
صد و بست سالش بود زندگانی — باقبال و باجاه و باکامرانی
نصیبش بود صحت و عافیت هم — قرینش بود عشرت و میمنت هم
بود لطف نظمش به از آب گوهر — زبان شست لاریب از آب کوثر
محیط جهانست فکر رسایش — که شد ورد بر هر زبان شعرهایش
کلام فصیحش بلاغت نظام ست — بدیع و بیان راز و انتظام ست
ز مضمون چشمان بیمار جانان — شده دفترش غیرت نرگستان
چو فکرے در اشعار رنگین نموده — ز حد رتبهٔ گلعذاران فزوده
به از ابرو حور هر بیت دیوان — نقط غیرت خال رخسار غلمان
به از نسر طائر طیور مضامین — ز کیوان بلند ست معنی رنگین
ز هر مصرعش مصرع سرو شد پست — ز رنگینیش جیب گل چاک گشت ست
دو آتش خم و کلک او باده نوش ست — مضامین او همچو مستے بجوش ست
چو مائل بترتیب و تالیف آن شد — بهر صفحه رنگ گلستان عیان شد

سبزه را همچو خضر هست حیات جاوید — می شود زندگی تازه بهر دم حاصل
همچو این گلشن جان پرور و راحت افزا — نیست از روم و حبش تا بحد چین و چگل
غنچهٔ گلشن تصویر نسیمش وا کرد — عجبی نیست شگفته شود ار غنچهٔ دل
نذر گلدستهٔ تاریخ بیاورد وزیر — قطعهٔ جنت اعلی بزمین شد نازل

قطعهٔ تاریخ تعمیر کربلا

در عهد بادشاه محمد علی نمود — عاشق علی ز صدق بنا باغ کربلا
هر صبح و شام از پی شاه زمن شاخ — دارد بلند دست دعا باغ کربلا
پا از سر ادب نهد اینجا ملک که هست — گلزار سید الشهدا باغ کربلا
چون گل شگفت غنچهٔ منقار عندلیب — مثل صباست عقده کشا باغ کربلا
نالد همیشه او ز صدای شکست رنگ — دارد چه عشق آل عبا باغ کربلا
کردم با و چو نسبت گلزار خلد گفت — اهر واهی ما کجا و کجا باغ کربلا
رو دلیش بسوی کعبه و سویش رخ جهان — هم قبله هست و قبله نما باغ کربلا
کردیم فکر سال بنایش چو ای وزیر — بنوشت کلک فکرت ما باغ کربلا

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان فقیر محمد خان بهادر گویا

زهی منبع جود خان بهادر — که هست او به بحر شرف بی بهادر
کف همتش غیرت ابر نیسان — که آن آب می بارد او گوهر افشان
چو مریخ خونریز باشد به هیجا — چو خورشید تابان بود عالم آرا

غلام پر یہ عتاب اپنے بندے پر یہ ستم	مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند ست	
کچھ اپنے واسطے کہتا نہین ہر یہ پر غم	یہی ہی ڈر تری بندہ نوازیونکی قسم
کہے نہ بیکس و بے یار مجکو اک عالم	مکن تغافل ازین بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ این بندہ بے خداوند ست	

قطعہ

نکر عوض مرے جرم و گناہ بیحد کا	آلہی تجکو غفور الرحیم سکہتے ہین
کہین کہین نہ عدو دیکھکر مجھے محتاج	یہ اونکے بندے ہین جنکو کریم کہتے ہین

قطعہ تاریخ ترتیب باغ سلطانی

باغ خوش یافت بسرو و گل و سنبل ترتیب	اندرین عہد شہنشاہ سخی و باذل
نائب مہدی دین شاہ شہان عالم	غیرت قیصر و فغفور خدیو باذل
چون صدف پر ز گہر جیشم تہیدستان شد	ہست دریای سخا وکرمش بے ساحل
بر در دولت این تخت نشین زر بخش	ہمچو خورشید شود کاسہ دست سائل
مثل خورشید درخشندہ کف ہمت او	روے تابندہ او غیرت ماہ کامل
حبذا باغ لطیفیکہ درو بکشادہ	دفعتہ قافلہ فصل بہارے محمل
نکہت نسترن و یاسمن و نسترینش	جان تازہ بدمد چون دم عیسی در دل
باغبانان ہمہ ہستند چو رضوان بردر	تا ابد باد خزانے نتوان شد داخل

تری بہار کرم سے ہر ایک ہی زردار — بھرے چمن نے گل اشرفی سے جیب و کنار
جو نام لیکے ترا توڑے گل کوئی گلچین — تو ہاتھہ مین ہو زر گل طلاے دست افشار
ترا وہ حکم وہ ثروت ہی تو اگر چاہے — ہر ایک فقیر کا گھر اسطرح سے ہو طیار
بجاے آب ہو آب گہر کا صرف او سمین — خریدین سونیکی اینٹین بناتین گھر معمار
ضعیف ایسے قوی ہین ترے زمانے مین — او لجھہ کے چاک کرے خار دامن کہسار
سواے در نہین ہوتا ہی کوئی طفل یتیم — ہوا مسیح زمان تو اجل ہوئی بیکار
جو دیکھہ لے تری تلوار ماہی دریا — تو اپنے پوست سے بہاگے نکل کے صورت مار
دعا یہ میری ہی مثل خضر ہو عمر تری — کبھی نہو تو مسیحا کیطرح سے بیمار
سوا ترے کرم و لطف کے بیان ہی اپنا — نہ کوئی یار نہ مونس نہ کوئی ہی غمخوار

فتادہ ام بدرت ای سپہر جود و کرم
براے نام وزیرم و لے فقیر توام

خمسہ

جگر مین ناوک غم ہی گلے پہ تیغ ستم — زبان آہ ہی آنکھوں مین اشک لب پہ ہی دم
ہوا ہون خنجر غفلت سے کشتہ مین بر غم — بکن تغافل ازین بیشتر کہ مے ترسم

گمان برند کہ این بندہ بے خداوند ست

نہ ہی وہ چشم عنایت نہ وہ نگاہ کرم — جفائین بڑھتی ہین تیری وفائین ہوتی ہین کم

خمیدہ غم سے تھے محراب کی طرح زاہد
مدام کرتے تھے شیشے بھی نالہ قلقل سے
دعائین مانگتے تھے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے سبو
تری شفا کی دعا مانگتا تھا روز مسیح
مریض دیکھ کے تجکو یہ حال تھا اپنا

دعا زبان پہ تھی اور ہاتھ مین قرآن
بنا تھا ساغر لبریز دیدہ گریان
جھکے تھے سجدے مین ساقی سے تا بہ پیر مغان
کہ تا فلک مری جاتی تھی نالۂ سوزان
رہی تھی جسم مین طاقت نہ دلمین تاب و توان

ز فرط ضعف و مرض حال من بدینسان بود
بدست مردم چشمم عصاے مژگان بود

ہزار شکر خدا نے تجھے دی جلد شفا
تو بہر غسل جو حمام مین ہو تو مین کہون
خوشی ہر ایک ہوا تیرے غسل صحت سے
خدا نے آج تجھے جان تازہ بخشی ہی
جھکا کے سجدے کو سر سب کیون دعا مانگین
نہ کیون کہون مین تجھے آسمان لطف و کرم
خوشی نہ کیون ہو زمانے کو تیری صحت سے
چمن مین دیدۂ نرگس بھی اب نہین رنجور

وگرنہ دامن عیسی تھا اور ہاتھ مرا
مسیر مہر درخشان ہی برج آبی کا
کہ تیرے سائے تلے رہتے ہین ہزار ہما
ہزار جان گرامی کرون مین تجھ پہ فدا
جو پا شکستہ ہین اونکا تو دستگیر ہوا
نگاہ مہر سے ذرون کو آفتاب کیا
ہر اس چمن مین سوا تیرے کون ابر سخا
تجھے شفا جو ہوے بس کوئی مرض نہ رہا

ز صحت تو چنان اعتدال راست مدار
نمیشوند کنون چشم دلبران بیمار

چو عندلیب بگل درد دل کند اظہار
ز فیض باغ شود نالہ سبز و منقار

یہی بہار کا اب حکم ہے گلستان میں
کہ سایۂ گل تر بھی ہو مثل گل احمر

نہ رہنے پاوے ذرا داغ دل میں لالے کے
لگائیں مرہم کافور یا سمن لیکر

رہے چمن میں نہ بیمار آج نرگس بھی
بغیر لطف پریشان نہووے سنبل تر

خدا کے فضل سے صحت ہوئی ہے آج اوسے
ہزار گلشن عالم فدا کروں جس پر

صبا سے کہدو کہ اب برگ گل کا فرش کرے
چمن کی سیر کو آئے گا آج وہ گل تر

رہیں قرینے سے مرغان باغ ہر جانب
نہ کوئی آئے ادھر اور نکوئی جاے اودھر

گمان سبکو یہ ہو ہے یہ فرش بلبل چشم
بچھائیں بلبلیں آنکھیں میان رہگذر

چمن سے آئیں نکل نخل بہر استقبال
ادب سے نذر گل اشرفی کریں لیکر

ہر اک نثار کرے آج مال و زر اپنا
یہاں تلک نہ رہے مشت غنچہ میں بھی زر

چو بیند آن قد و قامت چنان شود دلشاد
بسان بندہ کند سرو را چمن آزاد

تری شفا کی خوشی سے ہوئے ہیں پیر جوان
مثال تیر ہوئی سیدھی آج پشت کمان

تو چند روز ہوا تھا علیل دل و جان
قسم خدا کی نہ تھی بس ہمارے جسم میں جان

برنگ نرگس بیمار دم تھا آنکھوں میں
یہ تیرے رنج کا تھا رنج ای مسیح زمان

تری شفا کی دعا مانگتا تھا سب عالم
ہر ایک موے تن خلق بنگیا تھا زبان

بہت قلق جو ستاتا ہے تو یہ پڑھتا ہے — عجیب حسرت و ارمان سے ہاتھہ پھیلا کر

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ترجیع بند

ہوا ہے اب کے یہ فیض مسیح باد بہار — چمن میں دیدۂ نرگس تلک نہیں بیمار
رہا چمن میں نہ آزار دید بلبل کو — پلایا جام گل تر نے شربت دیدار
دم مسیح کا باد بہار میں ہے اثر — نہ کس طرح سے ہو زائل تپ درون چنار
وفور عیش سے بزم نشاط ہے گلشن — کلی جو چٹکے تو آئے صدائے نغمۂ تار
عجب نہیں پر پروانہ ہو پر طوطی — نہال شمع تلک سبز ہو کے لائے بار
یہ فیض باد بہاری ریاض دہر میں ہے — بنے وہیں زر گل سنگ سے جو نکلے شرار
نظر پڑے گل نارستہ شاخسار سے یوں — عیان ہو شیشے سے جیسے شراب سرخ ادیار
گمان غلط ہے کہ بار ثمر سے ہو گئے خم — جھکے ہیں شکر کے سجدے کو باغ میں اشجار
چمن میں نام خدا ہے ہجوم گل ایسا — جگہ نہیں جو کرے عندلیب وا منقار

ہجوم لالہ و گل آنقدر رشد ست وزیر
نماند جائے کہ بلبل کشد ز سینہ صفیر

زیادہ ہے گل رعنا سے رنگ لیے قلموں — چمن میں دیکھے جس گل کو اک گلستان ہے
زبان حال سے کہتی ہے موج نکہت گل — اب اندنون تو یہ فیض بہار بستان ہے

صحرا کیے ہین پیدا ابر ہوکر غبار دل نے		پھینکا ہی دور ہمکو اس وحشت متصل نے
	ولہ	
نہ خود فروشی گہی جنس دل کی طینت ہے		کہ مشتری کو صدا دی شکست قیمت ہے
	ولہ	
سینے پہ میرے زخم ہین کیا بے نشان لگے		جراح ہاتھہ ملتا ہی پھاہا کہان لگے
	ولہ	
لب و دندان دکھاکر اپنے وہ کہتے ہین شوخی سے		نکل آیا ہی دیکھو لال دانتونکی کھڑکی سے
یاد مژگان ہین مری آنکھہ لگی جاتی ہی	ولہ	لوگ سچ کہتے ہین سولی پہ بھی نیند آتی ہی
صدائے نالۂ دل آرہی ہی نکہت گل سے	ولہ	چلی آتی ہی شاید کوچۂ منقار بلبل سے
چمن سے توڑ کے پھولونکو باغبان چلے	ولہ	تمہارے سننے کو باتین گلونکی کان چلے
زلف کی چال صبا چلتی ہی	ولہ	کیا پریشان ہوا چلتی ہی
	ترجیع بند	
صبا کبھی جو ترا کوے یار مین ہو گذر		نہ بھولیو تو پیام وزیر خستہ جگر
یہ کہیو اوس سے کہ ایجان تیری فرقت مین		فغان ہی درد ہی غم ہی الم ہی آٹھہ پہر
پہونچ گیا ہی گریبان کا چاک دامن تک		گذر گیا ہی بس اب سر سے آب دیدۂ تر
کبھی ہی ہوش اوسے گاہ فرط بیہوشی		کبھی ہی آپ مین وہ گاہ آپ سے باہر
ہر ایک کوچے مین پھرتا ہی صورت وحشی		کبھی ادھر سے اودھر اور کبھی ادھر سے ادھر

اے بتو خوبی قسمت ہے گلا کیا تم سے / جسنے راحت تھین دی وسنے ہمین رنج دیے
کیون نہون کوچۂ محبوب مین عاشق نالان / اس گلستان کو یہ مرغان نواسنج دیے

ولہ

رفعت طلب ایسا ہون ابھی چین نہین ہی / پونہچا ہون وہان مین کہ فلک ہی نہ زمین ہی
بے تیرے مجھے دید کا کچھ شوق نہین ہی / تو پردہ نشین ہی تو نگہ گوشہ نشین ہی
آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہی / آئینہ بھی ہر تو سے مرے چین بجبین ہی

ولہ

جسطرف تم ہوا ودھر سر مرا جانا ہو جاے / پائینتی قبر کی بیٹھو تو سرہانا ہو جاے
یار جاتا ہی کہو دل بھی روانا ہو جاے / ساتھ اچھا ہی اگر ایسے مین جانا ہو جاے
کھینچے مجھ پہ نگہ غیر مرے جیتے جی / تیر مین آپکے کھاؤن وہ نشانا ہو جاے

ولہ

دیکھ پچتاے گا او بت مرے ترسانے سے / اوٹھ کے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
وہ مسیحا جو چلا ہاتھ چھڑا کر شب وصل / نبضین بھی چھوٹ گئین ہاتھ کے چھٹ جانے سے

ولہ

ہجر مین اک ماہ کے آنسو ہمارے گر پڑے / آسمان ٹوٹا شب فرقت ستارے گر پڑے
پھینکی تھی زاہد نے کل شیشے کی گردن توڑ کر / آج سنتے ہین کہ مسجد کے منارے گر پڑے

ولہ

۱۹۳	غزل در نعت سرور کائنات	۹

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی — عین بے بحقیقت و مجازاً عربی

گشت خورشید فلک شهرۂ جان بخشی تو — آمده عیسی مریم پے دربان طلبی

هجر تو مرگ وصال تو حیاتست حیات — جسم را جانے و جانانے و عیسی لقبی

گر بگویم که ایازے و خدا محمود ست — بسر عشق که این هم نبود بے ادبی

یا حبیبی ارنی گفت خضر مثل کلیم — حق پسند این چه جهالست باین بو العجبی

بروای خضر دلم تشنۂ دیدار کسی ست — نخورم آب بقا جان دهم از تشنہ لبی

متفرقات

مر گئے ہم وہ روانہ ہو گئے — رات بھر جاگے تھے دنکو سو گئے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا — آئنہ دکھلا دیا دو ہو گئے

یا علی تم اور نبی تو ایک ہو — چشم احول میں مگر دو ہو گئے

وله

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی — بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

بے ہوا اوڑنے لگا مشت غبار — طبع اپنی خاک کی بادی ہوئی

سوکھکر کانٹا ہوا دست جنون — خار دار اب ہاتھ کی ہتھلی ہوئی

وله

زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے — اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے

دامن ترا پکڑنے کو مضطرب ہوے — ہاتھ اپنے آستینون کے باہر نکل پڑے
ہوتا ہی انس لڑکو نکو لڑکون سے واقعی — او طفل تجکو دیکھ کے آنسو نکل پڑے
پھنسنا تھا دل کو گیسو پیچان مین پھنس گیا — قسمت مین ہو جو پیچ تو کیونکر نہ بل پڑے
ایسا کسی کو شوق شہادت نہوے کا — گردن جھکاؤن تیغ جو اوسکی اوگل پڑے
لکھنے لگا حقیقت گریہ جو یار کو — میری طرح قلم کے بھی آنسو نکل پڑے
باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی — زاہد تو کیا ہی اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

۱۹۲	ولہ	۵

اوسکی تلوار کے رومال کا پھاہا تو نہین — آب شمشیر کی تاثیر جو تیزاب مین ہی
چشم خونریز مین سرمے کا نہین دنبالہ — اپنی نظرون مین ہرن کیف قصاب مین ہی
ناز سے آنکھ اگر بند وہ کر لیتے ہین — کہتے ہین فتنہ بیدار ابھی خواب مین ہی
گر پڑے ہین مگر آنکھون سے مری گرم آنسو — کرۂ نار کا عالم کرۂ آب مین ہی
میٹھی نظرون سے مجھے دیکھ کے کین بند آنکھین — زیب دیتا ہی کہون یار شکر خواب مین ہی

ولہ

ہوا ہی عشق تازہ ابتداے آہ ہوتی ہی — مبارک طفل دلکی آج بسم اللہ ہوتی ہی
ملا جب درہم داغ جنون گھبرا کے دل بولا — یہی کیا عشق کی سرکار مین تنخواہ ہوتی ہی
بیان کرتا نہین دل وصف اوس رخسار و مخطط کا — خدا اسکے گھر مین تفسیر کلام اللہ ہوتی ہی
فروغ اپنا سوا ہوتا ہی ظلم چرخ گردان سے — جو دل جلتا ہی روشن اور شمع آہ ہوتی ہی

نقشِ پا سے مین پاؤن جو تم سبزۂ تر پر رکھو
حال کچھ اونکے تلون کا نہ مجھسے پوچھو
رنگ کندن سا تمھارا ہی عجب کیا ہی اگر
تم جو اک ہاتھ لگاؤ تو مین ایسا خوش ہون
شرمگین آنکھ کی گر یاد مین پتھر اجائے

ہو یہ بالیدہ ابھی صورت مینا ہو جاے
عکس جس گل پہ پڑے وہ گل رعنا ہو جاے
طوطی سبزۂ خط سونے کی چڑیا ہو جاے
ابھی دو ہاتھ کا ای جان کلیجا ہو جاے
سنگ سرمہ یہ مری آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

١٩٠	در دندان نبی سے کے جو رولاے الفت ای وزیر اشک ہر اک عرش کا تارا ہو جاے	٧

دیکھکر مجھ زار کا مردہ وہ بولے ناز سے
کیا نزاکت ہی ہوا صدمہ خرام ناز سے
دیکھنے والو نہین تیرے وہ بہت اچھے رہے
چاند کے ٹکڑے ترے تلوے ہین اور خورشید رو
درد دوری اوس دہن کیطرح پوشیدہ رہے
تیرے دیوانے کو ایسا شور و شر سے ننگ ہے
بیرے کانو نکے پھٹے جاتے ہین رہے فرط ضعف

غش نہ آیا ہو شکست رنگ کی آواز سے
آگیا غش یار کو خلخال کی آواز سے
قتل کر ڈالا جنھین تیغ نگاہ ناز سے
چاندنی نکلے نہ کیونکر فرش پا انداز سے
چاہیے ای دل جگر واقف نہو اس راز سے
پاؤن تک واقف نہین زنجیر کی آواز سے
ناک مین دم ہی شکست رنگ کی آواز سے

١٩١	وله	٨

ای جان تو ہو دور تو کسطرح کل پڑے
کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا

نزدیک ہی کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

کیون دیکھتا ہون وصل مین خواب شب فرقت
سرخاب کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

او طفل جو کہتا ہی بری آنچ ہی اسکی
چھوٹا سا ترا نیمچہ اخگر تو نہین ہی

کس شوق سے آیا ہی گل زخم کی جانب
اس تیر مین بلبل کا کوئی پر تو نہین ہی

قبضے کی کٹوری مین ہی تلوار کا پانی
اب باڑھ پہ آب اسکی ستمگر تو نہین ہی

خالی ہو تو از خود عرق شرم سے بھر جائے
منت کش ساقی مرا ساغر تو نہین ہی

عریانی کے جامے کا گریبان بنا ہی
بیکار گلے پر ترا خنجر تو نہین ہی

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہی
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہی

کیون اوٹھہ گئے پاے صف مژگان کج آہی
ذرہائے بھاگا ہوا لشکر تو نہین ہی

رسوا نہ کریگا تمھین یہ دیدۂ حیران
پر آب ہی آئینہ صفت تر تو نہین ہی

۱۸۹	ولہ	۱۳

تم جو پتھراؤ کرو کور بھی بینا ہو جاے
منہ پہ پتھر جو لگے آنکھ کا ڈھیلا ہو جاے

گر میان سے کھچے جوبن یہ زیادہ ہو جاے
نکل آئے جو عرق حسن کا دریا ہو جاے

گردش چشم کا تیرے اثر ایسا ہو جاے
گرد اوڑے پاے نگہ سے تو بگولا ہو جاے

ذبح کرنے مین جو ہو ڈر تری رسوائی کا
رنگ اوڑ جاے ابھی خون پسینا ہو جاے

سرمہ دینے مین نکل آئین جو تیرے آنسو
ہر گل اشک ابھی نرگس شہلا ہو جاے

چشم مخمور سے دیکھے جو وہ بت کعبے کو
مہ سے محراب کا لبریز پیالا ہو جاے

پھنک رہا ہی یہ مرا جسم اگر دیکھے نبض
کف عیسی ابھی جل کر کف موسا ہو جاے

رفعت دکھائی کوچۂ گیسوے یار نے
لی راہ آسمان کی زمین تتار نے

کانٹا چبھا جو پاؤں میں سمجھا یہ ضعف سے
سولی پہ مجکو کھینچ دیا نوک خار نے

پانی نہیں یہ آپ کے عاشق کا ہی لہو
کیون خون پیکے کوڑی دکھائی کٹار نے

پھینکا جو مینے اپنا گریبان پھاڑ کر
دامن لیا سمیٹ شب ہجر یار نے

۱۸۸	دیکھین جو ای وزیر مری بیقراریان کی آرزوے صبح شب انتظار نے	۲۰

مو دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہیں ہی
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہیں ہی

کچھ معجزہ ختم آپ کے لب پر تو نہیں ہی
عیسی ہی تو ہوا بنا پیمبر تو نہیں ہی

جب میان سے نکلی تو مرے دلمیں سمائی
تلوار تری روح دو پیکر تو نہیں ہی

قاتل ہی گمان معجزۂ شق قمر کا
جوزا کیطرح تیغ دو پیکر تو نہیں ہی

میخانے کو سجدہ کیا ہی کعبے نے جھک کر
اوس چشم پہ ابروے نگون سر تو نہیں ہی

داغ اوس پہ کہان تھے یہ گلی ہی کے پھرا ہی
بھیجا تھا جسے یہ وہ کبوتر تو نہیں ہی

پیری میں جوانوں سے ہلوں جھک کے میں کیونکر
قامت شجر خشک ہوا تر تو نہیں ہی

ہی سرمے کا دنبالہ تری آنکھ میں ساقی
ساغر سے ترے موج یہ باہر تو نہیں ہی

مین آنکھیں بچھاؤں وہ شہ حسن اگر آے
درویش ہوں آزاد ہوں بستر تو نہیں ہی

منہ اوسکو رکھاؤ گے تو میں ٹکڑے کرونگا
آئینہ ہی کچھ سد سکندر تو نہیں ہی

اوراق خلائق نظر آتے ہیں پریشان
یہ دفتر عالم کہیں ابتر تو نہیں ہی

ہم اسیرون کی طرف آئے اگر نکہت گل	پیچ پڑ جاتین کچھ ایسے کہ سلاسل ہوجاے
خون عشاق سے کے ہوتے جو لگائے مہندی	یار کا ہاتھ بھی بندھ جانے کے قابل ہوجاے
آئے بے پردہ جو لیلاے خیال جانان	دل یہ بالیدہ خوشی سے ہو کہ محمل ہوجاے
کوچہ زلف ہی کچھ مصر کا بازار نہین	آئے یوسف جو ادھر قید کے قابل ہوجاے
چال افتاد کی ٹھنک سے سیکھی ہمنے	لغزش پا سے ابھی قطع منازل ہوجاے
فاتحے کو جو وہ بت ہاتھ رکھے مرقد پر	ہو یہ بالیدہ انگوٹھی کا نگین سل ہوجاے

۱۸۶	ولہ	۵

کاکل جو اوسکے شعلہ رخ سے سرک گئی	کالی گھٹا مین صاف یہ بجلی چمک گئی
پونہچی نہ اوسکے کان تلک آہ نارسا	کیا فائق زمین سے اگر تا فلک گئی
ٹکڑے ہوے ہمارے گریبان صبر کے	انگڑاہی مین جو یار کی چولی مسک گئی
سینے جو آہ سرد بھری اوسنے ہنس دیا	گل کی کلی نسیم سحر سے چٹک گئی

۱۸۷	بعد از فنا جو قبر پہ آئے وہ اے وزیر پونہچا نے اونکو روح مری دور تک گئی	۹

پردہ کدورتون سے کیا آج یار نے	دیوار گرد کھینچی ہی دل کے غبار نے
چھپڑا چمن مین یہ مژہ اشکبار نے	آخر لہو دیا رگ ابر بہار نے
گلشن مین کیا اشارہ کیا خال یار نے	افیون باغبان کو دی کوکنار نے
دکھلائی نئی سواری لڑکپن مین یار نے	دوڑایا اپنے پاؤن سے گھوڑا سوار نے

دکھلاؤ زلف ورخ تو خوشی ہو گئے ہیں کہون
یہ شب شب برات یہ دن روز عید ہی

لب وا جو ہو گئے تو در خرمی کھلا
قفل دہن کو موج تبسم کلید ہی

قاتل بجاے گل تو چڑھادے حسین ہند
یہ کربلاے عشق یہ قبر شہید ہی

۱۸۴	ولہ	۹

اوٹھتا ہی جاے شعلہ دھوان ڈلکے داغ سے
تاریک ہو گیا ہی مرا گھر چراغ سے

پیدا کرینگے داغ جگر دل کے داغ سے
گر لین گے ہم چراغ کو روشن چراغ سے

بلبل ادھر قفس سے چھٹی تو ادھر پھنسی
گلدام ہی موج نکہت گل لاہی باغ سے

ہو جاے وجد دیکھے اگر استخوان مرے
پتلی نکل کے رقص کرے چشم زاغ سے

ہی دم قدم کے ساتھ یہ گردونکی کجروی
اوترو مسیح ایسے خر بیدماغ سے

کیا ہجر مین ہی مونس و دلسوز داغ دل
دنکو فزون ہی پھول سے شبکو چراغ سے

گریان تری گلی سے ہم اے رشک گل چلے
جاتے ہین ہوتی جھیل لیے عیش باغ سے

وہ نالہ کش ہون بعد فنا استخوان مرے
مثل صدا نکل گئے منقار زاغ سے

دیکھا دہن کو خندۂ دندان نما سے رات
گم لعل تھا ملا گھر شب چراغ سے

۱۸۵	ولہ	۹

لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جاے
آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے

وہی بیتابی وہی درد سے حاصل ہو جاے
ہاتھ جس عضو پہ رکھدو وہ ابھی دل ہو جاے

لطف پامالی دل یار کو حاصل ہو جاے
پاؤن رکھے وہ جہان نقش قدم دل ہو جاے

۱۹۲	کیا خوف گنہ وزیر کو ہو حامی سلطان انبیا ہی	۱۱

رنگین لب لال کی صدا ہی	کیا خوب یہ لال بولتا ہی
سنبل گلشن مین کہ رہا ہی	یکتا ہی وہ زلف گو دوتا ہی
ہم وحشیون کا کبھو ترا ہی سرو	قمری کیطرح سے طوقیا ہی
آ پونہچا ہی اوڑکے استخوان تک	ناوک مین مگر پر ہما ہی
دلنے کی طرح سے پیس ڈالا	کیا گردش بخت آسیا ہی
کیا آنکھون مین اوسکی مین سبک ہون	نظرون مین وہ مجسکو تولتا ہی
یوسف جو کہا تو نہین تو بولے	کیا آپ نے مول لے لیا ہی
آئی ہی بہار کیا جو ساقی	شیشے مین پھول بھر رہا ہی
پونہچے مرے ہاتھ تک تو جانون	تم کہتے ہو زلف کو رسا ہی
نکلے نہین رات کو ستارے	شبدیز فلک چراغ پا ہی

۱۹۳	ایسا مین گھلا وزیر غم سے خار کف پا مرا عصا ہی	۶

کیا سنگ رزق خوش ہو اگر راہ عید ہی	یان بستگی قفل کی باعث کلید ہی
گھر پونہچے ہین لحد اسے کہنا بعید ہی	یار و جواب نامہ نہین ہی رسید ہی
خط دیکھلو وزیر عبث شوق دید ہی	لکھا ہی پشت لب پہ دہن ناپدید ہی

ہی نقش درم جو نقش پا ہی
آپ آئے تو گھر درم سرا ہی

دل جلوہ ترا دکھا رہا ہی
شیشہ یہ مرا پری نما ہی

سلطان جہان ہی جو گدا ہی
تیمور ہر اک شکستہ پا ہی

انسان بھی قدرت خدا ہی
کیا سنگ کو بت بنا دیا ہی

شیرین ہی دہن کرو شکر خند
ہنسنے مین تمھارے اک مزا ہی

مضمون پروانے بنکے آئین
شبدیز قلم چراغ پا ہی

یاران گذشتگان سے ہی انس
زندہ مردون پہ مر رہا ہی

آیا نہین خود فروش میرا
گویا مجھے مول لے لیا ہی

قطعہ

وہ رشک بہار و غیرت گل
گلگشت چمن کو جو گیا ہی

گلزار ہوا ہی پانی پانی
بلبل پانی کا بلبلا ہی

جو چاہیے عشق مین کیا وہ
ہم مر گئے کہیے مرحبا ہی

ہی جھوٹھ کہون جو راست ہی قد
یہ توسن حسن الف ہوا ہی

منہ جسنے دیا وہ رزق دیگا
گویا یہ دہان آسیا ہی

توبہ کا نہ در ہو بند یارب
جب تک در میکدہ کھلا ہی

ہی شیشۂ سبز گرم قلقل
طوطی مستون کا بولتا ہی

کیا جسم ہی صاف اوس پری کا
گویا تن آدم آئنا ہی

بیگانہ کوئی نظر نہ آیا
آئینہ بھی صورت آشنا ہی

جنس دل وہ ہے نہ جاکر سر بازار بکے
مشتری راہ مین پیدا ہو دکان دور رہے

۱۸۰
جب کہون حال جدائی کوئی سمجھے نہ وزیر
حرف سے حرف سخن وقت بیان دور رہے
۱۳

کانٹے پڑجائین زبانسے جو زبان دور رہے
خون تھوکے جو دہن سے وہ دہان دور رہے

عشق بازی کا حسینونکو یہ لپکا ہو جاے
چاندنی خاک پہ لوٹے جو کتان دور رہے

جنبش لب سے کہے اونکی نزاکت بس بس
حرف مطلب سے ابھی نوک زبان دور رہے

لے اوڑا ایسا ہی مجھے اہ مری بیتابی دل
گرد سان قافلہ تاب و توان دور رہے

بیدماغی سے وہ گلگشت چمن کرتے ہین
غنچے منہ بند رکھین بوے دہان دور رہے

خط کی تائید سے دل چاہ ذقن سے نکلے
کبھی اس کانٹے سے یارب نہ کنوان دور رہے

چار ابرو کا صفایا جو کرین ہم آزاد
چار جوہر سے بھی آئینہ جان دور رہے

دوست بن بن کے عدو قتل کیا کرتے ہین
پنبہ ماہ سے بھی داغ کتان دور رہے

شب فرقت مین جلاؤن مین اگر ہجر نصیب
شمع سے شعلہ تو شعلے سے دھوان دور رہے

دست بے فیض سے ہو پیر و جوان کو نفرت
قبضۂ شل سے سدا تیر و کمان دور رہے

عمر بھر کوچہ جانان مین نہ پہونچنا ہے محال
جب تلک جیتے ہین گلزار جنان دور رہے

چور ہو جاؤنگا مین شیشۂ نازک دل ہون
ساقیا پھول بھی ہے بار گران دور رہے

۱۸۱
دود خط یار کا قرآن کی سورہ ہے وزیر
کس طرح مصحف عارض سے دخان دور رہے
۱۴

۱۷۹	جام سان چلیے جو وحشت ہین وزیر آے قلقل کی صدا ازنخبیہ سے	۱۷

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
ناز کی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

گھر کیا دلمین ترے پر غم دوری نہ گیا
اب بھی کہتے ہین کہ ہم جا کے کہان دور رہے

ساقیا ہجر مین کب ہے ہوس گفت و شنید
ساغر گوش سے مینا ے زبان دور رہے

میرے ہوتے تو ہٹا سکتے نہین غیر کو پاس
یہ خیال آپ کے دلسے مری جان دور رہے

پھول بھر بھر کے گلابی مین پلاتا ہے مجھے
چمن محفل ساقی سے خزان دور رہے

استخوان تک مری کیا آے ہما ناوک
جب خدنگ نگہ زاغ کمان دور رہے

یاد ابرو جو نہو آہ نہ منہ سے نکلے
تیر کسطرح لگاؤن جو کمان دور رہے

مژۂ کج کیطرح سے رخ ناوک پھر جاے
وہ نشانہ ہون کہ تیر کمان دور رہے

میرے پہلو مین ہمیشہ رہے سفاک کا تیر
ایسے محبوب سے آغوش کمان دور رہے

ہو چکا صید مرے بعد اجی اور کوئی
شست سے تیر تو چلے سے کمان دور رہے

شمع فانوس کی تصویر بنا دے ہے ضعف
پیرہن جسم سے اور جسم سے جان دور رہے

چھوڑ کر کعبہ و بتخانہ گئے تا در دوست
منزلین قطع ہوئین سنگ نشان دور رہے

شور محشر ہے بپا وعدۂ دیدار بھی ہے
نہ کرے آج سبک خم اب گران دور رہے

جو سنے ہین ہنسی لب کے دعائین مانگین
کالے مرہم سے نہ یہ زخم دہان دور رہے

طوق قمری سے بھی ہے تنگ ترے اے ضعف کنار
کیون نہ آغوش سے وہ سرو روان دور رہے

١٧٨	ہجر مین مرتا نہین مین ای وزیر منفعل ہون موت کی تاخیر سے	١٦

بخت ہی تیرہ خط تقدیر سے — جیسے کاغذ ہو سیہ تحریر سے

گیا چھٹے وہ نوجوان مجھ پیر سے — مل کے شکر کب جدا ہو شیر سے

گوشہ گیرونکو کیا ابرو نے قتل — اس کمان نے توڑ سیکھا تیر سے

آہ آتش بار ہی تیر شہاب — شعلے بنکر نکلے پر اس تیر سے

ایک کو دو کر دکھائے آئنہ — گر بنائین آہن شمشیر سے

ہی لب رنگین سے برگ گل خجل — منفعل ہی بوے گل تقریر سے

چھٹ گیا ہی ہاتھ سے دامان یار — جیب پھاڑون دست دامنگیر سے

کیا عجب پیدا کرے وحشت مری — بید مجنون دانۂ زنجیر سے

قلقل مینا ہی ساقی کی صدا — مے ٹپکنے لگتی ہی تقریر سے

کھیل پر اوس طفل کے مرتا ہون مین — قتل کرتا ہی گلے شمشیر سے

تمکو دکھلا کر تماشا دل لبھائے — نکلے پتلے دیدۂ تصویر سے

ہین دہکتے داغ انگارون کیطرح — بچا ہی او ترین کیون نہ آتش گیر سے

لائیے مرغ جنون کو دم مین — لیجیے دانے مری زنجیر سے

نام رکھا چرخ نے طوق بہار — لیکے اک حلقہ مری زنجیر سے

کیا رخ رنگین نے حیران کر دیا — کم نہین گل بلبل تصویر سے

کیا کہوں قاصد لکھوں کیا شوق وصل ہی فزوں تقریر سے تحریر سے
بندھ گیا ہیں وحشی نازک مزاج موج بوئے زلف کی زنجیر سے
گر نہیں ساقی تو قاتل لائے گا جام طاق ابرو و شمشیر سے
نرم ہی کیا تیری ابرو کی کمان کھنچ رہی ہی خانۂ تصویر سے
تشنہ لب ہون تیر باران کیجیے پانی گر دیتے نہیں شمشیر سے
باتین کرتا ہون کوئی سنتا نہیں خامشی بہتر ہی اس تقریر سے
ماہ کی کیا قدر پیش آفتاب جام مے بدلون نہ جام شیر سے
یون کرینگے تیری ابرو کی صفت مانگ لین گے ہم زبان شمشیر سے
رزق چاہا چرخ سے نادان ہو نہیں شیر مانگا دایۂ بے شیر سے
بل بے ذوق وصل و فرط اتحاد خون نہ چھوٹا یار کی شمشیر سے
بنگئی اونکی نگہ تیغ قضا تیر نے مارا ہمین شمشیر سے
آتش گل کے لکھون مضمون گرم پھلجھڑی خامہ بنے تحریر سے
اشتیاق سر مین تڑپے اسقدر ہو گئے جوہر جدا شمشیر سے
قدر نعمت ہوتی ہی بعد زوال پوچھیے لطف جوانی پیر سے
زلف اگر رخ سے ہٹادو تو کہون چھوٹے یوسف خانۂ زنجیر سے
کم نہیں شب سے مرا روز سیاہ کیا ہو فرصت نالۂ شبگیر سے
کیونکر ارباب تعلق سہرتے ہین فیل چل سکتے نہیں زنجیر سے

طائر رنگ ہون بلبل نہ سمجھ اے صیاد
مین جو اوڑ جاؤن نہ کوئی سو گلشن دیکھے

دہن یار مین مستی کی اوداہٹ دیکھی
چمن ملک عدم مین گل سوسن دیکھے

ترک خونریز ہین آنکھین تو نگہ ہے سفاک
ایک کیا آپ کو دیکھا کسی رہزن دیکھے

شاخ گل سیخ گل اخگر ہون عنادل ہون کباب
نگہ گرم ہے گر تو سوے گلشن دیکھے

سر کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین دفن ہوے
ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے

سیمبر مرغ نگہ سونے کی چڑیا ہو جاے
آنکھ اوٹھا کر جو طلائی ترے جوشن دیکھے

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالی
مکر سے شیخ تو چیلے سے برہمن دیکھے

چار نعل آپ کے شبدیز کے ہین چار ہلال
چاندنی سمجھے جو گرد سم توسن دیکھے

آنکھین نرگس تری گلگونکی ہین چوٹی سنبل
نظر آجاے چمن جو ترا توسن دیکھے

۱۷۷
چمن کوچۂ دلدار مین رہتا ہون وزیر
دم پھڑک جاے جو بلبل مرا مسکن دیکھے
۲۴

ہو رہائی ضعف کی تاثیر سے
نکلین ہم مثل صدا زنجیر سے

کیا لہو چھوٹے تری شمشیر سے
جوہر اوسکے کم نہین زنجیر سے

دل نہ مانگو عاشقان پیر سے
مچھلی کب ہاتھ آئی جوے شیر سے

کہتے ہین وہ لے کے دل مجھ پیر سے
مچھلی ہاتھ آئی ہے جوے شیر سے

اے جنون بیتابی کی تاثیر سے
برق نکلے دانۂ زنجیر سے

اے وہ پرخم عرق افشان ہوی
بہ چلا پانی تری شمشیر سے

رہے مضمون غم کیطرح اسمین — ہمارا گھر ہی یا بیت حزین ہی
جہان ہی جلوہ گر وہ غیرت ماہ — الٰہی آسمان ہی یا زمین ہی
بنایا تجکو ایسا خوب صورت — کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہی
ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن — ہمارا ہاتھ مار آستین ہی
نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر — نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہی
فلک جو چاہے ہمپر ظلم کر لے — ابھی تو ضبط آہ آتشین ہی

۴۶
پڑا ہی تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہی
۱۹

شانہ مین پیچ سے اون زلفونکا جو بن دیکھے — پاؤن ہم چھو نہ سکین ہاتھ برہمن دیکھے
جیب صد چاک کرے جو ترا دامن دیکھے — خواب کم آئے جو کمخواب کی چپکن دیکھے
سمجھے خورشید جو تیرا رخ روشن دیکھے — ہو گمان خط شعاعی کا جو چلمن دیکھے
جان دے گال جو گورے وہ فرنگن دیکھے — کمبخت قتل ہو مژگان کی جو پلٹن دیکھے
ٹوٹی ہین اوس بت بیدین پہ بہت تسبیحین — سیکڑون سبحۂ صد دانہ کے خرمن دیکھے
کہے انجیل مسیحا پہ ہوئی ہی نازل — دیکھکر لب جو خط یار فرنگن دیکھے
گر پڑے پھولونکے خرمن پہ یکایک بجلی — ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے
داغ سوزان مرا آتا ہی نظر پھاہے سے — آئے پروانہ چراغ تہ دامن دیکھے
بوے گل رہتی ہی پوشیدہ قباے گل مین — کیا تن زار کو یہ پیرہن تن دیکھے

روئے ہم فرقت مین دریا کیا ہی آئی مراد
یار آیا ناؤ منت کی چڑھانے کے لیے

میری تربت پر اگر دو پھول لانا خار تھا
آ نکلتے تم کبھی تیوری چڑھانے کے لیے

خواب آئے بستر مخمل پہ سو یہ ہی خیال
ہو کسی زانو کا تکیہ نیند آنے کے لیے

دی بھونکو اوسنے جنبش اب کوئی بچتا ہو مین
ابر ہی تلوارین جلین بجلی گرانے کے لیے

ہی ابھی جراح باقی زخم کھانے کی ہوس
بارھ کا ڈورا منگا ٹانکے لگانے کے لیے

ہو بپا طوفان ای حداد آب تیغ سے
میرے آنسو لے جو تلوارین بجھانے کے لیے

لیکے میرے دشت سے مٹی کیا مجنون کو خلق
خاک کوئے یار لی لیلی بنانے کے لیے

کاسۂ سر ہاتھہ مین لیکر مین نکلون قبر سے
اب بھی گر ساقی بلائے مے پلانے کے لیے

برق پھر چمکی گرونگا پھر تڑپ کر خاک پر
پھر اوٹھا ابر شب فرقت رولانے کے لیے

۱۷۵	چشم تر مین یون خیال خال رخ ہی ای وزیر آئے ہندو جیسے دریا مین نہانے کے لیے	۱۳

ترے رخ کا کسے سودا نہین ہی
گل لالہ تلک صحرا نشین ہی

پھرا ہی آپ وہ مہرو ہمارا
ترا ہی آسمان شکوہ نہین ہی

کہین ایسا نہو اوٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہی کہ قاتل نازنین ہی

نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تمکو خوشہ چین ہی

ادب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہی

برا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جیسے دل اندوہگین ہی

کون ہوگا تیرے تیرونکا نشانہ میرے بعد　　خاک لیجا نا مری تودہ بنانے کے لیے
بزم عالم مین کھڑا ہون پر چلا جاتا ہون مین　　سیکھ لی ہی شمع سے رفتار جانے کے لیے
کیون دل بیتاب کو دکھلایا خال زیر زلف　　دام مین مچھلی نہین آنے کی دانے کے لیے
ہو اگر سر گشتگی مین فکر تعمیر مکان　　خاک اوڑا لائی بگولا گھر بنانے کے لیے

۱۷۴　　اب کسی گلرو کے دل مین کیجیے گھر اے وزیر
کیا چمن مین تنکے چنیے آشیانے کے لیے　　۲۱

پھر نکل آؤن لحد سے سر کٹانے کے لیے　　بھیج دیکھو عمر رفتہ کو بلانے کے لیے
تنکے اے گل چن رہا ہون آشیانے کے لیے　　آتو ابرو کی تیغ سے بجلی گرانے کے لیے
اب تو میرے قتل پر بیڑا اوٹھانا چاہیے　　نقد دل تمکو دیا ہے پان کھانے کے لیے
جسکو آتے دیکھتا ہون اے پری کہتا ہون مین　　آدمی بھیجا ہو میرے بلانے کے لیے
تا نہ میری آنکھ انون کا نشانہ چوک جاو　　بر ہما کے لاؤ تیر و نین لگانے کے لیے
اوٹھ گئی بعد اپنے رسم نامہ و پیغام بھی　　رہ گئی باد صبا یان خاک اوڑانے کے لیے
ہو کے کاہیدہ ہوا ہون سبزۂ رخسار پر　　لاش میری کہربا آئی اوٹھانے کے لیے
ہو اگر جراح واقف میرے شوق قتل سے　　جائے مرہم آئے تلوارین لگانے کے لیے
دست جانان مین ہون مثل طائر رنگ حنا　　شاخ گل کیا چاہیے اب آشیانے کے لیے
جا کے میرے پاس پھر آیا نہ وہ جان جہان　　سیکھ لی کیا عمر سے رفتار جانے کے لیے
چاہیے غم کی عوض شادی کرین اہل عزا　　مار ڈالا مجکو قاتل نے جلانے کے لیے

بیتا ہون سے تیری تعجب ہو نہ مجھے
اے دل شب فراق مین چھاتی نہ پھٹ گئی

۱۷۲ — ۱۹

کہتے ہین آسمان ہے نہ خاک اے وزیر
بیتا ہون سے میری زمین کیا اولٹ گئی

چھانتا ہی خاک کیا تو گھر بنانے کے لیے
فکر رہنے کی نہ کر آیا ہی جانے کے لیے

اور کو کیا رنج دون راحت اوٹھانے کے لیے
ایک تنکے کو نہ چھیڑون آشیانے کے لیے

برق بھی بیتاب ہے میرے آشیانے کے لیے
ابر سے بھی بیشتر آئے جلانے کے لیے

کام آئی مرغ گلشن کے مری کاہیدگی
لے گیا تنکا سمجھکر آشیانے کے لیے

اس چمن سے گل چلے بلبل گریبان پھاڑکر
ہے جنون تنکے جو چنتے آشیانے کے لیے

ہمنے کیون مانگی تھی گلشن مین دعا جوش گل
اب جگہ ملتی نہین ہے آشیانے کے لیے

خاک ہون تو دانہ تسبیح ہو اے فلک
سو طرح کی گردشین مجکو دکھانے کے لیے

پھر وہی ہم تھے وہی تم تھے محبت تھی وہی
صلح کر لیتے اگر آنکھین لڑانے کے لیے

ہون وہ غمدیدہ ہنسی کوئی تو مین رونے لگون
کچھ بہانا چاہیے آنسو بہانے کے لیے

سایہ پڑ جائے اگر زلف دراز یار کا
پھر کہون مین بھی تسلسل ہے زمانے کے لیے

ہون وہ دیوانہ کہ بنکر ہو وہ مجنونکی شبیہ
میری مٹی لین اگر لیلی بنانے کے لیے

پونہچی ہے شانے تلک کیا یار کی زلف رسا
درد کیون پیدا ہوا ہے میرے شانے کے لیے

جملہ تن ہے چشم نرگس یار تیری دید کو
گل ہمہ تن گوش ہین تیرے فسانے کے لیے

یون مری قسمت مین تھا پرواز کرنا یا نصیب
نوچتے ہین طفل پر میرے اوڑانے کے لیے

فردوس مین تو حضرت آدم نہ رہ سکے
کیونکر نکالے جائین نہ ہم کوے یار سے

کہتا ہون کس خوشی سے وہ آیا پیامبر
اوٹھا اگر غبار رہ انتظار سے

گل سے ہزار درجے ہی بہتر وہ رشک گل
اس بات مین تو بحث کرون مین ہزار سے

لکھی ہی کسکی نرگس مخمور کی صفت
پڑھواؤن خط جام کسی بادہ خوار سے

مرجائین ہم جو تیر ادا ہو نصیب غیر
صیاد ہم شکار ہون تیرے شکار سے

١٧٢ — **ولہ** — ١٣

دن ہو گیا نمود شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت اولٹ گئی

مجنون سے کہدو کہتے ہین جوش جنون اسے
آتے ہی فصل گل مری تصویر پھٹ گئی

کڑوے نہو مثال اگر انگبین سے دی
فرماؤ شان کیا لب شیرین کی گھٹ گئی

تکلیف دست یار کو بار دگر ہوئی
افسوس ایک ہاتھ مین گردن نہ کٹ گئی

وہ تو مرے گلے نہ لگا لیکن اے جنون
زنجیر اوسکی میرے گلے سے چمٹ گئی

اوسنے نگاہ کرتے ہی بس آنکھ پھیر لی
برچھی لگی تھی سینے پہ لیکن اوچٹ گئی

کرتا ہی کیا اشارے یہ ابروے یار ہے
یارب سنون مین اونکی نہ نوکی کٹ گئی

بولا وہ سنکے شب مری ہجرانیون کا حال
کیسی یہ داستان تھی مری نیند اوچٹ گئی

شرمندہ صبح ہو گئی عارض کے ذکر سے
گیسو کا تذکرہ جو بڑھا رات گھٹ گئی

جسپر نگاہ کی اوسے بس مار ہی رکھا
جنبش جو دی مژہ کو تو اک صف الٹ گئی

مرتا ہون مین تو ہاے اسے کہتے ہین حیا
تصویر یار سامنے سے میرے ہٹ گئی

گرم خرام یار ہی اور راہ مین ہی تاب
اوبجھے کہین نہ موے کمر زلف یار سے

ٹکڑا پڑی ہی زلف سیہ سایہ پر پری
خط رخ کے گرد کم نہین ہر گز حصار سے

اوس گل بغیر سنگ سپر ٹکڑون کے تلک
آتی ہی یہ چمن مین صدا آبشار سے

مرنے پہ بھی نہ دیکھنے دین سوے یار ہم
ہو خاک چشم غیر مین اپنے غبار سے

ہو مرہم سیاہ کی حاجت نہ زخم کو
ٹانکے اگر لگین تری کاکل کے تار سے

کافی خرام ناز ہی تلوار تو نہ کھینچ
دو گام چلنا کم نہین کچھ ذوالفقار سے

١٤	شاداب رہتے ہین یہ گل زخم ای وزیر تیغ اونکی کم نہین رگ ابر بہار سے	١٦١

زائل بہار حسن ہوی خط یار سے
اس باغ مین خزان نظر آئی بہار سے

گرتے ہین لخت دل مژۂ اشکبار سے
یان بجلیان برستی ہین ابر بہار سے

زنجیر ہو قلم ہو جو تصویر بھی کھنچے
وحشت ہی مجکو سلسلۂ زلف یار سے

دریا کا گھاٹ ہجر مین تلوار کا ہی گھاٹ
پانی کی دھار کم نہین خنجر کی دھار سے

اٹکا تین دل نہ اوس سے جہان نخ رشک ہو
وہ گل نہ ہم چھوین جسے ہو ربط خار سے

اس بوستان بزم مین ہم نخل شمع ہین
آتی ہی یان خزان بھی عجب اک بہار سے

رسوا رہی ہی جو کہ نہ رسواے عشق ہو
ہی عار مجکو ننگ سے اور ننگ عار سے

مژگان پہ اشک سرخ سے طرفہ بہار ہی
گل بھی کسی نے پھولتے دیکھے ہین خار سے

پاؤن کے بدلے آنکھو نسے صحرا کو طی کرون
یاد مژہ فزون ہو اگر دید خار سے

دغا سے مینے بھی اب ہاتھہ اوٹھایا — قسم ہی مجکو اپنے بیوفا کی
ہوی گر صلح بھی تو بھی ہی جھنگ — ملا جب دل تو آنکھہ اوس سے لڑا کی
فقیرون کے قدم لیتے ہین سلطان — یہ ہی تاثیر نقش بوریا کی
تصور بندھ گیا جب اوس مژہ کا — تو پھر ون دل پہ برچھی سی لگا کی
نمد ایون جسکو چاہے دے سعادت — وگرنہ سگ مین خصلت ہی ہما کی
نہین اوٹھتا ہی سر سجدے سے میرا — مگر ہی سجدہ گاہ اوس خاک پا کی
کہون جب مین کہ بے تیرے ہون مرتا — تو کہتا ہی وہ بت مرضی خدا کی
نہ آیا منتون سے یار جبدم — تو پھر کیا کیا اجل کی التجا کی

۱۷۰	ولہ	۱۵

ظاہر ہی شوق دید مرے جسم زار سے — تار نگہ بنا ہون غم انتظار سے
ہون نخل شمع کام نہین برگ و بار سے — نکلین گے شعلے گل کی عوض شاخسار سے
از بس ہی ہمکو عشق رخ و زلف یار سے — راحت اوٹھاتے ہین غم لیل و نہار سے
افزون برش مژہ مین ہی خنجر کی دھار سے — ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے
آئےگا کون کل جو خوش ہوےگی اے صبا — جھڑتے ہین پھول میرے چراغ مزار سے
مر جاتین دود آہ اگر ضبط کرکے ہم — ہرگز نہ دھوان نکلے چراغ مزار سے
میکش وہ ہون کہ شیشے سے پیدا ہو جام مے — رکھتا ہون مین سند یہ دل داغدار سے
ہوتا نہ ذکر رخ تو نکلتا نہ آفتاب — شب ہو گئی تھی تذکرہ زلف یار سے

زلف سے ہم اوبجھتے اے رخ یار
کیا کرین درمیان مین تو ہے

سیکڑون گھر ڈبوے دے پل مین
یہ وہ خانہ خراب آنسو ہے

کھینچی ہے جب سے ماہ نو نے شبیہ
آسمان پر دماغ ابرو ہے

رگ گل سے کمر ہے کچھ نازک
فرق دونو مین اک سر مو ہے

پھیر لیتا ہے دم مین وہ آنکھین
چشم بد دور کیا ہی بدخو ہے

دل ہے اک ماہ کی تجلی گاہ
اپنے غنچے مین یار کی بو ہے

صفحہ چہرہ رخ پر ہلال نہین
مصرع انتخاب ابرو ہے

چھان ڈالا تمام کعبۂ و دیر
اے ہمارے خدا کہان تو ہے

کہتے ہین حق بتون کو سب کافر
بت تجھے کہتے ہین خدا تو ہے

فکر رہتی ہے بیت ابرو کی
اندلون سر کو ربط زانو ہے

چمن رخ مین جا نہ مرغ نگاہ
جی کا جنجال دام گیسو ہے

قطعہ

غم نہین پھیری گر وزیر سے آنکھ
تو ہی خوش چشم کیا پری رو ہے

۱۶۹	رہے آباد دامن صحرا وان لڑانے کو آنکھین آہو ہے	۱۱

ہماری اس وفا پر بھی دغا کی
قسم کھائی تھی اوکا فر خدا کی

وہ مشت استخوان ہون اے سگ یار
اگر کھائے سعادت ہے ہما کی

لب شیرین کا جو بوسہ لیا تھا
مرے او سکے شکر رنجی رہا کی

١٦٧	شاہ کہلائے ہر طرح سے وزیر بادشاہی نہ کی گدائی کی	١٣

ہمیشہ دل مین جو اپنے خیال زلف کاکل ہی		تو سینے مین نفس ہر ایک موج بوے سنبل ہی
گران ہی سخت جانی میری تیغ ناز قاتل کو		کہ یان جتنا ہی رنج نزع اوتنا اون تغافل ہی
مجھی کو کچھ تو اپنے کوچے مین آنے نہین دیتا		وگرنہ ای ستم ایجاد ہر گلشن مین بلبل ہی
تری مینا سے گردن کی صفت کی ہی جو ساقی		مری آواز کو کہتے ہین سب آواز قلقل ہی
وہی دل ہی بھرا ہو نشہ جسمین جام وحدت کا		کہ ہی چھاتی کا پتھر بزم مین شیشہ جو بے مل ہی
مری جو سوز غم سے جلکے ہو وہ نیکنام آخر		چراغ مردہ کو اکثر یہی کہتے ہین سب گل ہی
دیا سامان گلشن ہمکو ہجر رشک گلشن نے		پریشانی ہی سنبل نالہ بلبل داغ دل گل ہی
لکھے ہین وصف یا ننگ نرگس مخمور ساقی کے		ہی خامہ گون مینا صریر خامہ قلقل ہی
بڑھا کر ربط کیونکر کم نہ منہ دکھلاے وہ مہرو		ہوا جب ماہ کامل دن بدن اوسکو تنزل ہی
بہاتی ہی کہین بھی موج نقش بوریا خس کو		ندے گا ناتوانکو رنج جو صاحب تحمل ہی
کہا اوس گلبدن نے کل سامان گلشن مین بھی رکھتا ہون	قطعہ	جو عاشق ہی مرا نالون سے وہ ہمچشم بلبل ہی
خط و رخسار و چشم و زلف دکھلا کر لگا کہنے		یہ ریحان ہی یہ گل ہی اور یہ نرگس ہی یہ سنبل ہی

١٦٨	خیال زلف جانان مین جو رووُن تو اوگے سنبل وزیر آنسو مرا ہر ایک گویا تخم سنبل ہی	١٤

جب سے آغوش سے جدا تو ہی		میرے پہلو مین درد پہلو ہی

زلف پر پیچ سے جو دل اولجھا
پیچ مین ر رخ پڑا صفائی کی

مرغ بے بال و پر ہون ای صیاد
آرزو ہی کسی رہائی کی

ای جنون دشت کو چلین گے ہم
ہی قسم اس برہنہ پائی کی

سر جدا ہمنے اپنا کر ڈالا
آئی جب گفتگو جدائی کی

پھر گیا یار گھر کے پاس آکر
بخت برگشتہ نے برائی کی

سیکڑون جامے تجھ پہ پھٹتے ہین
دھوم ہی تیری میرزائی کی

تجھسے تو ہمکو ای خم ابرو
تھی نہ امید کج ادائی کی

کو ہی قاتل کی راہ بھولا تھا
ای اجل تونے رہنمائی کی

دل کہین اور ہمنے اٹکایا
بیوفاؤن سے بیوفائی کی

نہ گئے زاہدون کے پاس کبھی
خوب تر ہمنے پارسائی کی

شہر مین جاے گی مری پاپوش
قدر دان کیا برہنہ پائی کی

صاف ہی آئنہ تن پر نور
ہی دلیل اسپہ خودنمائی کی

کاسہ ماہ کیون نہو پر نور
برسون اوس کوچے کی گدائی کی

کعبہ دل مین بھی مقام کیا
ای بتو تمنے کیا رسائی کی

خط کے آنے پہ بھی مکدر رہی
صورت اب کون سی صفائی کی

بال و پر بھی گئے بہار کے ساتھ
اب توقع نہین رہائی کی

کس کے کوچے کی راہ بھولا ہون
خضر نے بھی نہ رہنمائی کی

سر کو ٹکراتے ہین لحد مین ہم	لطف بھولے نہین ہین ٹھوکر کے
ساقیا چشم یار یاد آئی	دے اب مجھے ساغر اجل بھر کے
منہ دکھانے کا کسنے وعدہ کیا	منتظر ہین جو روز محشر کے
کیا بجھائی ہمارے دل کی لگی	صدقے اوس آبدار خنجر کے
ای جنون آپ کاٹ ڈالون سر	کہین گردن سے بوجھہ تو سرکے
دیکھیے دنکو رخ سے کیا ٹھہرے	زلف کے میہمان ہین شب بھر کے
کس خرابی سے کاٹی ہی شب ہجر	اب تلک ہم جیے ہین مر مر کے
یاد آیا چمن مین جب قد یار	صدقے ہونے لگے صنوبر کے
خاکساری مین نقش پا کیطرح	رہنما ہین ہر ایک رہبر کے
نامہ اوس طفل کو مگر پونہچا	کہ کبوتر وہان اوڑے پر کے
ای صنم ایک تو ہی غیرت گل	بخدا ورنہ بت ہین پتھر کے
ہین جو ابروے یار پیوستہ	خوب مصرع ہین دو برابر کے
نقشۂ یار کھینچ یون مانی	چاند کا منہ ہو دانت اختر کے

۱۶۶	کرے طوفان بپا وزیر یہ بحر لکھون مضمون جو دیدۂ تر کے	۲۰

ایک عالم نے جبہہ سائی کی	ای بتو تمنے بھی خدائی کی
عاشقون کے لہو کی پیاسی ہین	مچھلیان اوس کف حنائی کی

لکھا ہی کاغذ ابری پہ حال گریۂ اہی قاصد	زبانی کچھ جو پوچھے کہیو خط سے آشکارا ہی
ترے ہر عضو پر اہی ماہ رو ہی نور کا عالم	قبا مہتاب اگر ہی او سمن چنٹ چاندتارا ہی
دل پرخون ہی شیشہ داغ حسرت ساغر ہی	نہین ہی تو جو ساقی اب ترا غم مجلس آرا ہی

١٦٤	رولایا ہی وزیر اسدرجہ شوق ہمکناری نے کہ دریا چشم ہی اور چشم کا گوشہ کنارا ہی	٩

جو مجھ خم گشتہ کی جانب ترے مژگان صف آرا ہی	گرے گی چاندماری ای صنم فوج نصارا ہی
کیا واعظ کو محو دخت رز لاکھ افسون سے	پڑھے جن کو مرے ساقی نے شیشے مین اوتارا ہی
سر آنکھون سے کرین سجدہ جدھر ابرو ہلالی ہو	جدا کچھ کفر اور اسلام سے مذہب ہمارا ہی
ترے قامت کی قمری سرو قد تعظیم کرتی ہی	مثال سایہ ہی وان سرو سجا تو خود آرا ہی
بیابان گرد ایسے ہین نچھوڑا ساتھ گردش نے	پس از مردن بگولا گنبد مدفن ہمارا ہی
ہوا ہی او پری کا جلوہ گر دل لاکھ افسون سے	سلیمانی کی قسم دیدے کے شیشے مین اوتارا ہی
کوئی شمشیر ابرو کا بھی قاتل وار ہو جائے	مژہ نے برچھی ماری ہی نگہ نے تیر مارا ہی
پر عنقا دہن کو کہیے خط کو سایہ عنقا	دہن کو باندھیے عنقا نیا یہ استعارا ہی

١٦٥	ہزار افسوس انروزدن وزیر اک ماہ تابانکو برنگ آسمان ہمنے بھی شیشے مین اوتارا ہی	١٦

کون جیتا ہی ای صنم مر کے	آؤ تو دیکھ لین نظر بھر کے
شکر ہی ان بتون کے کوچے مین	پونہچے ہین ہم خدا خدا کر کے

ادا سے گالیان دینے پہ اپنا دم نکلتا ہی
بنا قاتل انکھہ کا ہی جان تل تیرے کف پا کا
کلی ہچکی ہی قاتل کی چٹکنا ہی صدا اوسکی
برا ہونا توانی کا اوڑا دی نیند اوسکی بھی
ملا دے لب سے لب ساقی لگا دے منہ سے منہ ساقی

ہمین میٹھی چھری ہی یہ دشنگر لب تیری گالی ہی
قدم رکھنے سے بنیاد دیدہ تصویر قالی ہی
ہی ٹھہی گل کی تلوار اور سپر پھولوں کی ڈالی ہی
تن زار اپنا خار دیدہ تصویر قالی ہی
مین رند لاابالی ہون تو مست لاابالی ہی

١٦٣
حسینون پر وزیر اپنا ہمیشہ دم نکلتا ہی
مرینگے دیکھہ کر تلوار اگر اوسکی ہلالی ہی
١٤

نگہ کے جل رہے ہین تیر اور مژگان صف آرا ہی
نمایان چین گیسو سے جو تیر اکو شوارا ہی
برنگ گل مرے زخم بدن جتنے ہین خندان ہین
حجاب آتا ہی جراحو انکو زخم دل دکھانے سے
ہمارا حال خفیہ لکھہ کے پونہچاتا ہی جانان کو
ہنسے جب برق چمکی جب ہلی مستی گھٹا چھائی
کمال عشق تب ہو جب کنارے گور کے تو ہی نہین
تمنا ہی عبث دلکو ہمارے بات کرنیکی
بلا سے دیجیے تشبیہ کیون زلف چلیپا کو
تعجب کچھہ نہین ہی تو جو انکھین پھیرلے ہم سے

جسے سب تیر باران کہتے ہین وہ سکا نظارا ہی
منجم کہتے ہین یہ برج عقرب مین ستارا ہی
مرے قاتل نے ہنس ہنس کر جو تلوار وفسے مارا ہی
نگاہ شرمگین سے تیر کسنے دل پہ مارا ہی
رقیب روسیہ اب اندنون قاصد ہمارا ہی
غرض ہر ایک عالم مین عجب عالم تمھارا ہی
لحد کہتے ہین جسکو بحر الفت کا کنارا ہی
دہان تنگ مین اوسکے سخن کا کب گذارا ہی
تمھارے سر پہ اہر شک چہ ہی سایہ ہمارا ہی
ہمارے بخت کا اہ ماہ گردش مین ستارا ہی

سبو و جام توڑیگا تو نقصان اپنا کیا ہوگا	قطعہ	سنا او محتسب تو عقل و دانش سے خالی ہے
سبو سے مے اگر ٹوٹے پیالہ مے کا بنجاتے		پیالہ ٹوٹ کر چھوٹا جو ہو جاتے پیالی ہے
پڑے ہین شیشے خالی ایکدن ساقی نہ آنکلا		مہینا اس سن جو ہے مری نظرونمین خالی ہے

۱۶۲	غزل ہمثیل کہتا ہون وزیر افضال ایزد سے نہ میری طبع عالی ہے نہ میری فکر عالی ہے	۱۸

لڑائی وصل مین اوس جنگجو سے ہونیوالی ہے	کٹاری گلبدن کے پائجامے نے نکالی ہے
قدم رکھنے سے تیرے نقش حب نقش نہالی ہے	گل افسون و میندہ ہر گل تصویر قالی ہے
مسلمانونکو تیرا روے روشن روے یوسف ہے	تری زلف سیہ آگے ہر اک ہندو کے کالی ہے
ہر اک معشوق یان ہے تشنہ خون اپنے عاشق کا	نہین شعلہ زبان یہ شمع نے باہر نکالی ہے
مے گلگون ہے ساغر مین گلابی دست ساقی ہے	صنم پہلو مین ہے ایمان کا اللہ والی ہے
بنایا مجکو شاخ زعفران کیا ناتوانی نے	قدم رکھنے سے میرے خندہ زن تصویر قالی ہے
نہین ہے شمع یہ تربت پہ کہدو میرے قاتل سے	امید قتل مین پھر قبر سے گردن نکالی ہے
نکالے مجھپہ گر تلوار تو اے غیرت گلشن	وہ بلبل ہون کہون یہ شاخ گلبن نے نکالی ہے
پسینا ہے سنہرا رنگ اوس گل کا ہے کندن سا	چمن مین سرخ مین گل کہان شبنم مین لالی ہے
کمر کو بال سے تشبیہ دون مین یا رگ جان سے	اگر وہ موشگافی ہے تو یہ نازک خیالی ہے
وہ عالی ظرف ہون ساقی کہ میری محفل مین	فلک ہے اک سبو اور ماہ اک جام سفالی ہے
ہما کے سائے سے بہتر ہے کمبلی ہم فقیرونکی	ہماری لشم سے رومال اگر منعم کا شالی ہے

ترے سیہ کے دنبالے پہ جسنے آنکھ ڈالی ہی
تو پھر شاخ غزالانمین بھی شاخ اوسنے نکالی ہی

فراق یار مین جو گل ہی رنگ و بوسے خالی ہی
چمن اپنی نظر مین گلشن تصویر قالی ہی

چمن مین آج نرگس پر جو تونے آنکھ ڈالی ہی
کوی شاخ اوسمین شاہد چشم بد دور ابنکالی ہی

ہمیشہ ٹھوکرین کھاتا ہی صرف پایمالی ہی
تن بیجان ہمارا صورت تصویر قالی ہی

ترے جانے سے مطرب نغرہ زن تصویر قالی ہی
مثال تار شیون مین ہر اک تار نہالی ہی

گھلایا اسقدر اوسکو تری ابرو کی الفت نے
کہ تیغ آفتاب ای ماہ انروزون ہلالی ہی

ترے زخمی کو ای مہرو نکیونکر چاندنی مارے
سپر مین بھی ہی چاند اور تیغ بھی تیری ہلالی ہی

تجھے دیکھا جو چشم بد سے دی تغریر گلچین نے
نہین توڑی ہی نرگس آنکھ گلشن کی نکالی ہی

بچھائین بلبلون نے انکھین آیا تو جو گلشن مین
زمین باغ بلبل چشم کی گویا نہالی ہی

نہین بیوجہ رونا زار زار ابر بہاری ہی
تمھارے کانکی بجلی یہ ہمپر گرنے والی ہی

تصدق ہوتی ہین پھر پھر کے دیوارونکی تصویرین
مکان اوس شمعرو کا شکل فانوس خیالی ہی

مہ نو پر نہ کر اتنا غرور ای آسمان ہمسے
فقیر اک ماہ کے ہین اپنی کشتی بھی ہلالی ہی

وہ میکش ہون نہ دیکھون رات بھر اوسکی طرف ہرگز
فلک نے آفتاب آگے مرے مینا سے خالی ہی

یہ کس میکش نے دیکھا چشم کم سے اسکو پیاسی
پیالہ بادہ گلگونکا نظرون مین پیالی ہی

لگا مضمون ہاتھ اوس کانکی بالی کی مچھلی کا
یہ ہمنے چشمۂ خورشید سے مچھلی نکالی ہی

ٹپکی جو میرے زخم سے انگور سے شراب
گرم نظارہ کیا وہ مرا مست ناز ہی

پونہچا دیا ہی عشق بتان نے خدا تلک
کیا نردبان بام حقیقت مجاز ہی

دیکھو ذرا زمانۂ الفت کا انقلاب
محمود ہی غلام تو صاحب ایاز ہی

محراب کعبہ سمجھے ہم ابروے یار کو
مژگان پہ صاف شبہہ ہوا جانماز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین خمیازہ کش جو ہون
آنے لگی صدا کہ در توبہ باز ہی

موتی صدف مین دانۂ انگور کیون نہون
دریا مین جلوہ گر وہ مرا مست ناز ہی

۱۶۰
جھک جائے کیون نہ شاخ ثمردار ای وزیر
افتادہ جو کوی ہی وہی سرفراز ہی
۱۰

ابروے یار کعبۂ اہل نیاز ہی
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہی

قلقل ہر ایک شیشۂ مے کہہ رہا ہی کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہی

آئینۂ عذار بتان کیا بنائے صاف
ہاتھ اوسکے چومیے عجب آئینہ ساز ہی

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہی

آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

جا کر چمن مین سرو کو آزاد کردیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہی

لگتے ہین ایک جنبش مژگان سے لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

ہی صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہی یا کوی ساز ہی

رونے لگین جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل پہ ہمارا گداز ہی

بل کھائے نہ کس طرح سے موے کمر یار
شعلہ ہی قد گرم ہی رفتار مین گرمی

مہتابی مین کوٹھے کی ہی خورشید کا عالم
کیونکر نہو تیرے در و دیوار مین گرمی

ای جان ترے نقش قدم سے ہی چراغان
ایسی ہی کہان کبک کی رفتار مین گرمی

جاتے ہی ترے پڑ گئی اوس ایسی گلون پر
سرد آتش گل ہی نہین گلزار مین گرمی

زلفین ہین دھوان شعلے ہین وہ دست حنائی
سر سے کف پا تک ہی مرے یار مین گرمی

ہر شعر مرا مطلع خورشید سے ہی گرم
ہون برق زبان ہی مرے اشعار مین گرمی

۱۵۹	ولہ	۱۷

آنکھین کھلی ہوی ہین عجب خواب ناز ہی
فتنہ تو سو گیا ہی در فتنہ باز ہی

کچھہ حال اپنی زلف کے دیوانے کا نپوچھہ
بس مختصر ہی کر کہ یہ قصہ دراز ہی

دل خانۂ خدا ہی نہ دے ان بتون کو جا
او بے تمیز کچھہ بھی تجھے امتیاز ہی

محراب تیغ یار سے پھیرا نہ منہ کبھی
جسکا نہین سلام وہ اپنی نماز ہی

کہتے ہین صبح پرتو رخسار یار کو
مشہور شام سایۂ زلف دراز ہی

پتھر گداز ہونے سے بنتا ہی آئینہ
روشن ضمیر ہی تو اگر دل گداز ہی

گردون سے ایک عقدۂ دل وا نہو سکا
بیفائدہ ہلال کا ناخن دراز ہی

دانے ہین دانہ رشتۂ تسبیح دام صید
زاہد ہر ایک بستۂ صد حرص و آز ہی

مستونکو کیون نہ قلقل مینا پہ حال آئے
ساقی ہی مطرب اور ہر اک شیشہ ساز ہی

شیشہ ہی مثل شمع یہان جا بجا تنک
ہم دل جلون کی بزم مین سوز و گداز ہی

پھنکتا ہی مرا جسم تپ ہجر بتان سے
ہی نبض کی صورت مری زنار مین گرمی

ڈرتا ہون کہ جوہر کے چمن مین ہی لگے آگ
بجلی کی طرح ہی تری تلوار مین گرمی

زاہد جو کرے سامنا ہو جاے سیہ رو
خورشید سی ہی تیرے سیہ کار مین گرمی

خلخال یہ ہی شعلہ جوالہ کا دھوکا
ان شعلہ رخون کی ہی یہ رفتار مین گرمی

دیکھے تو ابھی جلنے لگے خرمن مہ بھی
بجلی سے فزون ہی نگہ یار مین گرمی

ای چرخ تجھے صورت تبخالہ بنایا
ایسی ہی مری آہ شرربار مین گرمی

دون شمع سے تشبیہ تو اکدم مین پگھلجاے
کیا آتش غم سے ہی تن زار مین گرمی

۱۵۸ ناسور ہین بتی صفت شمع ہی سوزان
ایسی ہی فزون ہی اس دل افگار مین گرمی ۱۴

آہون سے ہی اب کوچہ دلدار مین گرمی
جلتی ہی ہوا گرم ہی گلزار مین گرمی

بیٹھا تھا مین دل سوختہ تکیہ جو لگا کر
ابتک ہی تمہارے در و دیوار مین گرمی

منہ پھیر لے مژگان کی طرح ابر جو دیکھے
ای برق ہی ایسی نگہ یار مین گرمی

جلتی ہین یہ آنکھین مری جھانکون جو کبھی مین
پیدا ہو ترے روزن دیوار مین گرمی

ہر سنگ ہوا موم رگ سنگ بنے شمع
نالون سے مرے زور ہی کہسار مین گرمی

بلبل وہ ہون نالون سے جلا دون مین چمن کو
ققنس کی طرح ہی مری منقار مین گرمی

ہوتا ہی بہت گرم مری آہ وہ سنکر
اب میری سبب سے ہی مرے یار مین گرمی

یون حسن کی گرمی سے تری جلتی ہین آنکھین
جسطرح ہو تپ سے تن بیمار مین گرمی

دل دھڑکتا ہی نہ قاصد پر کہین بجلی گرے — میرے نامے مین رقم کچھ حال بیتابانہ ہی
داغ سوز انسے ہی مثل شمع روشن دل مرا — کرمک شب تاب کی مانند یہ پروانہ ہی
لے اوڑی ہی حسرت دیدار روے یار کی — شمع کو شعلہ برنگ شہپر پروانہ ہی

۱۵۷ ہین عصا بردار آہین اور ہجوم اشک فوج
اے وزیر اس مفلسی مین شوکت شاہانہ ہی ۲۰

ایسی مرے یوسف کے ہی رخسار مین گرمی — جلتے ہین خریدار ہی بازار مین گرمی
تم آے نہین داغ دل زار مین گرمی — ای میرے خلیل اب نہ رہی نار مین گرمی
کانٹا جو چبھے پاؤن مین ہو آبلہ پیدا — ایسی ہی مرے وادی پرخار مین گرمی
موسی کیطرح مردم چشم آئین نہ غش مین — بیطرح ہی برق نگہ یار مین گرمی
سردی نفس سرد مین ہی آنکھون مین برسات — رہتی ہی سدا داغ دل زار مین گرمی
قد صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع کیصورت — ہی شعلہ صفت آتش رخسار مین گرمی
مچھلی مرے بازو کی ہی شکل سمندر — ایسی تب غم سے ہی تن زار مین گرمی
غیرون پہ گرے شعلہ آواز سے بجلی — اللہ ہی کیا ہی ترے گفتار مین گرمی
حمام کرو خانۂ دل سوختگان مین — آہون سے ہی سقف و در و دیوار مین گرمی
قسمت مین ہی جلنا نہ وہان بھی ملے آرام — پیدا ہو ترے سایۂ دیوار مین گرمی
تبخالے پڑے پیتے ہی خون تھا یہ مرا گرم — پیدا ہوے ظالم لب سوفار مین گرمی
پھل برق ہی اور قبضے مین سورج کی کرن ہی — قاتل ہی سراپا تری تلوار مین گرمی

دور ساغر کو جو ہی تیرے حنائی ہاتھ سے
شعلۂ جوالہ ساقی گردش پیمانہ ہی

شعلۂ آواز قلقل کی جو دیکھین گر میان
شمع مینا بنگیا ہی جام می پروانہ ہی

دیکھ لیتے ہین وہ دلمین جو نہین دیکھا کبھی
جام جم کہتے ہین جسکو کیا یہی پیمانہ ہی

تاکتا ہی کسکی چشم مست زاہد وقت ورد
مثل دور جام می گردش مین ہر اک دانہ ہی

توڑتا ہی شیشۂ خالی ریاض بزم مین
باغبان ساقی ہی مینا سبزۂ بیگانہ ہی

ہاتھ مین شمشیر بران رہتی ہی روز وغا
دستگیری رنج مین کرتا ہی جو مردانہ ہی

شمع عکس روے روشن آئنہ فانوس ہی
جوہر آئینہ ہر اک صورت پروانہ ہی

اے صدف تیری طرح محتاج نیسان کے نہین
صورت گوہر ہمارا اشک آب و دانہ ہی

اے صنم یکتائی اسلام کی ہی یہ دلیل
دیکھلے ہی ایک کعبہ لاکھہ جا بتخانہ ہی

ملتے ہین ہر بت کے نقشے سے ترے نقش قدم
پاؤن کا تیرے نشان جسجا ہی وہ بتخانہ ہی

برسون گذرے ہین خیال یار بھی آتا نہین
ہم مین اور تنہائی مین کیا اندنون یارانہ ہی

یاد کرتے ہین کسیکا مصحف رو طفل اشک
دیدۂ گریان مرا ہمچشم مکتب خانہ ہی

کرمک شبتاب کے مانند اوڑتے ہین چراغ
تیرے دیوانے کا وحشت خیز یہ کاشانہ ہی

خوشۂ پروین یہ ہی دہقان چرخ آتا نہ پھول
برق خرمن ہی ہمارے کشت کا جو دانہ ہی

مین جو آنکھو نسے لگاتا ہون اولجھہ پڑتا ہی
پنجۂ مژگان ترے گیسو کو مثل شانہ ہی

جو حسین ہی اوسکا جلوا آئی بھی ہوتا ہی ضرور
شمع ماہ و مہر سے روشن ہر اک کاشانہ ہی

شیشہ و ساغر لگا مین مجکو پتھر کی عوض
کہتا ہے لڑکون سے یہ دیوانہ تو کچھہ مستانہ ہی

ہجر مین سر کو بھی پھوڑا تو نہ نکلی آواز
شہر مین جسنے کسی کی کیا خاموش مجھے

ہی ہر اک شام کی اے ماہ سحر آخر کار
زلف سرکا کے دکھا صبح بناگوش مجھے

کہتی ہی شمع زبانسے یہی اے رشک چمن
گل ہون مین تو جو کرے بزم مین خاموش مجھے

ہون وہ بے سر بھرے ہاتھ نہ پہ سید الماس مری
شیشے کی طرح بنایا ہی سبکدوش مجھے

کرتی ہی سرمے کے دنبالے کا شکوہ تری آنکھ
دیکھو آہو سے بنایا ہی سیہ گوش مجھے

سنگ مرقد سے مرے شیشے وہ بنواتا ہی
نہ کیا مرنے پہ ساقی نے فراموش مجھے

۱۵۶	گرچہ ہون اپنے زمانے کا فغانی مین وزیر دو ہی باتون مین کیا یار نے خاموش مجھے	۳۰

برق و باران جسکو کہتے ہین مرا افسانہ ہی
کچھ حقیقت رونیکی کچھ حال ہنسنا نہ ہی

گنج ہوتا ہی وہان اکثر جہان ویرانہ ہی
خانۂ ویران ہر درویش دولتخانہ ہی

نشاے سے ہر ہر قدم پر لغزش مستانہ ہی
نقش لب سے ساقی مہوش خط پیمانہ ہی

کسکی شمع حسن سے روشن مرا کاشانہ ہی
بنگیا ہی کرمک شبتاب جو پروانہ ہی

صاف کہ دیجے کہ دلمین جلوۂ جانانہ ہی
لامکان جو شوخ تھا اب وہ بھی صاحبخانہ ہی

صورت قلقل نواے بلبل اب مستانہ ہی
ہی ہر اک غنچہ گلابی جو ہی گل پیمانہ ہی

گر سگ کوی بتان کھاتا نہین دیوانہ ہی
میری شمع استخوان کا ہر ہما پروانہ ہی

یان دم تحریر یاد نرگس مستانہ ہی
موج مے ہی کلک خط میرا خط پیمانہ ہی

ایک عالم یار تیرے حسن کا دیوانہ ہی
گل جو ہی بلبل ہی اور جو شمع ہی پروانہ ہی

نالے سنکر مرے تنگ آکے وہ بت کہنے لگا
مثل گل کیون نہ کیا حق نے سراگوش مجھے

اوٹھہ گیا پھر مرے پہلو سے وہ عیسی میرا
پھر لحد آج دکھانے لگی آغوش مجھے

ہون وہ نخچیر جو چلاے کمان دوز ہو جب
شکل سوفار ملے ہین لب خاموش مجھے

ساغر عمر کو اللہ نے لبریز کیا
جام تو نے نہ دیا ای بت مے نوش مجھے

١٥٥ — ولہ — ١٩

ایسا اک جام دے ای ساقی بیہوش مجھے
دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

میرے چپ رہنے سے ظاہر ہوا عشق پنہان
لب اظہار ہوے ہین لب خاموش مجھے

دیکھکر بزم مین ساعد کو ترے مرنے لگے
شمع فانوس نظر آئی کفن پوش مجھے

آگئی نرگس مخمور کسی مست کی یاد
دیجیو جام اجل ساقی مے نوش مجھے

نالۂ مرغ سحر ہوگی صریر خامہ
لکھنی ہی اب صفت صبح بناگوش مجھے

بیخودی مین ہی جو اک نرگس مخمور کی یاد
گردش جام دکھاتی ہی رم ہوش مجھے

صاف باطن ہون نہین زینت ظاہر کا
شکل آئینہ بنایا ہی نمد پوش مجھے

بار سر اوترا کبھی بار ہوا پھر پیدا
شمع سان کر لینا کوئی سبکدوش مجھے

مر ہی جاؤنگا اگر صبح کا تارا نکلا
یاد آئیگا کسی مہ کا در گوش مجھے

لب اگر وا ہون تو نابود ہون مانند حباب
یہ بھی حکمت ہی بنایا ہی جو خاموش مجھے

بھر گے اشک آنکھو مین ساغر سے آئے ہین شراب
یاد کرتے ہین پس مرگ جو مے نوش مجھے

ہی یقین جیتے خلقی اس تفرقہ پردازی سے
قبر سے دیکھہ سکیگا نہ ہم آغوش مجھے

سر پٹکتا ہون پلا دے مئے سرجوش مجھے
ساقیا دور کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

مثل شبنم چمن دہر مین بے سامان ہون
سر اگر مجکو دیا تو نہ دیا دوش مجھے

نہ سنون کوئی بھی آواز سوا قلقل کے
ساقیا پنبہ مینا دے پئے گوش مجھے

اسقدر پھول سا کھڑا ہی ترا سرخ و سفید
گل ترے آگے نظر آے سیہ پوش مجھے

کاسہ ماہ کو دے پٹکون خم گردون پر
ساقیا آے جو مستی مین کبھی جوش مجھے

لن ترانی جو کہوگے تو سنوگے تم بھی
ایسا نظرون سے کیا ضعف نے روپوش مجھے

نہ سنون کوی بھی آواز انا الحق کے سوا
چاہیے پنبہ منصور پئے گوش مجھے

ہجر مین مر نہ گیا منہ اوسے کیا دکھلاتا
شکر صد شکر کیا ضعف نے روپوش مجھے

آج یہ ہجر کی شب رنج وہ دکھلاتی ہی
غم فردا ے قیامت ہی فراموش مجھے

صورت آبلہ بس زیر قدم ہو گردون
آے گر عالم وحشت مین ذرا جوش مجھے

گلفشان ہی جو چراغ سحری خوش ہونگا
یار دکھلاے گا پھر صبح بناگوش مجھے

شور قلقل وہین کچھ یاد دلا دیتا ہی
بھول جاتے ہین جو یاران قدح نوش مجھے

آگئی لغزش مستانہ کسی مست کی یاد
دور ساغر نے کیا بزم مین بیہوش مجھے

فرقت گیسوے ساقی مین جو غم کھاتا ہون
کہتے ہین سارے سیہ مست بلانوش مجھے

ڈر گیا مین کہ بس اب صبح کا تارا نکلا
نظر آیا جو شب وصل در گوش مجھے

جوہر تیغ کا آئینہ تن پر ہی عکس
آج قاتل نظر آتا ہی زرہ پوش مجھے

ساغر عمر تلک ہو ابھی لبریز شراب
صورت مے اگر آجاے ذرا جوش مجھے

کچھ حقیقت سینے میرے دلسے چشم یار کی
پوچھیے بیمار سے حالت جو ہو بیمار کی

آنکھ کب ہو جہ پڑتی ہی کسی میخوار کی
ہی صراحی دار گردن ساقی سرشار کی

کھا کے زخم نوک مژگان ہونگا ابروسے شہید
نیزہ بازی ہو کے نوبت آئیگی تلوار کی

ہو گئی صیقل بھی ظالم بارہا بھی کھی گئی
تو جو بگڑا ہمسے بن آئی تری تلوار کی

گھر ترا ہی گلشن فردوس رضوان باسبان
حور تو غلمان ہین تصویرین دیوار کی

اوسکے رخکو میرے داغ دل کو باندھین آفتاب
لکھین تعریف ایک شاعر نور کی اور نار کی

اوس بت بیدین پہ ہم دیندار بھی مرنے لگے
برہمن زنار پہنا دے کفن کے تار کی

چشم مین پتلی کے بدلے ہی کسی بت کا خیال
آنکھ کے ڈورے پہ اب پھبتی کہون زنار کی

رات کو بھی چھپ کے اوسکے گھر مین جا سکتی نہین
چاندنی چھٹکی ہوئی ہی سایہ دیوار کی

ہو نہین وہ بلبل قفس مین بھی نہ بھولا یاد گل
جب اوڑی چہرے سے رنگت راہ لی گلزار کی

مشکلون سے یار کی دیوار مین روزن بنے
کین ہین ہم نے منتین سی منتین معمار کی

ساز سے بے یار آئے کیون نہ رونیکی صدا
تار مین صورت ہی مطرب آنسوون کے تار کی

ہی وہ میر الکفر جسکے ہین مسلمان معتقد
ٹوٹی گر زنار آواز آئی استغفار کی

تب مزا ہی ہو ہمارے منہ مین قاتل کی زبان
اور دہان زخم مین بھی ہو زبان تلوار کی

شعلہ آواز سے جھڑتی جو ہین چنگاریان
نی نوائی تو نے کیا منقار موسیقار کی

۲۲	وله	۱۵۴

یاد گیسو مین جب آتا ہی کبھی ہوش مجھے
سارا عالم نظر آتا ہی سیہ پوش مجھے

منزلت ہی مثل کعبہ ابروِ خمدار کی
طوف گردش سے کیا کرتی ہین آنکھین یار کی

بن لیے گرمی آتش رنگ حنائے یار کی
بنگئی نی ہاتھہ مین منقار موسیقار کی

کرنے کچھہ تعریف تیغ ابروِ خمدار کی
گرد ہان زخم مین ہوتی زبان تلوار کی

خوب روندا پاے گلگون سے ہماری قبر کو
چادر گل نقش پاے یار نے تیار کی

عکس دندانسے بنا موتی کا مالا تیغ مین
جوہری سے پوچھیے قیمت تمہی تلوار کی

آستین سے گر ہوے باہر مرے دست جنون
دھجیان اوڑتی پھرینگی دامن کہسار کی

کفش زرین سے ستارے جھڑتے ہین وقت خرام
سیر دیکھو اب زمین پر کوکب سیار کی

دخل کیا ہی خستہ تک چمکے جو تیغ آفتاب
تا بمشرق دھوم ہی اوس مغربی تلوار کی

روزن آتے ہین نظر اشکو ہمین موتی کیطرح
وقت گریہ یاد ہی کس کے روزن دیوار کی

آئے جب وہ شمع فانوس خیالی ہو مکان
صدقے ہون پھر پھر کے تصویرین در و دیوار کی

عندلیبین بلبلونکی طرح غرق آب مین
بے ترے روئین یہ آنکھین نرگس بیمار کی

اپنے قد کا وہ لب جان بخش سے کرتا ہی وصف
آپ تعریفین مسیحا کر رہا ہی دار کی

روتے روتے سر سے گذرا ہجر مین سیلاب اشک
حالت اب مثل کف دریا ہی یان دستار کی

دیکھی دریا مین سکندر کی جو تپلی ردی وہ
تپلیان یاد آئین میری چشم دریا بار کی

ہون مین وہ عاصی کہ روز حشر ہر ہر عضو سے
آئے گی آواز یا غفار یا غفار کی

١٥٣
بادشاہ شاعران ہون گو تخلص ہی وزیر
دھوم ہی ملک معانی مین مرے اشعار کی
١٥

دستگیر ونکا نہ احسان ضعف نے ہونے دیا
ہاتھ اوٹھہ سکتا نہین میرا عصا کیواسطے

جو کہ قانع ہو وہ بچ جاتے فریب نفس سے
دام کب صیاد پھیلاتے ہما کے واسطے

بار احسان ہو جو سر پر استخوان ہون چور چور
سنگ ہے سایہ ہما کا مجھ گدا کے واسطے

اسقدر تعظیم کا عادی ہوا ہون گر کبھی دیکھون
استخوان تن سے نکل آئین ہما کے واسطے

ای پری پیکر ہلا دون عرش کی زنجیر کو
جب کرون نالے تری زلف دوتا کیواسطے

ہیچ تو یہ ہے آدمی سا کوئی خود مطلب نہین
کی عبادت بھی تو حور مہ لقا کے واسطے

خرمن عالم مین جو دانہ مری قسمت کا ہے
برق کی خاطر ہے کب ہے آسیا کیواسطے

اوٹھ کے بتخانے سے کعبے کو اگر جانے لگون
برہمن دینے لگین مجکو خدا کے واسطے

ڈھانکتے ہین منہ کو اپنے چادر مہتاب سے
روتے ہین آ تو انکو ہم اوس مہ لقا کیواسطے

زندگی تنگ ہے یہان اہل سعادت کی بھی قدر
بعد مردن ہے مگس رانی ہما کے واسطے

اونکی آرایش یہان ہے جو کسی قابل نہین
ہے حنا اس باغ مین ہدیہ دست و پا کیواسطے

زخم کھاؤن یار کی تلوار کا پانی پیون
غیر کا احسان نہ لون آب و غذا کیواسطے

ہجر کی شب صبح ہونے کی کرون گر آرزو
پنجہ خورشید پیدا ہو دعا کے واسطے

اپنی گردنکو جھکاتے ہے مہ نو دیکھ لے
خوب رو پیدا ہوے شرم و حیا کیواسطے

کفش لو گر تو ہین گرد ونسے قبر عاشقان
سر نکالین دوست دشمن تیرے پا کیواسطے

۱۵۲	اشک خونین سے ہے گلگون رخت عریانی فریم رو رہا ہون اک گل رنگین قبا کے واسطے	۱۶

اوسکا سنگ آستان کیونکر چھٹے ہمسے جنون
سنگ مقناطیس ہی زنجیر پا کیواسطے

ہون وہ پیاسا اشک بھر کر اپنی آنکھوں مین پیون
ہاتھ پھیلاؤن نہ مین آب بقا کیواسطے

آرزو بس یہ رہی ہرگز نہو کچھ آرزو
گر دعا مانگے تو ترک مدعا کیواسطے

ہوگوارا رنج اونھین جنکو ہو آرایش پسند
ہاتھ بندھوائین حسین رنگ حنا کیواسطے

روؤن جب دریا پہ اوسکو خوف ہو طوفان کا
ناخدا دینے لگے مجکو خدا کیواسطے

ہوکے زخمی اپنے قاتل سے یہ مین راضی ہوا
سیکڑون منہ ہوگئے پیدا دعا کیواسطے

۱۵۱
بخش دے اپنے کرم سے اے خدا جرم فرید
مصطفی کے واسطے اور مرتضی کے واسطے
۲۵

کعبہ ابرو دکھا او بت خدا کیواسطے
شکل مژگان ہاتھ اوٹھائے ہون دعا کیواسطے

یارب آئے باغ مین وہ گل حنا کیواسطے
ہاتھ پھیلائے ہین شانے نے دعا کیواسطے

ضعف نے ایسا گھلایا ہی اوسے ملتے نہین
استخوان میرے ہوے عنقا ہما کیواسطے

ماہ تابان تو ہی اور تیری قبا مہتاب ہی
چاہیے دستہ ستارونکا قبا کیواسطے

ہون وہ دیوانہ مرا چھلا جو لے تو ہاتھ مین
اے پری وہ طوق ہو بند حنا کیواسطے

سیکڑون گل پس گئے اور بلبلونکا خون ہوا
جب گیا گلشن کو وہ ظالم حنا کیواسطے

کیا برابر میرے سینے پر لگائے اوسنے تیر
بس یہی دستہ مناسب تھا قبا کیواسطے

لاکھ دروازہ کرے تو بند خط بھیجین گے ہم
روزن دیوار بھی در ہی صبا کیواسطے

تیری اہ شوق مین ہمدرجہ لاغر ہو گیا
بنگیا مژگان ہین چشم نقش پا کیواسطے

ہی سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا	دوپٹا آسمانی آسمان ہی
ہین ایسے کفش پاے یار مین گل	جہان وہ پاؤن رکھے بوستان ہی
ہنسا دیتی ہی ہر اک زخم تن کو	تری تلوار شاخ زعفران ہی
ہماری ہڈیان کھانا سمجھکر	ہما آخر ترے بھی استخوان ہی
رہے ہم اس چمن مین خانہ بردوش	وہ بلبل ہین پر و بال آشیان ہی

١٥٠	وزیر اسنے نہ کی کچھ دستگیری ہمارا ہاتھ ہی اور آسمان ہی	١٧

دے مجھے خلعت شہادت کا خدا کیواسطے	تیر کا دستہ منگا میری قبا کے واسطے
شاخ سے گل نکلے تیری کفش پا کیواسطے	باغ مین کنگھی اوگی زلف دوتا کیواسطے
کی سگ جانا نکی خاطر استخوانکی احتیاط	قینچیان لگوائین تربت پر ہما کیواسطے
بعد مردن قبر مین بھی لائی بوے زلف یار	ایک دو روزن بنا دینا صبا کیواسطے
ہم فقیر ونکے نہ کھاے سگ بھی ہرگز استخوان	ہڈیان ہین بادشاہونکی ہما کے واسطے
اوڑنے دین کسطرح ای ظالم لکیرین ہاتھ کی	دام ہین یہ طائر رنگ حنا کے واسطے
چاندنی چھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے	راتکو روئے جو ہم اک مہ لقا کیواسطے
ہون وہ بیکس گر نہ آیا میکدہ مین ایکدن	ہر سبو نے ہاتھ پھیلائے دعا کیواسطے
پیرہن بھی گر نکلے اپنا تو مٹی مین نکلے	خاکساری چاہیے اتنی گدا کیواسطے
کردیا ہی غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہی عجب	استخوان تن سے جو نکلین کہربا کیواسطے

تیرا ادھر لب معشوق ہو گیا		منہ کو ادھر لگایا جو تو نے تفنگ سے
١٨٩	ہر آن ضعف سے ہے دگرگون وزیر رنگ تصویر بھی کھنچے گل رعنا کے رنگ سے	٢٠

مری تربت پہ شور بلبلان ہے	چراغ قبر شاید گلفشان ہے
سگ جانان کی خاطر استخوان ہے	ہما تو بے بلایا میہمان ہے
بدن وہ روح کا جسپر گمان ہے	گلے سے پان کی سرخی عیان ہے
بدن مین اوس سہی قد کے ہو کیا تل	الف مین دیکھو نقطہ کہان ہے
اگر دیکھے اودھر تنکے چنے برق	ہمارا اوس چمن مین آشیان ہے
جہان اے ماہ تو ہے جلوہ فرما	زمین کا ہیسکو ہے وہ آسمان ہے
بہا دریا سے خون چشمون سے ایسا	جنازہ خود بخود میرا روان ہے
چمن مین نوچے ہین صیاد نے پر	بہار گل ہے اور اپنی خزان ہے
سبکروحی سے بوے گل بنا ہون	وہ بلبل ہون کہ غنچہ آشیان ہے
زبس رہتا ہے تیرا نام لب پر	دہن پر ہیرے خاتم کا گمان ہے
عجب انداز سے بیٹھا ہے وہ ماہ	کہ کرسی پر گمان آسمان ہے
کوئی یوسف ہے اوس چاہ ذقن مین	نہین خط گرد اوسکے کاروان ہے
کوئی ڈرتے ہین سر کٹنے سے ہم مست	کہ سر شیشے کی گردن پر کہان ہے
کرون نالہ تو دم بلبل کا پھڑکے	برنگ برگ گل میری زبان ہے

بعد فنا خیال جو اوس بت کا آگیا
رویا لپٹ لپٹ کے مین تربت کے سنگ سے

آیا ہی میکدے مین جو وہ طفل محتسب
از خود سر اپنا پھوڑتے ہین شیشے سنگ سے

پتھر پڑین جنون کہ نہ مینے شراب پی
شیشے نہ جب تلک بچے لڑکونکے سنگ سے

ان آئنہ رخون کا نظارہ کیا کرے
دیوانہ ہی بناتے جو آئینہ سنگ سے

موزون طبیعتونکو نہ کیون ہو تناسب انس
کیا ربط ہی دیکھو ترازو کو سنگ سے

دیوانے ہونگے دیکھ کے بادام چشم یار
از خود سر اپنا پھوڑین گے بادام سنگ سے

کیونکر نہ چاک گل کی روش ہو قباے یار
غنچے کیطرح شوق ہی ملبوس تنگ سے

جس بزم مین ہی شیشہ فلک ساغر آفتاب
پونہچا وہان مین نشۂ مے کی ترنگ سے

فرقت مین جام مے ہی پیالا تفنگ کا
ساقی فزون ہی گردن مینا تفنگ سے

ہون وہ پتنگ شکوہ نہ آوے جو مین تو شمع
تا صبح جستجو مین پھرے پاے لنگ سے

اوس شمعرو کو پاس ہی عاشق کے نام کا
فانوس کا غلاف رنگا ہی پتنگ سے

اے موت جلد آ کہ یہ قصہ کہین چکے
نفرت ہی اوسکو صلح سے اور مجکو جنگ سے

کس طرح سے بچین مرے بازو کی مچھلیان
وہ تیغ آبدار نہین کم نہنگ سے

اے شام وصل ہون کہین آنکھین مری سفید
آ پونہچی صبح مرگ تری اس فرنگ سے

گرمی کی اوسنے بھی تجھے اللہ رہی نازکی
جلنے لگین ہتھیلیان مہندیکے رنگ سے

نکلا جو رخ پہ خط تو ہوا صاف ہمسے یار
صیقل اس آئنے مین نظر آئی زنگ سے

کھولیگا دام زلف اگر تو دم شکار
صیاد اوڑ کے آئیگا طوطا تفنگ سے

جانکلون کوی یار مین سو بار گر ہون دفن
سنگ مزار کم نہین مجکو سرنگ سے

مانند شمع پونہچے عدم کو کہڑے کہڑے
استاد کی ہماری فزون ہی شلنگ سے

سنگ مزار قیس کو لیلی بنا دے طور
تجلی گرا دے شعلہ آواز زنگ سے

بلبل نکل قفس سے کہ آ پونہچی فصل گل
پرواز سیکہہ لے مرے چہرے کے رنگ سے

وہ صید ہون اگر مین دکھاؤنگا اپنے زخم
چلائیگی کمان بھی زبان خدنگ سے

۱۴۸
اوس سرو خوشخرام کا قمری ہون ای فربہ
چلتے تھے جسکے ساتھ شجر پاے لنگ سے
۲۹

ہرگز نہ پھر رزق پھرے عار و ننگ سے
گر آسیا بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی ہوا ہی عشق کسی خانہ جنگ سے
مانگون گا میکشی کو پیالا تفنگ سے

روشن چراغ دیکھہ کے جا لپٹے جنگ سے
پروانون کو شب اوسنے لڑایا تپنگ سے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو بنگ سے
گاڑھی چھنی ہی ساقی اب اک سبز رنگ سے

الفت جو ہی مژہ سے دکھادون مین یار کو
سرمہ لگاؤن میل کے بدلے خدنگ سے

تیر افگنی مین ایک ہی وہ دور چشم بد
سرمہ لگاوے آنکھہ مین میل خدنگ سے

گرمی سے خال رخ پہ تمھارے عرق نہین
ہندو نہا رہا ہی کوئی آب گنگ سے

وہ رحم دل ہون دل بھی پہلو مین چور ہو
شیشہ بھی ٹوٹے گر مرے مرقد کے سنگ سے

صد چاک ہو وہ دل نہو جس مین کہ تیری یاد
یارب تہی جو شیشہ ہو ٹوٹے وہ سنگ سے

ٹوٹے نہ دانہ بھی اثر ضعف سے مرے
بالفرض آسیا بنے تربت کے سنگ سے

گھبرا کے یوں وہ اوٹھ گئے میرے پلنگ سے
جیسے کوئی غزال کرے رم پلنگ سے

زاہد جہاد کرتا ہوں میں زور رنگ سے
آنکھیں لڑا رہا ہوں بتان فرنگ سے

ہر صید کو ہی عشق مرے خانہ جنگ سے
اوڑتا نہیں ہے دیکھ لو طوطا تفنگ سے

سمجھا ہوں میل سرمہ اسے مجکو دیکھنا
آنکھیں پہ گر مر رہا ہوں تمہارے خدنگ سے

اللہ رے ادب کبھی نام بتان نہ لوں
جبتک میں کلیان نکرون آب گنگ سے

بت بھی غم بھولیں یاد خدا کی بھی کیجیے
پڑھیے نماز کرکے وضو آب گنگ سے

گو مر گیا مگر وہی نازک مزاج ہوں
چھاتی پہ میرے پھول زیادہ ہیں سنگ سے

وہ مست ہوں خیال اگر میکشی کا آے
نکلے شراب تاک سے اور شیشہ سنگ سے

کاٹے گی خوب غیر کو ای یار دیکھنا
تلوار تیز کر مرے مرقد کے سنگ سے

دیکھے جو اوسکو چہرہ جانان نظر پڑے
آئینہ گر بنے مرے مرقد کے سنگ سے

ساقی سے ایک جام کی بس آرزو رہی
شیشے بنے بھی سنگ سے ٹوٹے بھی سنگ سے

دل چین زلف یار سے نکلا نہ عمر بھر
کچھ قید چین بھی کم نہیں قید فرنگ سے

باہم اگر ہوں شیشے تو خوف شکست ہے
نازک دلونکو صلح زیادہ ہے جنگ سے

وحدت بجائے غم سے اگر دین دوئی کو چھوڑ
سرگشتگی کو کام نہیں پاے لنگ سے

چھوڑے جو اپنے ہاتھ سے وہ شوخ مست نال
آواز قلقل آئے صدائے تفنگ سے

موتی ہیں دانت گوش صدف چہرہ بحر حسن
کچھ کم نہیں ہے گیسوئے پرخم نہنگ سے

مطرب بجائے آب ہوں گر مجھ حزیں کے اشک
آواز گریہ آئے تری جلترنگ سے

ہنسے دیتے ہین ساغر قہقہہ زن شیشہ می ہین
گلے مین آج جو ساقی کے جوڑا زعفرانی ہی

نہین آتا ہی میخانے مین اہر مینا مے ساقی
مچا دے شور قلقل اب یہ کیا عہد جوانی ہی

وہ نالان ہون اور جب تک آواز آئے نالونکی
مرا رنگ پریدہ طائر روح فغانی ہی

رہے ہم بیخبر بیٹھے کنارے گور کے پونہچے
دلا عمر روان مین جان کشتی کی روانی ہی

نفس دزدیدہ آتا ہی مسیحا میری بالین پر
نہین تار نفس بھی مجکو ایسی ناتوانی ہی

لکھا ہی اوسکے گھر جانے کا مینے اشتیاق ایسا
صبا کیطرح از خود میرے نامے مین روانی ہی

طمع یار کیون ہی اس تیرے مچھلی کے چھلے پر
مگر چاندی کی مچھلی کے لیے سونے کا پانی ہی

توانائی کبھی نیند دیکھ اپنے آ نہین سکتی
ہمارے ضعف کو افزون حکم پاسبانی ہی

کہین گل سے زیادہ سرخ ہی رنگ اوس پری وش کا
اگر سائے کو بھی چھو لو تو رنگت ارغوانی ہی

کریگا ذبح گر وہ ہم نہ تڑپین گے نہ تڑپین گے
ہمین بھی ناتوانی آج قاتل کو دکھانی ہی

مری حالت پہ چھوٹون بھی وہ بہت روئے تو سچ جانون
جو بارش منہ کی ہو سمجھون خدا کی مہربانی ہی

جدائی درمیان ہین لاتی ہین ظالم تری باتین
کہون کیونکر نہ منہ پر تیرے ہونٹونکی زبانی ہی

حقیقت جو ہی میری نقش پا سے ہی ظاہر ہی
مرا چلنا نہین قاصد قلم کی یہ روانی ہی

جو منہ سے منہ ملاتے ہو نہ یہ دیکھے کی الفت ہی
زبان منہ مین نہین دیتے فقط الفت زبانی ہی

١٤٧
مین وہ طوطی نہین گویا کرے آئینہ جو مجکو
وزیر الطاف ایزد سے یہ میری خوش بیانی ہی
٢٤

آنکھین لڑائین ہمنے جو اک خانہ جنگ سے
آئی صدا شکست کی چہرے کے رنگ سے

سبزۂ خط جلوہ گاہ روے آتشناک ہی — چشمۂ خورشید تابان ہین خس و خاشاک ہی

بادہ خوارونکے لیے یہ گردش افلاک ہی — بھر وہ ساغر ہین اور یہ چرخ گردان چاک ہی

کسقدر رونے پہ دل بیتاب زیر خاک ہی — ہین فلک ساکن مین ہین گردش افلاک ہی

خاکساری زیر کردیتی ہی ہر مغرور کو — دیکھلو اہل سرکشو کو دونکو زیر خاک ہی

چہرۂ گلگون ہی گلشن آنکھین ہین نرگس کے پھول — برگ نرگس ہین بھوین اور شاخ نرگس ناک ہی

ہجر مین تار شعاع مہر ہی اشکون کا تار — چشمۂ خورشید تابان دیدۂ نمناک ہی

۱۴۶	وله	۲۵

سوائے قصہ خوان فرقت کی شب سو کہانی ہی — ترے ابرو ہی کے تکیے یہ مجکو نیند آنی ہی

ہوے پوشیدہ ہم نظرونسے ایسی ناتوانی ہی — شکستہ رنگ کی آواز بانگ لن ترانی ہی

حنائی ہاتھ کی تاثیر سے کیا سرخ پانی ہی — مرے قاتل کو ہاتھونکا بھی ہونا خونفشانی ہی

کہون کیا سیم تن کندن سا تیرا جسم جانی ہی — پسینا منہ پہ جو آیا ہی یہ سونے کا پانی ہی

کتابی رخ ترا ہی جان جان قرآن ثانی ہی — تری یہ بیدہانی شرح لفظ لن ترانی ہی

مرا کچھ حال کہکر ذکر مجنون کرتے ہین عاشق — کتاب عاشقی مین اپنا قصہ پیش خوانی ہی

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آب آہن پر — پس مردن بھی یاد اوسکو مری تشنہ دہانی ہی

مین اب مچھلی کا چھلا یار کی اونگلی مین پہنادون — بہت بیتاب و مضطر ہون یہی کی نشانی ہی

عجب اوس غیرت خورشید کی ہی گرم رفتاری — زمین پر پے بہ پے نشان پا چراغ آسمانی ہی

مسی ہی رات اگر تو ہین ستارے انت سب تیرے — جو مکھڑا چاند سا ہی تو دوپٹا آسمانی ہی

بچھی ہے چادر مہتاب وس مہ کے چھپر کھٹ مین | بجا ہے مانگے گل تکیہ اگر وہ ماہ کامل سے

ہمین ہر طرح سے یارونکی ہے مدنظر خاطر | چمن مین دیکھتے ہین رو گل چشم عنادل سے

ہمیشہ چاٹتی ہے یہ ہمارے سنگ مدفن کو | مزا اسکا کوئی پوچھے زبان تیغ قاتل سے

نظر کی ای پری جسنے ہوا تیرا وہ دیوانہ | اثر ہین نقش پا افزون کہین ہر نقش عامل سے

قسم قرآن کی اسبات پر ای طفل کہاتا ہون | ترا چھوٹا سا یہ مکھڑا نہین ہے کم حمائل سے

ہمارے سلسلے سے کوئی دیوانہ نہین باہر | ہے مجنونکو بھی بیعت اپنے ہاتھونکی سلاسل سے

سفر مین سچ ہے سبکی دوستی کا حال کھلتا ہے | پھر آئے آشنا سارے ہمارے پہلی منزل سے

عبث لکھوا رہا ہے ای پری تعویذ الفت تو | مکان تیرا نہین کم خانۂ نقش عامل سے

نہایت میرے شکونکی جھڑی نیرنگ برستے ہین | گرے بجلی الٰہی اب مری بیتابی دل سے

زمین پر جب مین چلتا ہون قدم پڑتا ہے گردون پر | خدا جانے ہے الفت مجکو کس مہرہ شمائل سے

یقین یہ ہے مری تاثیر وحشت سے وہ مجنون ہو | کوئی لیلی بنائے گر دل دیوانہ کے گل سے

جنون پتھر پڑے ہین سر پہ بھی یہ بید باغی ہے | دھرا ہے پھول چھاتی پر تو وہ بھی کم نہین سل سے

ہوئی بدنام ناحق یہ ہمارے دلکی بیتابی | سپند آسا نکالا یار کی گرمی نے محفل سے

چراغونکی طرح جلتی ہین آنکھین ہجر کی شبمین | نکلتا ہے عوض اشکون کے روغن آنکھ کے تل سے

۱۴۵ تصور جلوہ فرما ہے وزیر اوس روئے خندان کا
صدائے خندۂ گل آرہی ہے گلشن دل سے

مرنے پر بھی ساتھ رنج گردش افلاک ہے | خاک ہو آرام چرخ سفلہ زیر خاک ہے

اسی طفل نے سوار نجبا اور ایکدم
ہستی جو رات ہی تو ستارے ہین اوسکے دانت
دنیا کو کچھہ ثبات نہین مثل نقش آب
جنت مین جائین یا کہین دوزخ نصیب ہی
کرتے ہین جس سے بات وہ دیتا نہین جواب
بے عطر جامہ کیون نہ معطر ہو یار کا

یان شہسوار عمر بجز باد رکاب ہی
سایہ جو چاندنی ہی تو رخ ماہتاب ہی
چشم فنا سے دیکھہ کہ دریا حباب ہی
یہ پرسش عمل تو ہمین اک عذاب ہی
ہر اک سخن ہمارا مگر لاجواب ہی
گل ہی اگر بدن تو پسینا گلاب ہی

۱۴۴

جس شی کو دیکھہ آنکھہ سے خواب و خیال جان
بیداری اے وزیر یہان عین خواب ہی

۲۴

کیا دیوانہ سبکو اوس پریرو نے ہاتھہ کے تل سے
لبون پر دم ہی اور عشق مژہ جاتا نہین دل سے
جو وہ لیلی منش آیا کدورت مٹگئی دل سے
لب شیرین کو کہتا ہی نہین کم نقل محفل سے
بھونکا جاتا تھا میرا جسم سوز آتش دل سے
مری محفل مین پھر میکشی وہ آفتاب آیا
عیان ہی آتش رخسار لیلی صاف شعلے سے
رہین گر دور محبوب انس کچھہ اوسنے نہین ہوتا
بغل مین یار ہی دیوانے کیا پھرتا ہی صحرا مین

مسخر کرلیا ہی عالمونکو اک فلفل سے
چھپائے آب خنجر منہ مین کیون میر قاتل سے
ہوا ہی صاف آئینہ ہمارا گرد محمل سے
شکر رنجی نہین باقی نہ رہتی ہی مرے دل سے
بجھی دل کی لگی صد شکر آب تیغ قاتل سے
فلک سے مانگون اب شیشہ تو ساغر ماہ کامل سے
چراغ قبر مجنون کیا بنا ہی گرد محمل سے
نہین ہر بزم کو الفت چراغ ماہ کامل سے
صدا یہ آرہی ہی زنجیر در دل سے

حنا سے سرخ جو تیری کف ای سرو رعنا ہی
عیان ہی پشت پا سے رنگ یہ لطف کف پا ہی

نگہ بیتاب ہو کر یون ہو خال سیہ دوڑے
کہ مرغ گرسنہ جسطرح سے دانے پہ گرتا ہی

بھرے ہین اشک پر چشم تر مین روتا نہین ہون مین
بچشم غور دیکھو بند اک کوزے مین دریا ہی

ادا سے پنجۂ پر نور رہا تھے پر نہین رکھا
یہ اوسنے لوح پر قرآن کی اللہ لکھا ہی

زمین شعر مین بڑھ بڑھ کے نیرے اپنے گڑ گئے ہین
قلم نے یہ دم فکر سخن میدان باندھا ہی

خجالت دے رہی ہی سرکشی عہد جوانی کی
قد خم گشتہ سے ہر پیر اپنے پاؤن پڑتا ہی

نکیون ہو سنبلستان دشت دود آہ سوزان سے
تری زلف پریشان کا دل وحشی کو سودا ہی

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بدپرہیز یان بیمار کرتا ہی

قطعہ

صفای پشت لب کا وصف ہو کیونکر بیان مجھسے
ہر اک دندان سے اوس لب کے یون بیساختہ دکھلائی دیتا ہی

عیان ہین صاف مروارید درج لعل سے گویا
نمایان چشمۂ حیوان مین یا عقد ثریا ہی

عرق آلود رخ ہی چاندنی مین یون نزاکت سے
کہ گویا گوہر اک دریای نورانی مین ڈوبا ہی

۱۴۳	ہلال چرخ ہی میرا رکاب توسن وحشت وزیر اب عالم وحشت مین بھی میرا یہ رتبا ہی	۱۱

کیا ہی گناہ جام مین گریان شراب ہی
زاہد فلک کے شیشے مین بھی آفتاب ہی

آنکھون کو کب ہی تاب اوسے دیکھین بے نقاب
گویا کہ ہی حجاب جو وہ بے حجاب ہی

ریگ روان کیطرح نہین اکدم قرار
ہم خاک ہو گئے پہ وہی اضطراب ہی

نقطے مثال قطرۂ باران ہین سطر برق
مضمون اشک چشم سے نامہ سحاب ہی

ہی جنون مجھ وحشی بدمست کی تاثیر سے / قلقل مینا کی آتی ہی صدا زنجیر سے

یار کی آنکھون مین یون ہی سرمۂ دنبالہ دار / جسطرح آہو کو کوئی باندھ دے زنجیر سے

طفلی مین لکھتا تھا تیر ون کی بنا کر تو قلم / تھی عیان مشق ستمگاری تری تحریر سے

تیری چشم سرمگین کا وصف اگر کرنے لگون / شمع بھی خاموش ہو جائے مری تقریر سے

تھک گئے ہین پاؤن اور جاتی نہین سرگشتگی / سر مرا پھرنے لگا ہی نالۂ زنجیر سے

رکھتے ہین آغوش حسرت وا کمان کیطرح ہم / دیکھیے کب ہم بغل ہوتے ہین اوسکے تیر سے

جب صفت وحشت مین کی اوس شکل شمع طور کی / لن ترانی کی صدا آنے لگی زنجیر سے

ہاتھ مین لے گا کمان تیر جب وہ شعلہ خو / شمع روشن ہو گی خانے مین کمان کے تیر سے

منفعل ہوتا جو تیرا خال ابرو دیکھتا / مانگتا پرواز کو زاغ کمان پر تیر سے

گر نہ بد خلقی سے کچھ ہو مار رکھتے خلق سے / کم نہین تسلیم ظالم کی خم شمشیر سے

خط ہوا شرگان جانان کے تصور مین رقم / ڈر ہی مرغ نامہ بر مارا نجائے تیر سے

کشتہ ہوتے ہین عدو سنکر مرے اشعار کو / خون ٹپکتا ہی برنگ تیغ یان تقریر سے

میری مشت خاک پر آئے جو وہ جانے نہ پائے / آرزو اتنی ہی اپنی خاک دامنگیر سے

اسقدر تیر افگنی کی اے مرے ناوک فگن / آشیانہ تا قفس بنجائے چوب تیر سے

قصۂ فرہاد کے دھوکے مین حال اوسنے سنا / سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس تدبیر سے

۱۴۲	گیسوے پیچ کے پھر پیچ مین آیا وزیر صاف ہم پر کھل گیا اوچھی ہی تقریر سے	۱۲

ہون وہ دیوانہ اگر لون ہاتھہ مین شمشیر تیز
ہو ابھی زنجیر پیدا جوہر شمشیر سے

رشک عارض سے ترے کھاتا ہی گلشن پیچ و تاب
نکہت گل کم نہین ہر ای مری زنجیر سے

مجھسے پیری مین وہ ہو جو نوجوانون سے نہو
ہون کمان لیکن فزون طاقت ہی مجھمین تیر سے

میری خاک قبر پر دامن اوٹھائے آئیے
تا نہو خاطر مکدر خاک دامنگیر سے

تیر مژگان یاد آجاتا ہی جب ہنگام فکر
طائر مضمون تڑپنے لگتے ہین نخچیر سے

رات بڑھ جاتی جو یاد زلف مین نالان ہون مین
ہو شب ظلمات پیدا نالۂ شبگیر سے

برچھیان ماری نگہ نے زلف نے پھینکی کمند
تیغ سے ابرو نے مارا اور مژہ نے تیر سے

باندھتا ہون سیکڑون مضمون غزال چشم کے
فکر میری کم نہین صیاد آہوگیر سے

ابر سے پانی جو مانگے ہی کشت آرزو
آگ برسانے لگی وہ برق کی شمشیر سے

یہ ہمین ہین جو تری تصویر پر بھی ہین نثار
انس بلبل کو بھلا کب ہی گل تصویر سے

جسکو جوہر کہتے ہین وہ ہی ہماری سرنوشت
قتل ہونگے ایکدن ظالم تری شمشیر سے

ای ستمگر تری ابرو کے ہزارون کشتے ہین یہان
اس کمان کو دیکھیے نسبت قضا کے تیر سے

۱۴۱	ہمسری کی تھی جو اوس ساق بلورین سے فریہ شمع ہی پابند موج اشک کی زنجیر سے	۱۹

کی مرے ہاتھون نے بیعت حلقۂ زنجیر سے
سلسلہ میرا ملا زلف بت بے پیر سے

چاہیے ای نشۂ وحشت تری تاثیر سے
دور ساغر ہووے پیدا حلقۂ زنجیر سے

محو حیرت ہی جہان ای گل تری تقریر سے
کم نہین منقار بلبل غنچۂ تصویر سے

چومتا ہون لب شیرین وہ خفا ہوتا ہی
کیا شکر رنجی جانان مین مزا ہوتا ہی

ہم اسیرون کو قفس مین بھی ذرا چین نہین
روز دھڑکا ہی کہ اب کون رہا ہوتا ہی

دونو عالم مجھے تاریک نظر آتے ہین
جب تصور ترا ای زلف دوتا ہوتا ہی

اور بھی صاف ہون ای چرخ ہم آئینہ خصال
خاک مین تو جو ملاتے ہمین کیا ہوتا ہی

پوچھہ لے تو وہین زخم سے میرے الکن
پھل مین تلوار کے قاتل جو مزا ہوتا ہی

صورت ماہ نو آتا ہی مہینے پیچھے
انھین باتونسے تو انگشت نما ہوتا ہی

کیا تری تیغ مین ہی نہر چمن کا پانی
جب بہار آتی ہی یان زخم ہرا ہوتا ہی

ایک ذرے کو نہین ہوتی ہی جنبش بیحکم
بت جو بھر جاتے ہین اللہ بھرا ہوتا ہی

جان کر میرا تن زار وہ ٹھکراتے ہین
کوہی تنکا جو سر راہ پڑا ہوتا ہی

سبکی نظرون سے گراتا ہی دلا دست سوال
ہاتھہ مین یان اثر لغزش پا ہوتا ہی

۱۴۰ ولہ ۱۹

ای خیال گیسوے جانان تری تاثیر سے
کم نہین دود چراغ داغ دل زنجیر سے

ہم تو پیاسے ہین کہ اپنی پیاس کی تاثیر سے
آب جاری ہو ابھی قاتل تری شمشیر سے

ہجر مین ہوگا وصال اپنا اسی تدبیر سے
کاٹ ڈالین گے گلے کو ایکدن شمشیر سے

کون خوش ہی چشم اوسکی آنکھونکا بھلا وحشی نہین
بیشتر آہو بھی دیکھے ہین بندھے زنجیر سے

وصف گلرویان کیا کرتا ہون مین رنگین بیان
عندلیبو پھول جھڑتے ہین مری تقریر سے

پردۂ حیرت اوٹھا دیتا اگر یہ جوش عشق
آتی آواز عنادل گلشن تصویر سے

آبلے روتے ہین خون رنج بڑا ہوتا ہی	کوئی کانٹا جو کف پا سے جدا ہوتا ہی
ترک مطلب سے جو مطلب ہی مرا ہوتا ہی	ہاتھ اوٹھانا ہی مجھے دست دعا ہوتا ہی
آئینے کی وہین کھل جاتی ہی ساری قلعی	تیرے چہرے کے مقابل جو ذرا ہوتا ہی
قفس تن مین نہ گھبرا اتنا ہی طائر روح	جو گرفتار ہی اک روز رہا ہوتا ہی
جان شیرین دم آخر جو لبون تک آئی	بولا فرہاد کہ مرنے مین مزا ہوتا ہی
نہین معشوق بھی آزاد گرفتاری سے	ہاتھ مہندی ہی کے حیلے مین بندھا ہوتا ہی
راتدن سجدۂ شکرانہ ہی واجب منعم	کہ خدا دیتا ہی اور نام ترا ہوتا ہی
کونسے جرم کی تعزیر نہین پاتا ہون	مجکو ہر روز یہان روز جزا ہوتا ہی
یا تو آتے ہی نہ تھے آئے تو کرنے لگے قتل	وصل مین بند سے یان بند جدا ہوتا ہی
ہون وہ لاغر کف جانان جو رکھتا ہون مین ہاتھ	طائر رنگ حنا رشتہ بپا ہوتا ہی
توڑ کر آئینۂ دل کو بناتے ہو عبث	اب سکندر بھی اگر آئے تو کیا ہوتا ہی
دم بھی آتا ہی مرے لب پہ تو رک رک کر	ایکدم بھی وہ اگر مجھسے رکا ہوتا ہی
کو ہی چشم نہین میری سیہ بختی کا	مین وہ سرمہ ہون جو نظرون سے گرا ہوتا ہی
شاخ طوبی اسے کہیے تو بجا ہی مطرب	خود بخود ساز ترا نغمہ سرا ہوتا ہی

١٣٩	سخت جان ہون نہ مرونگا شب فرقت مین فرید سیکڑون بار اجل آئے تو کیا ہوتا ہی	١١

جو کہ طائر ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی	اے شہ حسن وہ اوڑتے ہی ہما ہوتا ہی

چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسی کو دیدیا ید بیضا جلا کے ہاتھ
اوٹھتین جو آستینین تو اک صف اولٹ گئی	تیغ برہنہ ہوگئی اوس دلربا کے ہاتھ
ہین بادہ کش فقیر ہون محروم خم کی خیر	ساقی ادھر بھی ایک پیالہ بڑھا کے ہاتھ
ہی آرزوے قتل اجی دم ندو مجھے	چھوٹا ہی نیمچہ تو لگاو بڑھا کے ہاتھ
دیکھو تو کیا ہی دست نگر تجکو کردیا	کس ناز سے وہ کہتے ہین مجکو دکھا کے ہاتھ
تیرے دہن کے مجسے مضامین نہ بندھ سکے	جاتے رہے ہین غیب کے مضمون آکے ہاتھ

۱۳۷	دیندار ہم اوسی کو سمجھتے ہین ای وزیر دنیا سے جو کہ بیٹھ رہا ہی اوٹھا کے ہاتھ	۶

خط کو جانبازون کے درکار ہی کب سر نامہ	میرا مکتوب ہی عطار کا بیسر نامہ
گم ہوا لکھتے ہی حال تن لاغر نامہ	بنگیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
دیکھیے خط یہ نہین چاند سے رخسارون پر	دونو آئینون پہ لکھا ہی سکندر نامہ
گم ہوا ضعف سے یہ بین کہین ڈھونڈھے نملا	قاصد یار لیے پھرتا ہی گھر گھر نامہ
ہی مزا اگر لب ہی خط سوے ساقی لیجائے	لطف ہی پڑھ کے سنادے لب ساغر نامہ
نہ اوٹھا ضعف کے مضمون سے یہ بین گر ہوا	بنگیا سایۂ مژگان کبوتر نامہ

۱۳۸	ردیف یا	۱

وہ پریزاد منانے سے خفا ہوتا ہی	اب سلیمان بھی اگر آئین تو کیا ہوتا ہی
آنکھین وہ دیکھ کے دم اپنا فنا ہوتا ہی	آج بیمار سے بیمار جدا ہوتا ہی

ایکدم پھیرا جو منہ اپنا دکھا کر یار نے
بیقراری سے نہ ٹھہرا اپنے گھر مین آئینہ

چرخ نیلی مین نظر آتا ہی جیسے آفتاب
بنگیا عکس رخ قاتل سپر مین آئینہ

چشم بد سے دیکھے گر سوے در دندان یار
ڈوب جائے ای خدا آب گہر مین آئینہ

جنس حسن یار کو ہرگز گران دیکھا نہین
تول لیتا ہی اوسے اپنی نظر مین آئینہ

ہو گیا پوشیدہ خط سبز سے رخسار یار
چھپ گیا ان طرح طیون کے مشت پر مین آئینہ

ہاتھ مجھ بیخود کا سر کاٹے نکیون عارض سے وہ
کوئی بھی دیتا ہی دست بیخبر مین آئینہ

ہاتھ وہ رخسار پر رکھے ہوئے بیٹھا جو تھا
مین یہ سمجھا ہی کف رشک قمر مین آئینہ

۱۳۶ رکھیو وحشت مین قدم اپنا سنبھلکر ای وزیر
ہی یہان ہر ایک سنگ رہگذر مین آئینہ ۱۵

شوخی تو دیکھو کہتے ہین اپنے چھپا کے ہاتھ
ہین آج دست غیب ترے آشنا کے ہاتھ

اسمین ہی کیا گناہ نہ بگڑو ہٹا کے ہاتھ
ہین مصحف عذار پہ مجھ پارسا کے ہاتھ

آ پونچھی صبح اپنا گریبان پھاڑ کر
مانگون دعا جو مین شب فرقت اوٹھا کے ہاتھ

چھوتا ہی خط سبز کو کیا غیر زرد رو
قسمت سے کاہ لگ گئی ہی کہربا کے ہاتھ

لو پہنچا سے ہڈیان سگ دلدار تک مری
لیجائے چونچ مین جو نہین ہین ہما کے ہاتھ

کہتا ہی دل مرا الف رنگین پہ رکھکے یار
کیا مال مفت آیا ہی دزد حنا کے ہاتھ

صیاد پر اوڑاتا ہی بلبل کے نوچ کر
ای تیغ شاخ گل تو عوض لے اوڑا کے ہاتھ

محشر مین میرا ہاتھ گریبان ہی آپ کا
دامن سے ہٹ تو جائینگے ہمیرے چھوڑا کے ہاتھ

پشت پر اوسکے لگی ہوتی اگر تصویر یار
دیکھتا روزن بناکر اپنے گھر مین آئینہ

دیکھکر مجھ ناتوان کی شکل کیا سو ہوا
ناتوان ہین بن گیا سبکی نظر مین آئینہ

پڑ گیا گر پرتو آب در دندان یار
ڈوب جائیگا ابھی آب گہر مین آئینہ

پڑ گیا جو عکس ابروسے قاتل نے کہا
دیکھ لو رکھتا ہی تیغ اپنی سپر مین آئینہ

لکھ سکا خط مین نہ جب وصف صفائے روے یار
دے دیا آخر کو دست نامہ بر مین آئینہ

رکھکے عارض اوسپہ سویا تھا جو وہ آئینہ رو
بنگیا گل تکیہ اوس کا رات بھر مین آئینہ

۱۳۵ خال رخسار صنم دیکھا تھا اک دن اے وزیر
آج تک رکھتا ہی داغ اپنے جگر مین آئینہ ۱۷

ہنگیا اعجاز دست سیمبر مین آئینہ
اب ید بیضا ہوا اسکی نظر مین آئینہ

جوہر آئینہ آئیگا نظر موے کمر
امتحاناً آپ رکھہ دیکھین کمر مین آئینہ

صاف جب اوسکا شکم دیکھا کمر کے متصل
ہوگیا دھوکا کہ ہی اوسکی کمر مین آئینہ

خوبرویون کے بھی ہاتھ آتے ہین نہین یکسان نصیب
کاٹھ کے گھر مین کوئی چاند لگے گھر مین آئینہ

دیکھتا ہون اوسکو پھرتے دست خوبان مین سدا
گھر سے گو نکلا نہین پر ہی سفر مین آئینہ

دیکھکر قدر رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
ہی عوض گل کے نمایان اس شجر مین آئینہ

خوبرو ہوتے ہین ہرجائی گلہ اوسکا نکر
دیکھ لے ہوتا ہی اے دل سبکے گھر مین آئینہ

تو دکھائیگا اگر روے عرقناک اے صنم
اشک بھر لائیگا اپنی چشم تر مین آئینہ

جا نہین سکتی مری حیرت سراے چاندنی
نصب ہی گویا ہر اک دیوار و در مین آئینہ

وہ ناتوان ہون مور جو لیجاے اے جنون
کھنچ جاؤن مین بھی دانۂ زنجیر پا کے ساتھ

چپ رہ کہ گفتگو ہی سے پڑتا ہی تفرقہ
ہوتے ہین دونو ہونٹھ جدا اک صدا کے ساتھ

دربان کی ضد سے دل مین ہی مرکر ابھی ہو خاک
سو بار جاؤن روزن در سے ہوا کے ساتھ

اپنی خطا ہی زلف کو ہو کیون نہ پیچ و تاب
نسبت نہ دینے تھے ہمین مشک خطا کے ساتھ

ہم خاک ہو گئے نہ ہوا ختم خط شوق
آخر ہمین جلے گئے باد صبا کے ساتھ

۱۳۶ بیجا تلاش دولت دنیا ہی اے وزیر
غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کے ساتھ ۱۷

مرتبہ پاتا ہی دست سیمبر مین آئنہ
صاف آتا ہی نظر چاند لگے گھر مین آئنہ

کون دیکھے گا الٰہی اپنے منہ کو وقت صبح
شام ہی سے ہی تمناے سحر مین آئنہ

دیکھے دل اوس سنگدل کو سخت پچھتاتا ہون مین
کیون دیا مینے کف بیداد گر مین آئنہ

جوہر ابرو نے اسکے ای قاتل مجھے دھوکا دیا
صاف مین سمجھا کہ ہی تیری سپر مین آئنہ

ذوق ایسا خود نمائی کا ہی روے یار کو
بنگیا مصحف رجب مین اور صفر مین آئنہ

میرے قاتل کو ہوا ایسا ہی خود بینی کا ذوق
اب عوض خنجر کے رکھتا ہی کمر مین آئنہ

پرتو رخسار جانان جلوہ گر ہر شی مین ہی
آنکھ ہو تو دیکھ ہر برگ شجر مین آئنہ

گھر مین اوسکے جابجا عاشق ہین یون حیران کھڑے
نصب ہو جسطرح ہر دیوار و در مین آئنہ

یون کیا آگاہ اوسکو حسرت دیدار نے
جلکے رکھ آیا مین اوسکے رہگذر مین آئنہ

صندل پیشانی جانان یہ کرتا ہی نگاہ
یا الٰہی مبتلا ہو درد سر مین آئنہ

شب کو جاتے ہو ساتھہ تو مشعل
کہیے تو ہو یہ دل جلا ہمراہ

ہوے بعد اپنے بیوفا عشاق
لے گئے یان سے ہم وفا ہمراہ

تیری رفتار کا مین کشتہ ہون
قبر تک آئیو ذرا ہمراہ

یہ دل بدگمان نہ دیکھہ سکے
اگر اوس بت کے ہو خدا ہمراہ

تا سلامت تو آئے ای قاصد
ٹھہر اتنا کرون دعا ہمراہ

اوسنے تنہا مجھے نہ جانے دیا
غم فرقت کو کر دیا ہمراہ

ناتوان ہی بہت غبار مرا
تو ذرا رہیو ای صبا ہمراہ

رہی یان گردش اور جامہ دری
کاش لاتے نہ دست و پا ہمراہ

گالیان جیسی دین ہین دل لیکے
جائے گا یہ دیا لیا ہمراہ

١٣٣	جا نہ تنہا تو ای شہ خوبان ہو وزیر برہنہ پا ہمراہ	١٢

سائل کا ہاتھہ چوم لے دست خدا کے ساتھہ
آیا ہی بادشہ ترے در پر گدا کے ساتھہ

قاتل تلک پہنچ ہی گیا مین قضا کے ساتھہ
بھولے کبھی نہ راہ جو ہو رہنما کے ساتھہ

رونے پہ میرے رحم کیا پر جفا کے ساتھہ
بجلی گرائی خندۂ دندان نما کے ساتھہ

جی ڈر رہا ہی دل جو گیا دلربا کے ساتھہ
ناآشنا کو ہمنے کیا آشنا کے ساتھہ

ڈھونڈھا ہی جسنے اوسکو تو پایا ہی آپ مین
دیکھو کہ قرب بندے کو ہی کیا خدا کے ساتھہ

ساقی کے آنے کی یہ تمنا ہی بزم مین
دست سبو بلند ہی دست دعا کے ساتھہ

زلف کی طرح سے زنجیر ہوئی جاتی ہے نرم ۔۔۔ پڑتی ہے جوش جنون مین یہ کڑی میری آنکھ
کیا اسی نے یہ کیا مطلع ابرو موزون ۔۔۔ تم جو کہتے ہو سخنگو ہے بڑی میری آنکھ
چشم مین سرمے کا دنبالہ بنا کر بولے ۔۔۔ کیون عصا ٹیک کے ہو جا کھڑی میری آنکھ
نخل نرگس نہین تربت پہ نظارے کے لیے ۔۔۔ آئیے دیکھتی ہے راہ کھڑی میری آنکھ
نظر آئے گی زمین کشتی دریاے فنا ۔۔۔ دیکھ لینا جو مرے ساتھ لڑی میری آنکھ
باغبان نہر نہین یاد مین اک کوچے کی ۔۔۔ رو رہی ہے یہ گلستان مین پڑی میری آنکھ
کرتی ہے ایک نگہ مین لب نازک کو کبود ۔۔۔ کیا بنا دیتی ہے مستی کی دھڑی میری آنکھ
آے تیرا جو تصور بھی تو بہر تعظیم ۔۔۔ کیا عجب پاے نگہ سے ہو کھڑی میری آنکھ
دل پہ داغ ہوا دفن تو لالہ نکلا ۔۔۔ اوگے نرگس جو گلستان مین گڑی میری آنکھ

١٣٢
یاد آتے ہین مجھے حضرت ناسخ جو وزیر
کیا لگا دیتی ہے اشکون کی جھڑی میری آنکھ
١٦

جیتے جی بس وہ بت رہا ہمراہ ۔۔۔ ابتو بندے کے ہے خدا ہمراہ
دل دیا اوسکو پر یہ ڈرتا ہون ۔۔۔ دشمن اک دوست کے کیا ہمراہ
نہین یاران رفتگان کا نشان ۔۔۔ لے گئے کیا یہ نقش پا ہمراہ
اس مین کیا آپ کی ہے رسوائی ۔۔۔ رہے گر مجسا پارسا ہمراہ
تجھے دیکھا جدھر نگاہ گئی ۔۔۔ تھا تصور زبس ترا ہمراہ
رنج تنہائی لحد نہ رہا ۔۔۔ یار کے غم کو لے لیا ہمراہ

تم جھانک رہے ہو یہ تمھین تاک رہا ہی
کیون دیدۂ روزن پہ اجی تمنے دھری آنکھ

کہتی ہی تری ناف و شکم دیکھ کے بلبل
رخسار گل تر پہ ہی نرگس کی دھری آنکھ

ای ماہ یہ سب چشم فلک کے ہین اشارے
ایسی تو نہ تھی مائل بیداد گری آنکھ

نرگس جو گلستان مین ہی تو دشت مین آہو
ہر رنگ مین دکھلانے لگی جلوہ گری آنکھ

گدکا کہین مژہ سرمے کا دنبالہ اوٹھائے
ہی دست مژہ مین لیے پتلی کی پھری آنکھ

دیکھے وہ اگر چشم سیہ اور یہ خط سبز
نرگس کی سیہ آنکھ ہو طوطی کی ہری آنکھ

۱۳۱ — وله — ۲۰

تیغ عریان پہ تمھاری جو پڑی میری آنکھ
چشم جوہر سے اجی خوب لڑی میری آنکھ

نہ ہٹی ہیٹ پر اوسکے جو پڑی میری آنکھ
بنگئی ناف شکم ایسی اڑی میری آنکھ

اشک گلرنگ پروتی ہی مژہ مین کیا خوب
کیا بناتی ہی یہ پھولونکی چھڑی میری آنکھ

تم ہے بام پہ یان لگ گئین آنکھین چھت سے
رات گنتی رہی ہر ایک کڑی میری آنکھ

اس خجالت نے ابد تک مجھے سونے نہ دیا
ہجر مین لگ گئی تھی ایک گھڑی میری آنکھ

در دندان کی بھلا آئینہ کیا جانے قدر
اسکو دکھلاؤ مبصر ہی بڑی میری آنکھ

خط رخسار نہین بلے نگہ کے ہین نشان
عارض صاف پہ سو بار پڑی میری آنکھ

یاد آئے جو تری تیغ کا مالا قاتل
روکے پیدا کرے موتی کی لڑی میری آنکھ

رخنہ دیوار مین معمار بنا تا کیا تھا
تونے روزنکی عوض کیون نہ جڑی میری آنکھ

زندگی مین تو کیا مردم آبی مجکو
دیکھون اب کیا ہو مرے ساتھ گڑی میری آنکھ

صحبت کا اثر صاحب بینش کو ہو کیونکر — عینک ہو اگر سبز نہ ہو جائے ہری آنکھ

باتون کو زبان میں مثل سخن بند سے نکل جائے — نظارے کو ہو پائے نگہ سے سفری آنکھ

تیر مژہ یار کو مژگان ہی سمجھتی — کس آنکھ سے لڑتی ہی سدا اہل بے جبری آنکھ

رفتار تو دکھلا کے زخود رفتہ بنا دو — نرگس کی طرح ہی ہمہ تن کھبک دری آنکھ

دامن کی طرح چاک ہوئے آنکھ کے پردے — او دست جنون سیکھ گئی جامہ دری آنکھ

جو اہل نظر ہین کبھی خودبین نہین ہوتے — دیکھو کہ ہی اس عیب نمایان سے بری آنکھ

کیا قہر ہوا آیت ابرو ہوی نازل — ڈر ہی نکرے دعوی پیغام بری آنکھ

کشتی وہ لیے نوح کے ماتھے چلے آئین — طوفان بپا کر شب فرقت مین اری آنکھ

۱۳۰ رہتے ہین وہ زیر اشک کی جا ٹکڑے جگر کے ۱۳
اس روز سے ہوے کان عقیق جگری آنکھ

دم بھر جو نہ دیکھے تجھے اے رشک پری آنکھ — مژگان کی زبانون سے کرے نوحہ گری آنکھ

جم جائے تصور جو ترے بوٹا سے قد کا — پتھرا کے بنے صاف عقیق شجری آنکھ

لے لیجیے شیشے ہین سفید اشک نہین ہین — تم بادہ کشی سیکھ گئے شیشہ گری آنکھ

جاؤ جو چمن کو تو کرے فرش رہ نائی — بلبل جگر و فاختہ دل کبک دری آنکھ

دیکھا جسے بسمل کیا تا کا جسے مارا — اوس آنکھ سے ڈرئیے جو خدا سے نڈری آنکھ

جنبش او دھر اوسکو ہی تو گردش ادھر اسکو — ابرو ہی کہ شمشیر سپر ہی کہ بھری آنکھ

کیا دید کے قابل ترے کوچے کی زمین ہی — ہر گام ہی نقش قدم رہگذری آنکھ

دل سے میرے وصف تم پوچھو صفائی پشت کے
آج طوطی سے سنو تقریر پشت آئینہ

تیرے نظارے کو عکس آسا ادھر آئے نکل
ہو رخ آئینہ پر تصویر پشت آئینہ

پشت لب سے مثل خط ظاہر ہوے حرف سخن
بنگئی تحریر اب تقریر پشت آئینہ

عکس و سے صاف ادھر سے صاف جا نکلا ادھر
خودنمائی نے کیا تصویر پشت آئینہ

ابرو تصویر اگر چھو لو فلک پر ہو دماغ
چیر رخ پر چڑھ جاے شمشیر پشت آئینہ

ہاتھ کیا رکھا لگا تے تیر دستی آپ نے
بنگئی ہر ایک اونگلی تیر پشت آئینہ

تھا جو گھر جاند کا اب وہ بنگیا سونیکا گھر
دست رنگین مین بڑھی توقیر پشت آئینہ

۱۲۹ اپنے بیگانے ہوے ہین ای فرہر اب کیا عجب
روے آئینہ کرے تحقیر پشت آئینہ ۱۷

ہر عضو مسافر ہی نہین کچھ سفری آنکھ
ہی آخر شب عمر چراغ سحری آنکھ

کیا کرتی ہی دلکش سخن ای رشک پری آنکھ
لو سیکھ گئی طرز کلام بشری آنکھ

اون آنکھونمین صانع نے بھرے گو ٹکے موتی
قسمت یہ ہماری ہی کہ اشکونسے بھری آنکھ

باتین جو کرو ناز سے تم منہ کو چھپا کر
سننے کے لیے کان ہو ای رشک پری آنکھ

آیا ہی مرے دل کا غبار آنسوؤنکے ساتھ
لو ابتو ہوی مالک خشکی و تری آنکھ

ابتک وہی رونا ہی وہی حسرت دیدار
ہم مرگئے اسپر بھی یہ کافر نہ مری آنکھ

تیار کیا خامۂ مو اپنی مژہ سے
کھینچے گی مگر نقشۂ نازک کمری آنکھ

نرگس پہ نظر کیجے دوبارہ کہ وہ کیسی ہے
ہوجاے نظر ثانی مین اوسکی نظری آنکھ

بنگیا ہی دست ہمین صنم چاندی کا گھر
دید کے قابل ہی یہ تعمیر پشت آئینہ

ایک دو روزن بناتا گر ترا تیز نگاہ
جھانکتی تجکو ابھی تصویر پشت آئینہ

یار کے دست حنائی نے لگادی اوسمین آگ
آب آئینہ کرے تدبیر پشت آئینہ

عکس رخ سے تیرے آئینہ سپہر حسن ہو
نسر طائر طوطی تصویر پشت آئینہ

لو کف رنگین جانان نے قیامت کیا
نور روے شمس ہی تنویر پشت آئینہ

عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کردیا
کیسے اب سیماب کو اکسیر پشت آئینہ

تم ادھر منہ دیکھتے ہو اور ادھر مین ناتوان
ہون نگاہ دید تصویر پشت آئینہ

خط ترا دیکھا تو آواز شکست تنگ سے
بول اوٹھے گا طوطی تصویر پشت آئینہ

کیا در آئے ہین خدنگ عکس انگشتان یار
شکل جوہر یہ نہ نکلے تیر پشت آئینہ

سایہ سان دنکو بہن دیوار ہی فرقت کی رات
بنگئی ظالم شب تصویر پشت آئینہ

جب حنائی ہاتھ اوس شوخ نے رکھدیا
آفتاب آسا ہوی تنویر پشت آئینہ

سیکڑون شاخین نکالین اوسمین اہل عیب جو
ہی غزال چشم آہو گیر پشت آئینہ

پشت و رو یکسان نہین جو آئینہ رو کی طرح
بیش اسکندر کرون تحقیر پشت آئینہ

تمنے انگشت حنائی رکھی جب ہنگام دید
بنگئی شمع شب تصویر پشت آئینہ

صاف سینہ یار کا صبح رخ آئینہ ہی
بیٹھہ پر چوٹی شب تصویر پشت آئینہ

روے آئینہ مقابل ہی رخ دلدار کے
دست کوتہ کیون ہی دامنگیر پشت آئینہ

بیٹھہ پر چوٹی تری دیکھی تو وحشت مین کہا
جو ہر آئینہ ہی زنجیر پشت آئینہ

متوکل ہون مجھے فکر نہین وزری کی — آب و دانہ ہی مرے واسطے ہر آنسو
نہین منظور ہی رو کر تمھین رسوا کرنا — لو اوٹھا لیتے ہین اولے کیطرح ہر آنسو
تو بھی ای خار مژہ صورت نشتر ہو جا — وادی دل سے چلے آبلہ بنکر آنسو

کوچۂ زلف مین جانا ہی محال اسکو وزیر
بن گیا آبلۂ پاے نگہ ہر آنسو

کاٹ تلوار کا دکھلائیے جانا مجکو — آب آہن سے ہی منظور نہانا مجکو
ہجر کی شب ہی جنون جوش مین لانا مجکو — صبح کا چاک گریبان دکھانا مجکو

ولہ

لیا جان و دل و تاب و توان کو — مرے یوسف نے لوٹا کاروان کو

ولہ

کسی مومن کا دل نیک نہ یارب بد ہو — ہو گنا ہون سے سیہ تو حجر الاسود ہو

۱۲۸ ردیف ہاے ہوز ۳۲

گر اولٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئنہ — سیدھی ہو جاے ابھی تقدیر پشت آئنہ
دیکھتا ہی وہ پری تصویر پشت آئنہ — بخت اسکندر رہوے تقدیر پشت آئنہ
حکم ہو تو پیٹھ سے لپٹون مین چوٹی کیطرح — تم ہو آئینہ تو مین تصویر پشت آئنہ
ہاتھ کیا رکھا کرامت کی ید بیضا کیا — معجزے دکھلاے گی تنویر پشت آئنہ
کیجیے داخل دل بیتاب یار کی عوض — روز سنیے نالۂ شبگیر پشت آئنہ
منہ پہ آئینے کے پڑتی ہی ادھر تیغ نگاہ — آہ اپنی بھی ادھر ہی تیر پشت آئنہ
یار کے منہ پر کرون نہین آج وصف پشت پا — پیش آئینہ کرون تقریر پشت آئنہ

۲۰	وله	۱۲۷

آہ کھینچون تو بہائے ابھی پتھر آنسو | نکل آئین شرر سنگ بھی بنکر آنسو

ای جنون بنگئے طفلان ستمگر آنسو | ڈھیلے آنکھون کے لگایا کیے شب بھر آنسو

دم گریہ ہی یہ کس بحر لطافت کا خیال | گرد داماں نگہ سے ہی مکدر آنسو

صدمہ گر دیتی کب اوٹھائین یہ گہر | کیون نہون سرمے سے ایجان مکدر آنسو

دونو آنکھین تری یاد آئین تو ہم رونے لگے | صاف بادام دو مغز اپنا ہوا ہر آنسو

آب اوس تیغ ہلالی کی جو شامل ہوجائے | تو ابھی صورت جوزا ہو دو پیکر آنسو

ہی رگ ابر جنون خیز کو نشتر درکار | آہ کھینچون تو بہائے مژہ تر آنسو

ہجر مین آتی ہی قلقل کی صدا نالون سے | ہین جو شیشے دل بیتاب تو ساغر آنسو

مین وہ میکش ہون نظر آئین جو شیشے خالی | روؤن ایسا کہ بھرین عمر کا ساغر آنسو

باعث لغزش پا ہی اثر ضعف بصر | مانگتا ہی مری مژگان سے عصا ہر آنسو

کیا پسند اہل صفا کو ہو بھلا آرایش | دیکھ لو سرمے سے ہوتے ہین مکدر آنسو

مثل ابرو نہین چلتی تری شمشیر نگہ | سر بکف پنجۂ مژگان سے ہی ہر ہر آنسو

روتے ہین یاد رخ و زلف افشان مین مدام | پھول ہین دن کو تو ہین رات کو اختر آنسو

راز داری سے بنا آب سرشک آب گہر | آستین خشک ہی کر نہ سکا تر آنسو

یار پوچھے جو مرے اشک سے سو ہو بھی | دست گلرنگ مین بنجائین گل تر آنسو

کم نہین باد مخالف سے یہ پانی مجکو | مثل کشتی نہ ڈبو دین تن لاغر آنسو

جستجو ضعف مین بھی ہی کسی ہرجائیکی
لیے پھرتے ہین تن زار کو گھر گھر آنسو

منہ ہی کیا آینے کا ہو جو حجاب رخ یار
توڑ ڈالین یہ ابھی سد سکندر آنسو

اوٹھہ گیا کون جو کی آہ لب ساغر نے
گر پڑے چشم بط مے سے زمین پر آنسو

آ گئی یاد دم گریہ یہ کن آنکھون کی
ہو گئے شیشۂ بادام سے بہتر آنسو

آبرو گوشہ نشینی ہی تو پھر نا دولت
تھا گہر بہ کی بنا رشتۂ گوہر آنسو

چاہیے آتش تر جام ہے پانی کے
کہ حبابون کی طرح ہو گئے ساغر آنسو

پتلیان حسرت دیدار مین یون آئین نکل
جسطرح آنکھ سے ہو جاتے ہین باہر آنسو

عشق خال و مژۂ یار نے لی جان آخر
تیر ہی آہ تو گولی ہی مرا ہر آنسو

لاکھہ دربان ہون رکتے نہیں جانیوالے
اونکی دیوار کو دم بھر مین کرین در آنسو

جو ہو رسوا کن عاشق وہ چڑھے سولی پر
آے مژگان پہ جو ہو آنکھ سے باہر آنسو

نقد دل دے لب خندان سے جو مانگے کوئی
صورت غنچہ ہی مٹھی مین لیے زر آنسو

پانی پانی کیا ہے بے اثری نے اس کو
کیا تعجب ہی اگر آہ ہو لب پر آنسو

پھیر دے گی مری گردن پہ چھری موج سرشک
آ گئی لہر تو دکھلاے گا جوہر آنسو

رو رہا ہون نہ پلا ہجر کی شب مے ساقی
ابھی آنکھون سے نکل جائیگی بنکر آنسو

کوے قاتل مین اگر جاے دل بیسر و پا
ابھی دیتی ہی اوسے پاؤن نگہ سر آنسو

پانی پانی ہوا کیا دیکھکے تیرا رخ سرخ
مثل شبنم نظر آتا ہی گل تر آنسو

گردش چشم جو گہوارہ ہے فرقت مین
طفل نادان کیطرح سو رہین پل بھر آنسو

آتی ہی اپنی شکل نظر کیا گلا کرون | تم آئنے کی طرح سے پیش نگاہ ہو
دیکھون تو نازکی سے اوڑے وہ غبار خط | اسدرجہ رخ پہ صدمۂ گرد نگاہ ہو
دیوانے ہوگئے ہین ترے شادان باغ | گل پھاڑ کر قبا نکہین داد خواہ ہو
بل بے صفا کہ چشمۂ عینک بھی گرد ہی | دیکھون شکم تو پشت کے باہر نگاہ ہو
لو بنگیا ہی سایۂ قاصد سواد خط | جائے جدھر وہ ساتھ نہ ہے اشتباہ ہو
پانی بنے سفید ہو ساقی شراب سرخ | بوتل فراق مین برگ ابر سیاہ ہو

۱۲۶ ساقی چلے **وزیر** ابھی توبہ توڑ کر
گلشن مین بوتلون سے جو ابر سیاہ ہو ۲۶

نہ بے مثل حباب اب تو ہی گوہر آنسو | اپنی قیمت نہ گھٹا دے کہین بڑھ کر آنسو
کیا ہوا ضبط سے لو آگئے منہ پر آنسو | نکل آیا ہی پسینے کی طرح سر پر آنسو
صورت طفل پریزاد بنا ہر آنسو | ہین عزیز اب مجھے آنکھون کے برابر آنسو
تو نے ڈہکا کے ہمین غیر کو ساغر جو دیا | ساقیا پی گئے ہم آنکھ مین بھر کر آنسو
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے ہم فرقت مین | ضبط کہتے ہین کسے تھمتے ہین کیونکر آنسو
پانی پانی ہوئے ہم جھڑکیان لینے دربان کی | چشم روزن سے نکل جائینگے بنکر آنسو
چلکے تلوار تری لگ گئی کیون روتے ہم | بنگیا کشتی شمشیر کا لنگر آنسو
رو دیا دیکھ کے تجکو تو نہو آزردہ | پیش خورشید نکل آتے ہین اکثر آنسو
حسرت بادہ کشی رکھتی ہی گریان ساقی | جام مے ہو جو گرے دست سبو پر آنسو

کیفیت اوسمین بھی ہی جو ہم سے گناہ ہو
مصروف دید افعی زلف سیاہ ہو
کاہیدہ مجکو دیکھہ کے وہ غیرت پری
کرتا ہو پوست جسم برہنہ کا ضعف سے
جھک کر غم برہنہ سری کو مٹائیے
کیا ہین بنی ٹھنی ہوین مژگانکی پلٹنین
مرجاؤن مین ذرا جو مکدر رہو مجھہ سے یار
احسان سے ابھی عرق شرم مین ہون غرق
موج وحباب وار نہ عریان ہون کبھی
فرما رہا ہی حق کہ مین رب غفور ہون
سو جھی اوسے الٹی دشت نوردی مین ایحیو بن
پیدا ہو تن سے جامۂ تن مثل موج آب
نظروئین ہون سبک تو مین جیٹھ جاؤن بام پر
بیتاب روح ہی ترے نظارے کے لیے
جیسے بیاض چشم مین ہی جلوہ گر بصر
کہتی ہی اونکی پرتو رخ سے حیا ٹھہر
دیکھین جو آنکھہ اوٹھا کے وہ مجھہ ناتوان کو
بوتل ہو میکشی سے اگر دل سیاہ ہو
ای جان ناگ دون نہ تیغ نگاہ ہو
کہتا ہی آدمی ہو کہ مردم گیاہ ہو
پگڑی کا پیچ موے سر بے کلاہ ہو
جو آبلہ ہی پاؤن کا سر کی کلاہ ہو
سرمہ جو دو تو شبہۂ گرد سیاہ ہو
خشکی مین ای خضر مری کشتی تباہ ہو
آئے جو ناخدا مری کشتی تباہ ہو
تن پیرہن جو ہو تو مرا سر کلاہ ہو
اب مین ہون بے قصور جو مجھسے گناہ ہو
پاؤن مین آبلے کیطرح سے کلاہ ہو
سر سے حباب وار مہیا کلاہ ہو
مجکو کمند یار کا تار نگاہ ہو
مثل نگہ روان کہین آنکھونکی راہ ہو
یون استخوان مین یار کا تیر نگاہ ہو
جبتک کہ آئنے سے نہ باہر نگاہ ہو
خم ہون مری طرح سے یہ بار نگاہ ہو

بیجرم و بیگناہ نہ عاشق کو قتل کر | کعبہ تری گلی ہی کہین کربلا نہو

کھینچی تھی تیغ پر نہ نزاکت سے کھینچ سکی | قاتل کا کیا قصور جو میری قضا نہو

مرہم جو سبز تمنے لگایا تو فائین | بے آب تیغ زخم ہمارا ہرا نہو

بانگ درا تو ہوتی نہین ایسی دلخراش | ہمراہ قافلہ دل نالان مرا نہو

جو ہو سکین وہ مجھہ سے کرو بیوفائیان | تا پھر کسیکو تم سے امید وفا نہو

جز کہربا اوٹھای کسی نے نہ میری لاش | کاہیدہ اسقدر کوی یارب ہوا نہو

حسرت سے کیون تڑپتے ہین صیاد اسیر دام | ہاتھون مین تیرے طائر رنگ حنا نہو

کھا کھاکے پان پیک جو پھینکی مزار پر | اوسکے شہید لب کا یہی خون بہا نہو

اسدرجہ کیون ہی چرخ جفاجو کو اضطراب | دلکو مرے قرار کہین آگیا نہو

خاموش اپنے در پہ مجھے دیکھکر وہ شوخ | کہتا ہی یہ فقیر کہین بینوا نہو

ہی درمیان مین تفرقہ پرداز گفتگو | خاموش ہو تو لب سے کبھی لب جدا نہو

مہر جواب خط مین جگہ چھوڑدی تھی کچھ | قاصد نے اوسپہ خط غلامی لکھا نہو

پھر روحکو ہی جسم مین آنے کا اشتیاق | اوس نے مرے جنازے کو کاندھا دیا نہو

بیچین ہو نہ جائین سب آسودگان خاک | وہ چال چل کہ جس سے قیامت بپا نہو

تو مجھہ سیاہ بخت کی جانب نگاہ کر | دیکھون تو کیونکر آنکھہ تری سرمہ سا نہو

۱۲۵	تاریک ہوگیا ہی نظر مین جہان وزیر آنکھون مین اوسکے غیر نے سرمہ دیا نہو	۲۴

حسد سے سمجھے ہین کج فہم دشمن مجھ سخنور کو
بسان تیغ قاتل جانتے ہین اہل جوہر کو

کسیکی نرگس مخمور کی گردش جو یاد آئی
برنگ شیشۂ مے روکے دیکھا دور ساغر کو

مجھے وہ طفل بازیگر قیامت یاد آئیگا
سوا نیزے پہ جب دیکھونگا مین خورشید محشر کو

گلا کاٹا جو اوسنے کیا ہی غش ہو ہوکے دم نکلا
ہمارا مرغ جان سمجھا پر پرواز خنجر کو

سدا قائم مزاجون کو ہی نفرت ہرزہ گردون سے
روان ہوتے نہین دیکھا کسی نے آب گوہر کو

نکل جاتا ہون اپنے پیرہن سے زار ایسا ہون
ہوی تشبیہ بوے گل سے میرے جسم لاغر کو

۱۴	وله	۱۲۴

دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو
نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو

صد چاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو
پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

وہ صید ہون کہ پر بھی جن اوڑ سکا نہو
یارب مجھے کہین پر ہما ہی ملا نہو

بعد از فنا زمین سے نہ اوٹھا مرا غبار
ایسا کوی کسیکی نظر سے گرا نہو

کرتی ہی اب تلک جو لگاوٹ تمھاری تیغ
تسمہ کوی گلے مین لگا رہ گیا نہو

مرکر بھی اوس گلی مین نہ ہم لوٹین یا نصیب
خاک اپنی جب اوڑے تو اودھر کی ہوا نہو

قطعه

بے یار ذوق کب ہی شراب و کباب سے
پروا نہین ہی اب مجھے ساقی ہویا نہو

خون جگر پیا نہو جس نے وہ مے پیے
کھائے وہی کباب کہ جو دل جلا نہو

ہم خاک مین ملے تو ملے غم مگر یہ ہی
دلمین ترے غبار کہین آگیا نہو

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت مین کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریبان پھٹا نہو

جو ہین خونریز ظالم آبرو انکی نہین جاتی
کبھی ہوتے نہ دیکھا خشک ہنستے آب آہن کو

مزار کشتۂ تیغ جفا معلوم تا ہوتے
سبزے کے پھول لازم ہین چڑھانا میرے دشمن کو

پس از مردن مری سرگشتگی کا ہی اثر باقی
جو رکھین سنگ مدفن آپ گردش ہو فلاخن کو

صدا آنے لگی ہی زاہدو اللہ اکبر کی
بجائین کافر الفت جو ناقوس برہمن کو

چمن ہین دیکھکر جوبن گلوے شیشۂ مے کا
خجالت سے جھکا لیتے ہین طاؤس اپنی گردن کو

ہمین یہ سنگ طفلان کم نہتا پارس اے وحشت
طلائی کر دیا خون گلو نے طوق آہن کو

یہ کسلئے گوہر دندانسے اسنے ہمسری کی تھی
ملایا جو خدا نے خاک مین ہیرے کے معدن کو

پہن لو اے بتو زنار تسبیح سلیمانی
رکھو راضی اسی پردے مین ہر شیخ و برہمن کو

ہر اک پروانہ بھی محفل ہین مستونکی طرح لوٹے
نگاہ مست ساقی کر دے مینا شمع روشن کو

ہی نالان صورت ناقوس سر گنبد مدفن
نہ بھولا خاک ہو کر بھی ہین اوس طفل برہمن کو

کیا شرمندہ شگوفون نے دکھلادے اب عارض
بنا پروانہ اے مہرو چراغ صبح روشن کو

برنگ ساغر لبریز روتا ہی جو سنتا ہی
بجا ہی قلقل مینا کہون گر اپنے شیون کو

عوض پروانون کے تربت پہ شور عندلیبان ہی
کیس نے پھونککر منہ سے کیا گل شمع مدفن کو

نکل جائے وہین گر ہاتھ مین لون سنگ اے وحشت
تڑپ نے میری نبضون کے کیا نادم فلاخن کو

یہ کون آیا تھا گھر مین جو دماغ اپنا فلک پر تھا
سمجھتے تھے چراغ خانہ شب بھر ماہ روشن کو

١٢٣	کرون گر مین خیال گیسوی شبرنگ مین آہین وزیر اک دم مین گل کردون چراغ صبح روشن کو	٦

۳۱	وصف ان شیرین دہانون کا لکھون گر ای وزیر نیشکر دم مین بنا دون کلک گوہر بار کو	۱۲۲

بنے گلخن جلادون آہ سوزان سی جو گلشن کو
کہین سب خوشہای سوختہ پھولون کی خرمن کو

وہ بلبل ہون جلادون آہ سوزان سے گلشن کو
شرف ہو شاخ نخل طور پر شاخ نشیمن کو

جلینگے رشک سے گل ہنستے جاتے ہو جو گلشن کو
جلائیگی یہ بجلی دیکھنا پھولون کے خرمن کو

ہمین بیکس سمجھکر پھول اگر لاتا نہین کوئی
صبا سے کہدو گل کر دے ہماری شمع مدفن کو

جنون نالون سے میرے کیا وہ غفلت پیشہ آگہ ہو
نہ جاگا پائے خفتہ سنکے زنجیرونکے شیون کو

دلانا جنس کی صحبت بھی طرفہ گل کھلاتی ہی
کرے نیرنگیان ڈالین اگر پانی پہ روغن کو

غبار دل عوض اشکونکے آنکھونسے جو گرتا ہی
جنون نے دامن صحرا بنایا میرے دامن کو

ہے سیلاب اشک ایسا گلے تک پانی آپہونچے
بنادون حلقہ گرداب دریا طوق گردن کو

مجھے دیوانگی نے جذب مقناطیس بخشا ہی
گلے سے خود لپٹ جائے جو لاؤن طوق آہن کو

مسی آلود لب مین ہم اہ کیا ہی جلوہ دندان
بھرا ہی ابر نیسان نے گہر سے اپنے دامن کو

بتاتے ہین جو مجھ وحشی کو انگلی کے اشارے سے
ملو اے جنون سمجھے ہین لڑکے طوق گردنکو

نہو جبتک سحر کب آفتاب اے ماہرو نکلے
اولٹ دون جام مے گر تو چھپائے روے روشنکو

کہا قصہ جو قاتل کے لباس زعفرانی کا
ہنسایا خوب سا ہمنے دہان زخم سوزن کو

سیہ خانہ مرا شمع فلک سے خاک روشن ہو
کہ جالا پر تو مہ بنگیا ہی چشم روزن کو

بہار آتی ہی اے وحشت یہان ٹھہرا گئین آنکھین
بھرا اشکرگان نے میرے پتھرونسے اپنے دامن کو

شکل قمری او سکے وحشی طوق مین پہنے ہوے　　اس لیے کہتے ہین شاعر سرو قامت یار کو

دیکھنے سے میرے چشم یار کو ہی احتراز　　کس نے بتلایا ہی یہ پرہیز اس بیمار کو

داغ مہ کو دیکھیے تمثیل دل کے داغ سے　　باندھیے اشک روان ہر کوکب سیار کو

ساغری ہنستے ہین ساقی بہکنے پر مرے　　قلقل مینا جو کہتا ہون تری گفتار کو

اپنے کوچے مین مجھے رونے تو دے ای رشک گل　　باغبان پانی ہمیشہ دیتے ہین گلزار کو

غنچۂ گل مشک نافے بنگئے ای عندلیب　　جب صبا لائی چمن مین بوے زلف یار کو

ان بتون کے ظلم سے دشمن ہوا مین کفر کا　　ہو گیا ہر موے تن نشتر رگ زنار کو

اسقدر مستی مین بھی ساقی رہا پاس ادب　　سجدے کرتے جاتے ہین ہم خانۂ خمار کو

ای بت کافر تجھے دیتا ہون گل سی مثال　　باندھتا ہون مین رگ گل رشتۂ زنار کو

میرے ہر اک زخم تن کو اس نے خندان کر دیا　　زعفران کا کھیت کہیے تیغ جوہر دار کو

دیکھکر تیرے مریض عشق کو بولے طبیب　　ہم پیام مرگ کہتے ہین اسی آزار کو

زیر دیوار صنم بیتاب ہون بجلی کی طرح　　ای مژہ تو ابر کر دے سایۂ دیوار کو

بل نکر ہم وحشیون کی آگے ای شاخ غزال　　پیچ مین لائے ہین اپنے ہم تو زلف یار کو

مثل قمری دار پر منصور حق کہتا رہا　　عاشق قامت تھا سمجھا سرو چوب دار کو

حال بیتابی گریہ سے ہی مثل برق خط　　نامہ بر اپنا بناؤن ابر دریا بار کو

ہم وہ ہین دیوانۂ برق تجلی ای کلیم　　طور کر دین آہ آتشبار سے کہسار کو

ہون مسلمان بوسہ لیلونگا بھی اللہ مین　　ای بتو مصحف کہو گے تم اگر رخسار کو

رحمت جان کہتے ہین عشاق زلف یار کو
یہ وہ شب ہی جو نہین بھاری کسی بیمار کو

باغ سے تشبیہ دیتے ہین گل رخسار کو
اب عوض طوطی کے بلبل کہیے خط یار کو

دیکھکر خورشید کانپا ابروخمدار کو
بس اوٹھا رکھہ طاق پر اے ماہ اب تلوار کو

گر کرون روشن چراغ آہ آتشبار کو
مثل پروانہ جلا دون مرغ آتشخوار کو

حلقۂ گیسو کا مضمون ہاتھ آیا فکر سے
زور افسون سے کیا خاتم دہان مار کو

کیون نہو ہمکو ادب اوس ابروخمدار کا
چوم کر لیتے اکثر ہاتھہ مین تلوار کو

غیر دیکھین جلوہ تیرا ہم جلین ای برق حسین
آگ لگجاتے تری اس گرمی بازار کو

برچھیان مارین نگہ نے ہر مژہ نے لاکھ تیر
ابروخونریز تو بھی کھینچ لے تلوار کو

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
کردیا ہی ٹکڑے ٹکڑے دامن کہسار کو

کون غیر از آبلہ اوسدم سپرداری کرے
ای جنون صحرا جو کھینچے مجھہ پہ تیغ خار کو

لاغری سے آج ہم دوش ہوا پر پھر گئے
ای گلو ہنستے تھے گل خار سر دیوار کو

اسقدر ہی کانٹے چبھنے کی کف پا کو ہوس
آبلہ پروانہ ہو دیکھے جو شمع خار کو

رنج دل افزون ہوا ہی میرے اشک و آہ سے
ہی بہت ناساز یہ آب و ہوا بیمار کو

توڑ کر سوبار وہی ہی ای جنون ہمنے گرہ
کردیا ہی شکل سبحہ رشتۂ زنار کو

کون کہتا ہی نہین آتا ہی عنقا دام مین
باندھتا ہون مین تو مضمون دہان یار کو

داغ گل نالے ہین بلبل ٹھنڈی سانسین ہین نسیم
یا الٰہی رکھیو سرسبز اس مرے گلزار کو

پاؤن کے چھالے انھین دیتے ہین آنکھون پر جگہ
دیدۂ ہر آبلہ سمجھا ہی مژگان خار کو

مثل سایہ سرو ہی پامال دیکھو تو خرام
پھول منہ سے جھڑتے ہین سنیو ذرا گفتار کو

خاکمین ملجاؤن پڑا اُٹھون نہ مثل نقش پا
جی مین ہی دکھلاؤن نہ ور ناتوانی یار کو

میرے نالونکا اثر باقی ہی بعد مرگ بھی
موے تن مضراب ہین ہر اک کفن کے تار کو

یاد آجاتا ہی بس اپنا سیہ خانہ مجھے
بھاگتا ہون دیکھکر مین سایۂ دیوار کو

وصل کی شب آج ہی گر صبح ہوگی تا بہ حشر
خوب سا سیدھا کرونگا چرخ کجرفتار کو

دل مین اپنے اب تصور اسکا رکھیے اندرن
عرش مین لٹکائیے زنجیر زلف یار کو

دلکو سینے سے مرے آنکھونمین لایا جوش اشک
چاہیے نقل مکان کرنا ہر اک بیمار کو

ہاتھ آتا ہی مرے مضمون دہان یار کا
توڑتا ہون غنچۂ نارستہ گلزار کو

جوش گریہ سے نہ خط لکھنے کی جب فرصت ملی
کاغذ ابری عوض نامے کے بھیجا یار کو

خانۂ زنجیر سے نکلا صدا کی طرح مین
ناتوانی نے کیا آزاد جسم زار کو

ٹکڑے ٹکڑے طوق کو کردین گریبان کیطرح
تیرے وحشی جب سنین زنجیر کی جھنکار کو

آتی ہی وحشت مین اب یاد بتان سنگدل
خوب روؤن منہ پہ لیکر دامن کہسار کو

باندھے ہین مضمون جو مین نے قامت دلدار کے
عالم بالا مین پڑھتے ہین مرے اشعار کو

۱۲۱

پڑ گیا یہ غل کہ یوسف بکنے آیا ای وزیر
سیر کی خاطر گیا وہ ماہ جب بازار کو

۳۷

دوست دشمن ہین برابر چرخ کجرفتار کو
زیر ابرو دیکھکر گردش مین چشم یار کو

پھول دیتا ہی سپر کو اور پھل تلوار کو
ماہِ نو نے بھی چڑھایا چرخ پر تلوار کو

کرنہ پامال خرام ناز اب گلزار کو
پاؤن پڑتی ہی حنا موقوف کر رفتار کو

یاد جب کرتا ہون لطف سایۂ دیوار کو
ڈھونڈھتا پھرتا ہون مین جنت مین کوی یار کو

دوسرا مصرع ہی سایہ قد اگر مصرع ہی ایک
مطلع ایجاد ہم کہتے ہین اپنے یار کو

دیکھیے بندش صفائی کی جو کیجیے وصف رخ
باندھیے سو پیچ سے مضمون زلف یار کو

پھول جب جھڑنے لگے رنگین بیانی سے مری
رہگئی حیرت سے بلبل کھول کر منقار کو

آج ہی فرقت کی شب ای بخت خفتہ المدد
نیند آجائے ہمارے دیدۂ بیدار کو

رازدار ایسا ترا مجنون صحرا گرد ہون
مثل ماہی عمر بھر رکھون چھپا کر خار کو

مثل خاتم قمریون نے طوق بھیجے میرے ہاتھ
لکھدے اب خط غلامی سرو قد یار کو

جس بیابان مین ہوا مین گرم رو ای شعلہ خو
کردیا روشن برنگ شمع ہر اک خار کو

پاؤن کیون پڑتے ہین میر کیا ہوا نشتر دگنا
پوچھتا ہوتی جو گویائی زبان خار کو

کیون نہو ثابت مجھے ظالم کی قسمت مین ہی عیش
دیکھتا ہون آمدن خندان لب سوفار کو

چشم جانان مین نکیون ہو سرمۂ دنبالہ دار
ناتوان ہی چاہیے رکھنا عصا بیمار کو

سب منجم کہتے ہین اب ہی برابر راتدن
سر سے پا تک دیکھکر زلف دراز یار کو

خاک بازی واقعی لڑکونکو بھاتی ہی بہت
اشک نکلے دیکھتے ہی خاک کوے یار کو

بند ہی دروازہ اوس گل کا مدد ای بال شوق
عندلیبونکی طرح اوڑ جائیے دیوار کو

غنچۂ نرگس ہی یہی آنکھین ہین نرگس کے پھول
برگ نرگس کہیے ای گل ابروے خمدار کو

ای بتو در پردہ تم سے زاہدونکو بھی ہی عشق
صورت تسبیح پنہان رکھتے ہین زنار کو

پونہچے گر فریاد سے دست زلیخا داد کو
آئے چاک دامن یوسف مبارکباد کو

کیا اوڑا لیجاؤگے گلزار بے بنیاد کو
گل کو بلبل کردیا ہی فاختہ شمشاد کو

نقشۂ موے کمر کھینچا تو لا ہوتا لچک
ہو گئی لغزش کیا یک خامۂ بہزاد کو

ہمصفیرو ڈھانپ دیتا ہی قفس گلدام سے
رحم آجاتا ہی مجھ بلبل پہ جب صیاد کو

پھنک رہا ہون کسقدر اللہ ری سوز فراق
موم بنجائے اگر لون ہاتھ مین فولاد کو

لکھنے بیٹھوگے تو لاکھون سر قلم ہوجائینگے
پہلے بسم اللہ مین بسمل کیا استاد کو

صدقے کرکے سر کو آزاد اوس نے کردیا
کہدو قمری سے کہ آج آئے مبارکباد کو

کٹیلے سر حاصل ہوئی کیا ہی سبکدوشی مجھے
سرگرانی کی دوا معلوم تھی جلاد کو

ضعف کی تاثیر لے کھینچے نہ دی میری شبیہ
رنگ رخ اوڑنے نے عاجز کردیا بہزاد کو

پاے مجنون جب کھینچے زنجیر سے اک بن گئی
خودبخود لغزش ہوئی یہ خامۂ بہزاد کو

جسم کیا او طفل مہوش چوٹ دیکر لگ گئی
تازیانہ زلف کا کھلنا ہوا استاد کو

ہو چلی وحشت صریر کلک کی تحریر سے
گا بہارا و طفل جنگلا ہو نصیب استاد کو

سبزۂ خط دیکھکر ہاتھون کے طوطے اوڑگئے
جا نور صدقے مین چھوٹے دو کھبے صیاد کو

۱۲۰	ولہ	۳۴

اس بتیمسے پوچھنا قاصد مکان یار کو
چاندنی کہتے ہین کسکی سایۂ دیوار کو

طوف رہتا ہی سدا گردش سے چشم یار کو
شوق سے کعبہ کہون مین ابروِ خمدار کو

جب صبا لائی اودھر سے بوے پیراہن یار کو
نافۂ مشکین بنایا روزن دیوار کو

منہ مین چہ کنعان کیطرح پانی بھر آئے — دیکھے کبھی یوسف جو تری چاہ ذقن کو
کرباتین لڑائی کی لب لال سے ظالم — دے لال کے مانند لڑا لعل یمن کو
دل چاہ ذقن مین تری زلفون کو نہ بھولا — افتادہ چہ یاد کرے جیسے رسن کو
مرتا ہی جہان تجھپہ یہ ای قاتل عالم — اب زندہ بھی پہنے ہوے پھرتے ہین کفن کو
بلبل کی بھلا پوچھتا کاہیکو کوئی بات — صد شکر دیا نطق نہ غنچے کے دہن کو
قمری کو اوسی دن سے ملا طوق اسیری — جس روز کہ آزاد کیا سرو چمن کو
یوسف کیطرح گر پڑے ای ماہ کنوین مین — دیکھے مہ نخشب جو ترے چاہ ذقن کو
خوش چشمون کے مضمون کہے مینے قلم بند — نیزے سے کیا صید غزالان ختن کو
بت کہتے ہین کیا کیا مجھے اس پر بھی یہ — اللہ نے صد شکر بنایا نہ دہن کو
آنکھون کو تری سرمے کے دنبالے گران ہین — شاخین ہین وبال اپنی غزالان ختن کو
تربت پہ مری آب دہن یار نے پھینکا — بھولا نہ پس مرگ وہ مجھ تشنہ دہن کو
مرنے پہ ہی خوش چشمون کو مجھسے وہی کاوش — سبزہ مری تربت کا چراتے ہین ہرن کو
یارون نے پس مرگ مرے باندھ دیے ہاتھ — تھا خوف کہ ٹکڑے نکرے جیب کفن کو
مرنے پہ رہی ساتھ زمانے کی دورنگی — دکھلایا شب گور کو اور صبح کفن کو

۱۱۹	جنبش نہ زبان کو ہو تو پھر بات نہ نکلے گویائی ہے گردش سے وزیر اہل سخن کو	۱۴

دوست سب کہتے ہین سرو قامت جلاد کو — نکلے قمری توڑ لیے گر بیضۂ فولاد کو

گر تو نہو بغل مین اوٹھاؤن تو ہین مزا
لاؤن زبان پہ قصہ بوس وکنار کو

پہنا جو تو نے یار گیا یہ خوشی سے پھول
پھولونکا ہار کردیا موتی کے ہار کو

تربت پہ میری کون یہ گرم خرام ہی
نقش قدم چراغ بنے ہین مزار کو

گر تو نہ آئے موت کا مین منتظر رہون
آنکھین خدا نے دی ہین مجھے انتظار کو

تردامن اسقدر رہون کہ ای آفتاب حشر
سایہ مرا خجل کرے ابر بہار کو

بہر سوال آئین جو مجھہ ناتوان کے پاس
ڈھونڈھین فرشتے لیکے چراغ مزار کو

۱۱۸

آئے ہین میرے ہاتھہ وہ مضمون آبدار
نسبت نہین وزیر در شاہوار کو

۲۴

مر مر گئی بلبل جو کیا یاد چمن کو
غربت مین خدا یاد دلائے نہ وطن کو

لب پہ تو نہ لا وعدہ خلافی کے سخن کو
جھوٹا نہ کہین جوہری اس لعل یمن کو

باتون مین لگالونگا غزالان ختن کو
آنکھون سے تری سیکھہ لیا طرز سخن کو

مین مرگیا ہون دیکھہ کے اعجاز سخن کو
اب سوزن عیسی سے سیو میرے کفن کو

دکھلایا تری تیغ نے جوہر کے چمن کو
پھر تازہ دیا داغ اسیران کہن کو

اندھا ہی وہ جس نے ترا دیدار نہ دیکھا
بہرا ہی وہ جس نے نہ سنا تیرے سخن کو

نقش قدم یار کی دیکھو تو صفائی
آئینہ دکھاتا ہی عروسان چمن کو

ای بت دیا اللہ نے نعم البدل اسکا
دی چشم سخن گو نہ بنایا جو دہن کو

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی ہماری
کہنا ہی بجا ابر سفید اپنے کفن کو

ای گل کہان نہین مرے رونے کا تذکرہ
سن لے صدائے گریۂ ابر بہار کو

شاخین نکالون سیکڑون شاخ غزال مین
دیکھون جو تیرے سرمۂ دنبالہ دار کو

ہی مجھہ شکستہ بال کو پرواز کی ہوس
مرجاؤن مین صبا تو اوڑانا غبار کو

گلبن کو رخ دکھا کے کیا تو نے عندلیب
منقار عندلیب کہون نوک خار کو

اوڑ کر مرا غبار پڑے اوسکی آنکھہ مین
دیکھے نگاہ بد سے جو آئینہ یار کو

بے گنتی اوس قمر کے لیے بوسے رات بھر
دیکھو تو میری آرزوے بے شمار کو

گل ہنستے ہنستے لوٹ گئے میری قبر پر
یون روئی شمع دیکھہ کے میرے مزار کو

مسّی نے تیری دانتون کی برباد کر دیا
گرد یتیمی گہر آبدار کو

میری طرح جو غیر سے وہ آنکھہ پھیر لے
دون مین دعائین گردش لیل و نہار کو

چھوکر حنائی ہاتھہ سے اوس گل نے باغیر
روشن برنگ شمع کیا شاخسار کو

ہم مر گئے مگر وہی نازک مزاج ہین
کوہ الم سمجھتے ہین سنگ مزار کو

وحدت اوٹھائے پردۂ کثرت جو آنکھ سے
پھر ایک اس چمن مین کہے تو ہزار کو

دست طمع دراز ابھی شاخ گل کرے
دیکھے اگر چمن مین گل کفش یار کو

بولا ہوا کے گھوڑے پہ بھی ہو سوار ہی
دوش صبا پہ دیکھکے میرے غبار کو

برگشتہ بخت وہ ہون جو دانہ مرا گرے
گردش ہو آسیا کی طرح کوہسار کو

ہون بدماغ خواب عدم سے نہ چونک اوٹھون
خاموش کر صبا مری شمع مزار کو

وہ نَے ہون تیری دوری لب سے فغان کرون
چپ ہون جو منہ لگائے تو مجھہ دلفگار کو

خط سنبل مین لکھین گے زلف جانانکی صفت
ای گل زخم جگر تیر انشانہ کیا بچے
جو گیا تیرے مکانمین پھر نہ نکلا عمر بھر
پرورش طفلی سے پائی دامن کہسار مین
گر میان وہ غیر سے کرتا ہی مین مرتا نہین
بندھ گیا ہی غیر سے مضمون غزال چشم کا
ضعف سے مذکور خال لب گران ایسا ہوا
بیقراری دیکھکر میری کہا بہزاد نے

سنبل تر کی سیاہی چاہیے تحریر کو
بلبلون نے اپنے پر بخشے ہین اوسکے تیر کو
نقش حب کا گھر ہی گویا گھر ترا تسخیر کو
کوہ کو پستان مین سمجھا شیر جوے شیر کو
آگ لگجائے الٰہی موت کی تاخیر کو
اوسمین اب شاخین نکالے کہدو آہو گیر کو
مہر خاموشی ہوا ہی میرے لب تقریر کو
چاہیے رنگ پریدہ آپ کی تصویر کو

١١٧	شکل ابرو منہ پہ کہائین یار کی تیغ ای وزیر صورت مژگان جگہ آنکھون پہ دین ہم تیر کو	٣١

بے چین ہی یہ دیکھہ کے مجھہ بیقرار کو
رسوا جنون مین بھی نکرونگا مین یار کو
دل مین جگہ دی یار نے مجھہ خاکسار کو
چوٹی مین وہ لپیٹے ہین پھولون کے ہار کو
حسرت نہ تا گلون کی ہو بعد فنا مجھے
اوس گلعذار سے کہو سرکاے منہ سے بال
مانند شمع بس مرے آنسو نکل پڑے

ہی انتظار صبح شب انتظار کو
مچھلی کیطرح تلوے چھپائین کے خار کو
شیشے مین اک پری نے اوتارا غبار کو
پھولی ہی شام کہدو یہ صبح بہار کو
گل کردیا صبا نے چراغ مزار کو
پھولو مین کیون بساتا ہی مشک تتار کو
دیکھا جو ہی چراغ کسیکے مزار کو

پستی ہی منہدی حمین مین دیکھنا رفتار یار
پھول منہ سے جھڑتے ہین ہنسنا ذرا تقریر کو

اپنے اشکون کے سبب دریا روان ہر گھر مین ہی
ہاتھہ آتین مچھلیان گھر بیٹھے ماہی گیر کو

آسمان کے پار گذرے دل نے ایسی آہ کی
اپنے ترکش نے کمان کیطرح پھینکا تیر کو

کوہکن تجسے نہ پنہان ہو سکا اسرار عشق
ہم چھپاتے استخوان کیطرح جوے شیر کو

بہر استقبال جاؤنمین کہی تیر آپ سے
وہ نشانہ ہون جو آتے دیکھون اوسکے تیر کو

۱۱۶ ہوکے لاغر تیر کے مانند چھوٹے ای وزیر ۱۹
کیسے اب خانہ کمان کا خانۂ زنجیر کو

دیکھہ او ناوک فگن جذب دل نخچیر کو
ہی ٹھہرنا مشکل اب ترکش مین تیرے تیر کو

خواب مین دیکھا در جانان سے اوٹھہ سکتے نہین
پاے خفتہ چاہیے اس خواب کی تعبیر کو

ای پری تونے ہمین وحشی کہا اچھا کیا
اب کوئی ہم چھوڑتے ہین زلف کی زنجیر کو

موے آتش دیدہ دم مین بال ہو تلوار کا
شعلہ رو دست حنائی مین جو لے شمشیر کو

دامن جانان جو چھوٹا دامن صحرا لیا
دیکھہ ای وحشت ہماری خاک دامنگیر کو

گر مرقع مین مرے خورشید رو کی ہو شبیہ
روز روشن دم مین وہ کردے شب تصویر کو

رو دون زیر تیغ قاتل اسقدر دریا بہے
صورت کشتی بنا دون مین خم شمشیر کو

اوس بھبھوکے سے بھلا ای شمع کیا نسبت تجھے
مثل پروانہ جلا دے جب چھوے گلگیر کو

ہاتھہ اوس انگلیا کی چڑیا تک پہنچ سکتا نہین
دام مین لاؤن کہا کر دانۂ زنجیر کو

جرم کیا کیا کر رہا ہی خواب غفلت مین ہی تو
روز محشر سینہ ہر ہر عضو سے تعبیر کو

نوجوانون سے تہی پایا کنار پیر کو
اس کمان مین عمر بھر ہمنے نہ دیکھا تیر کو

ترچھی نظرون سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

مار ڈالا ڈھونڈھ کر ظالم نے مجھ نخچیر کو
چشم کیا سوفار کے بدلے ملی تھی تیر کو

ہون مین دیوانہ مری تصویر بھی ننگی چاہیے
کہربا کے رنگ سے کھینچو مرے تصویر کو

تو نہ بوسے دے سکا لیکن ترے دیوانے نے
سر دیا شمشیر کو اور دست و پا زنجیر کو

پڑتی ہی تیرے مکان پر یار جو ہر اک کی آنکھ
گرد دامان نگہ منگوای تھی تعمیر کو

ہی زبان کی صاف جنبش مصرع برجستہ مین
یار خوش تقریر کہتے ہین مری تحریر کو

حال اس غفلت کدہ کا تھا عیان روز الست
خواب دیکھا بعد پہلے سن لیا تعبیر کو

پڑ گئے ہین سیکڑون چھالے جو ای خونخوار حلق
کسکے خون گرم سے تو نے بھرا شمشیر کو

تو وہ ہی قاتل کہ تیرا وصف کرنیکے لیے
منہ ملا زخمون کو میرے اور زبان شمشیر کو

ہم وہ ہین فرہاد ای شیرین اگر رکھین قدم
دودھیا پتھر سے جاری کردین جوئے شیر کو

دامن اوس گل کا جو اٹکا پھر کے دیکھا ناز سے
دے اب ای بلبل دعائین خار دامنگیر کو

جا کے ٹھہری استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
کیون نہ ای قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو

ہاتھ مین وحشی نہین آتا تو اطفال حسین
کھینچتے پھرتے ہین پتھر پر مری تصویر کو

پاؤن پر دشمن گرے تو جان فکر سر مین ہی
مت سمجھ بے وجہ پائے شمع پر گلگیر کو

بارہا بجلی گرائی شعلہ آواز نے
لن ترانی کی صدا کہیے تری تقریر کو

غزل فارسی

١١٣ | ٦

به بینی وقت رفتن حسرت دیدار نگارمن … که از نقش قدم پیداست چشم انتظار من
نگه از دیدن او چون پر پروانه می سوزد … نگه دارد چراغ از داغ دل شبهای تار من
فلک گر دارد از فرط حرارت کورهٔ آتش … معاذ الله فتد گر بر زمین مشت غبار من
بغیر از روی حسرت شکل دیگر در نظر ناید … به بیند گر کسی آئینهٔ لوح مزار من
اگر از سستی بختم سمند او نمی آید … بپای او رسد ای کاش این مشت غبار من
مبادا پای تو در لغزش آید گر قدم نهی … صفا ها صورت آئینه می دارد غبار من

متفرقات

کیا ترا ای غیرت لیلی ہین سودائی نہین … ہیچ بوے زلف کی ٹیڑی جو پہنائی نہین
شوق میخوارہین ساقی یہ چلا دریاے اشک … کشتی مے اب بھی لینے کو مرے آئی نہین

وله

نظروں سے دور رہنے کا پیارے گلہ نہین … دل سے قریب ایسے ہو کچھ فاصلہ نہین
چلین انفاس کے ہین اندلون کچھ نکہت گلچین … وله … که آمد شد ہے اُنکی کوچہ منقار بلبل مین
ہر رنگ بو ہی سکر وحی ایسی بلبل مین … وله … پھری چمن کی روش کو جہ رگ گل مین
صدا رونیکی آئے گر ادسے چھیڑی تو ای مطرب … وله … جو میرے آنسوونکے تار ہون تیرے ستار مین
خدا کو مان نہ ای شور حشر ہمکو جگا … وله … لحد سے اوٹھ کے کہین ہم سبو سبو نگرین
جگا ئیگا یا مجھے سوتے مین سید ملغ ہو نمین … ابھی لحد مین نکیرین گفتگو نکرین

جب گھر ٹرے ہین بنگئے ہین نقش بر دیوار ہم
آؤ دیکھو روزن دیوار آنکھین ہوگئین

ساقی و مینا و ساغر ایک آتے ہین نظر
بادۂ وحدت سے کیا سرشار آنکھین ہوگئین

روتے روتے ہجر مین سوجی ہین یہ چشمان تر
جسم لاغر ہوگیا طیار آنکھین ہوگئین

عاشق ابرو ہون کرنا دیدۂ و دانستہ قتل
جوہر و نسے تھین اے تلوار آنکھین ہوگئین

آنکھ کے ڈورون نے تیرے کچھ تو ہین ڈھا گی دیے
اے صنم جو بائل زنّار آنکھین ہوگئین

۱۱۳ پھر گیا وہ آکے اب جاگے تو کیا حاصل فریر
سو گئے جب بخت تب بیدار آنکھین ہوگئین ۵

اوس چشم کے ابلق کو کہان پاتی ہین آنکھین
کیون گھوڑے تصور یہ دوڑاتی ہین آنکھین

جب آنکھ لڑاؤن تو وہ شرماتی ہین آنکھین
بس اوس مژگان مین یہ چھپی جاتی ہین آنکھین

ہوتی ہین شب وصل تری دید کو پیدا
تارون کی طرح صبح کو چھپ جاتی ہین آنکھین

وحشی ہون دم نزع ہی پتھراؤ کی حسرت
اطفال سرشک آؤ کہ پتھراتی ہین آنکھین

جاتا ہی طلب کرنے ہر اک نوح سی کشتی
دریا کو اگر دیکھ کے لہراتی ہین آنکھین

ولہ

مین کیا جہان دنگ ہی اس اختلاف مین
عارض نقاب مین ہی کہ قرآن غلاف مین

شبہ سے جسکو موے کمر خلق کہتی ہی
بس ایک رونگٹا ہی وہی جسم صاف مین

کیونکر نہ مردمک کا ہو شک اسکے خال پر
موے کمر بنا ہی مژہ چشم ناف مین

انگشت سرخ کب مسی آلود لب پہ ہی
پیدا ہوا ہی مرکز شنجرف کاف مین

ہوگئین پلکین برنگ خس مری آنکھونکے ساتھ
چشم بد دور انکو گردش ہی عجب انداز سے
میرے پاؤنکی طرح ہیہات اب گردش مین ہین
عین نادانی ہی اب انسے جو رکھیے چشم داشت
لخت دل یاقوت ہین آنسو ہین موتی آبدار
دو تو ہین چشم سخنگو گر نہین ہی اک دہن
عشق پنہان دیدۂ گریان نے ظاہر کر دیا
ابلق چشم صنم کس ناز سے گردش مین ہی
ہر کسی نے آنکھ جب ڈالی گلوے صاف پر
تول لیتے ہین سدا نظرونمین جنس حسن کو
ہی تصور روز و شب کسکی طلائی رنگ کا
کہتے ہو سب دیکھتے ہین تیری آنکھونسے مجھے
چلیے اب صحرا سے کوئی یار انھین دکھلائیے
پھول نرگس کے بنائے کب وہان معمار نے
ای خدا انشا ہر ہمارا ثم وجہ اللہ ہی
آئینسا انکو بنایا عشق تیریار نے
پیش نرگس ہاتھ پھیلائی ہین شاخ خوشنی درخت

اتنو نظرونمین گل بیمار آنکھین ہو گئین
ای پری آہوے خوش رفتار آنکھین ہو گئین
کسکی یہ وارفتۂ رفتار آنکھین ہو گئین
شکل مژگان پھر گئین بیزار آنکھین ہو گئین
آؤ دیکھو جوہری بازار آنکھین ہو گئین
چپ نہ رہیے قابل گفتار آنکھین ہو گئین
ہنسنے کی جا ہی لب اظہار آنکھین ہو گئین
خوب کاوی ہوتی ہین ہموار آنکھین ہو گئین
ہنس کے فرمایا گلے کا ہار آنکھین ہو گئین
پلۂ میزان مری ای یار آنکھین ہو گئین
چشم نرگس کی طرح زردار آنکھین ہو گئین
سچ کہو عیار کی بیکار آنکھین ہو گئین
آبلون سے پاؤنمین دو چار آنکھین ہو گئین
یہ ہماری نقش بر دیوار آنکھین ہو گئین
جب نگہ کی بت پہ تجھسی چار آنکھین ہو گئین
ہی یہ ہری تار نگہ سوفار آنکھین ہو گئین
کسکو دیکھینگے جواب درکار آنکھین ہو گئین

پانی پانی ہین ترے آگے حسینان جہان
اب بھی کہتا ہی اوسے کچھ نہ لکھا شوق جمال
چشم جانانکی اگر دشت مین ہم بھولے ہین یا
مسی آلودہ نہین تیرے لب آتش رنگ
متصف دو صفتون سے ہین وہ دلہ عارض
کھینچکر اوسکی تصویر کہے صورت گر
لکھدیا ہی مرے سینے پہ شہادت نامہ

دست و پا تک عرق شرم سے فوارہ ہین
پشت قاصد پہ لدا نامون کے پشتارہ ہین
ڈھیلے آنکھون کے ہمین آہو دو نے مارے ہین
اپنی نظرون مین وہ دھوان دھار انگارے ہین
پھول خوشبو مین جلا دینے مین انگارے ہین
یہ کسی مصحف رخسار کے سیپارے ہین
صنعتین کہین ہین تیرے اوسنے نہین پارے ہین

١١٢
الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
روزن مور مری نظرون مین اندارے ہین
٣١

عاشق زلف و رخ دلدار آنکھین ہوگئین
سرخ پلکین ہوگئین خونبار آنکھین ہوگئین
دیکھکر محو جمال یار آنکھین ہوگئین
آئیو اے اشک اب بہنے لگا ہی خون گرم
لڑ گئین تمسے جو آنکھین ہوگئی اکبار صلح
کشتی مے لے کے اے ساقی پونچ بہر خدا
ہی تصور اسکے آنکھون مین خط رخسار کا
اے بت کافر ہی بس بے عیب ذات اللہ کی

مبتلاے کافر و دیندار آنکھین ہوگئین
دیکھ لو اب زخم دامندار آنکھین ہوگئین
جامہاے شربت دیدار آنکھین ہوگئین
بھیجیو پانی کہ آتشبار آنکھین ہوگئین
کیجیے دو تین باتین چار آنکھین ہوگئین
بے ترے محفل مین دریا بار آنکھین ہوگئین
آئینے کیطرح جوہر دار آنکھین ہوگئین
لب ترے عیسی ہین یہ بیمار آنکھین ہوگئین

خط پہ خط روز بہا کر اوسے پونہچاتی ہین
اشک کا ہیکو ہین یہ ڈاک کی نہر جاری ہین

آب جاری کیا اعجاز سے ای بحر کرم
اونگلیان کاہیکو ہین نور کے فواری ہین

مصحف رخ کو وہ دکھلائین اگر تیسون دن
نئی ہیپتی مجھے سوجھی کہون سیپاری ہین

ہاتھ اگر چھو لے سے عمل جاے ید بیضا ہو
لعل لب اوس بت کافر کے وہ انگاری ہین

رونگٹے کب ہین ان آئینو مین عشق لئے بال
ہاتھ یہ انو پہ کبھی یار نے دے ماری ہین

پشت پر ہی جو سپر خم ہوئے ہین تیغ کی طرح
چار پہلو اوسکے تمہین بھی لونکے پشتاری ہین

روبرو رہتی ہی تصویر تصور شب و روز
اٹھو بے منت خلق آپ کے نظارے ہین

دیکھکر تجکو حسین کٹتے ہین جو ہین بناو
کنگھیان کیرے تے نہین سر پہ وان آ رہی ہین

١١١
دل پہ جو گذری خبر انکو سنے دی آکے وزیر
لائق خلعت رومال یہ ہرکارے ہین
١٥

سب کو رخسار مخطط یہ ترے پیارے ہین
بید ہندو کو مسلمان کو سیپارے ہین

منہ نظر آتا ہی آئینے وہ رخسارے ہین
اپنی بھی دید ہی اور اونکے بھی نظارے ہین

زہر ان کالو نمین ایسا ہی جو دیکھے مرجاے
سیکڑون ہانپ ترے گیسوؤن نے مارے ہین

شاد ہون وصل مین کیا شام کی نوبت سنکر
کوس رحلت یہی بس صبح کو نقارے ہین

صورت چشم ہر اک عضو بدن گریان ہی
رونگٹے جسم مین کاہیکو ہین فوارے ہین

آہ مین دلکا غبار اشکو نمین ہین لخت جگر
باد مین خاک ہی اور آب مین انگارے ہین

منہ چھپائے ہوئے ہین ناز سے طفلان حسین
ای معلم ابھی جزدان مین سیپارے ہین

پھری ہی فرقت جانان مین چشم دختر رز
یہ گردش آنکھہ کی ساقی ہی دور جام نہین

نہ دیکھا نقش قدم کا صدا ے پا نہ سنے
سمند عمر سا کوئی سبک خرام نہین

برہنہ رہتی ہی شمشیر ابرو قاتل
مثال تیغ اجل حاجت نیام نہین

بندھین وہ ہاتھ حنا سے کیا ہی جن سے شہید
کچھ اور یار سے منظور انتقام نہین

نہ داغ دو شب فرقت کا دنکو نام نہ لو
ابھی چراغ نہ روشن کرو کہ شام نہین

جگر سے سینے سے دل سے گذر گئی دم مین
تری طرح تری تلوار کو قیام نہین

ستارہ فلک حسن کہیے کم سن ہی
ابھی وہ چاند کا ٹکڑا مہ تمام نہین

پھرے طلب مین جو دنیا کی وہ نہین پھندا
مثال دانہ جو گردش مین ہی امام نہین

۱۶	نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر مروف جس مین ہون اللہ کا کلام نہین	۱۱۰

ہی غلط گر ترے دانتونکو کہون تارے ہین
کہ دہن مصحف ناطق ہی یہ سیپارے ہین

اپنی ہستی مین تو آثار فنا سارے ہین
شام کو ذرے ہین اور صبح کو تارے ہین

کیا ہی ہر جائی حسینان جہان سارے ہین
یہ وہ اختر ہین کہ ثابت نہین سیارے ہین

ذائقہ ہونٹون کا بدلے گا نہ مسّی ملیے
ہونگے یہ قند سیہ اب تو شکر پارے ہین

بادشاہونکی طرح پھرتے ہین ڈنکے دیتے
خار باجوب ہین اور آبلے نقارے ہین

چھپ چلے ہین خط شبرنگ سے رخسار صبیح
دن ہی کم شام کے آثار عیان سارے ہین

ساغر چشم کے سو دینے پڑینگے بوسے
شیشۂ دل کبھی توڑا تو یہ کفارے ہین

نہ ہمنفس رولائے گا تجکو خمار بادۂ عیش
مئے نشاط تو اس بزم مین مدام نہین

پھنسے نہ قید تعلق مین جو کہ ہے آزاد
چمن مین طائر نکہت اسیر دام نہین

وہ دل ہو چاک نہین عشق کا نشان جسمین
نگین وہ ٹوٹے محبت کا جسمین نام نہین

رہے گا ہجر کا دن کب کہٹے اگر شب وصل
مدام روز قیامت کو بھی قیام نہین

بنے جو بال کا پھندا تمھاری تیغ کا بال
تو مرغ جان کے لیے بہتر اس سے دام نہین

مے دو آتشۂ کفر و دین سے خلق ہے مست
مگر شراب یہ ہم مشرب جو حرام نہین

۱۰۹ پکار اپنا گدا کہکے مجکو ای شہ حسن
فقیر ہون ترے در کا **وزیر** نام نہین ۱۸

عذار یار یہ زلف سیاہ فام نہین
مگر یہ حشر کا دن ہے کہ جسکی شام نہین

فراق یار مین دونو سے ہمکو کام نہین
ہوس سحر کی نہین آرزوئے شام نہین

ولائے کعبۂ ابرو سے منہ کو کیا پھیرون
نماز ختم ہو جب تلک سلام نہین

یہ سیف آپ کی مثل پری سہی قد ہے
مگر یہ عیب ہے چلتی نہین خرام نہین

کہو نہ سرو کو اک زر خرید ہے اپنا
کیا جو بندے کو آزاد پھر غلام نہین

نہین اعادۂ طاعت کو پیشوا درکار
قضا نماز کو کچھ حاجت امام نہین

کسی طرح شب فرقت بسر نہین ہوتی
کچھ اسکو گردش ایام سے بھی کام نہین

جو اوسنے بات نکی ہو گیا مجھے اثبات
دہن وہ تنگ ہے گنجایش کلام نہین

بجھی ہے آب سے کیا تیری تیغ تیز کی آنچ
کہ خونفشان مرے دل کا کباب خام نہین

ہاتھ میرا ای گل تر سوکھکر کانٹا ہوا
ہی ترے دامن کے چھٹ جانے سے خار آستین

ضعف نے ایسا گھلایا فاصلہ جاتا رہا
خار دامنگیر ان روزون ہی خار آستین

دونو اپنے کام مین ایجان جان مصروف ہین
روح دامن کے تصدق دل نثار آستین

دوش پر رکھا اولٹکر کسنے دامان قبا
ہوگئی دامن کی کلیونسے بہار آستین

تھمگئے آنکھومین آنسو آتے ہی بل بے دماغ
دیکھنا کیا کر رہے ہین انتظار آستین

اونکی زلفون کیطرح ہر عضو دشمن ہوگیا
بنگیا ہی آستین مین ہاتھ مار آستین

۱۰۸ دامن گلزار ہاتھ آیا ہی اپنے ای وزیر
اشک گلگون سے ہی ان روزون بہار آستین ۱۶

جو خاص بندے ہین وہ بندۂ عوام نہین
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہین

بھلا ہو کیا دل زاہد مین سوز الفت حق
کبھی جلانے کے قابل چراغ خام نہین

گلا ہی چشم سخن گو سے خامشی کا ہمین
دہن کے ہونے نہونے مین کچھ کلام نہین

تو آفتاب ہی زلف سیہ نہین تو نہو
چراغ روز کو کچھ احتیاج شام نہین

عزیز عاشق گمنام کا ہی دل اوسکو
نگین وہ ہاتھ مین رکھتا ہی جسمین نام نہین

بس ایک ہاتھ مین دو ہو گئی پڑھ دوگانۂ عشق
جو بے نماز ہی وہ قابل سلام نہین

یہ سر جھکانا یہ منہ پھیرنا ہی بالغ دید
مری نماز مین سجدہ نہین سلام نہین

وہ مجھپہ مرنے لگے جو ہی میرے درپے قتل
الٰہی اسکے سوا اور انتقام نہین

فراق یار مین دست سبو اوڑاتی ہین خاک
یہ گرد باد ہی گردش مین اپنا جام نہین

ای مسیحا تیری زلفون کی درازی دیکھکر	کہتی ہی عمر خضر مین گیسو کوتاہ ہون
آسمان پر بھی سیہ بختی مین ہی میرا دماغ	خال روے مہر ہون داغ جبین ماہ ہون
کہ رہی ہی آسمان سے یار کے گھر کی زمین	طور ہون صحراے ایمن ہون تجلی گاہ ہون
بیٹھنا کیسا ادھر آیا ادھر راہی ہوا	دن جو ہون تو مختصر ہون شب جو ہون کوتاہ ہون
اللہ اللہ کیا ہی اوسکے پانون کی ٹھوکر کا لطف	ہی سر اک بت کی تمنا کاش سنگ راہ ہون

۱۰۶	روز محشر سے وزیر افزون ہی اس کافر کا طول اب بھی کہتی ہی شب فرقت بہت کوتاہ ہون	۷

گوہر اشک سے لبریز ہی سارا دامن	آج کل دامن دولت ہی ہمارا دامن
ای جنون بادبہاری سی نہین جنبش مین	کچھ گریبان سے کرتا ہی اشارا دامن
وصل کی رات ہی بگڑو نہ برابر تو رہے	پھٹ گیا میرا گریبان تمھارا دامن
جامہ چین نے نہین یہ پھول چنے نرگس کے	سیکڑون آنکھون سے کرتا ہی نظارا دامن
بہت ای دست جنون تنگ نظر آتا ہی	باندھ دے دامن صحرا سے ہمارا دامن
خوب پہنچا دیا ای دست جنون ہاتھون ہاتھ	مل گیا آج گریبان سے سارا دامن
آمد آمد مرے اشکون کی مگر سن لی ہی	جھاڑ کر گرد جو صحرا نے سنوارا دامن

۱۰۷	وله	۹

مثل اشک اک روز دل ہوگا نثار آستین	تیر دستی ہی ترا ہر ایک تار آستین
ای صبا پہنچا دے ہاتھون ہاتھ دست یار تک	خاک دامنگیر میری ہو غبار آستین

کیسلئے آتے ہی ساقی کے یہ حواس گئے	شراب سیخ پہ ڈالی کباب شیشے مین
مرون تو شیشۂ ساعت مین میری خاک بھرے	فلک دکھائے مجھے انقلاب شیشے مین
وہ مست ہین کہ دم مرگ بھی دعا ہی یہی	ہماری روح پہ ہوتے عذاب شیشے مین
سوائے روز مرے میکدے مین ات کہان	فلک کیطرح سے ہی آفتاب شیشے مین

۱۰۴	وله	۹

میرے نالون سے تہ و بالا ہوی اکثر زمین	زیر پا آیا فلک اور بار ہا سر پر زمین
ہی دیار ماہ رو کا بس یہی قاصد نشان	آسمان تجکو نظر آئیگی وانکی سر زمین
کسطرف جاؤن کہ ہوان دو بلاؤن سے نجات	آسمان گھر گھر یہی ہی اور یہی گھر گھر زمین
بار ہی بار ہی یہ مجھے پیسین برنگ آسیا	آسمان دن بھر رہے گردشمین تو شب بھر زمین
مثل خورشید آسمان جلتا ہی آہ گرم سے	کانپتی ہی ٹھنڈی سانسون سے مری تھر تھر زمین
جس جگہ ہین دفن قاتل تیرے مژگان کے شہید	وان عوض سبزے کے پیدا کرتی ہی نشتر زمین
سیکڑون اس مین گئے محبوب جاے رشک ہی	رکھتی ہی آغوش مین کیا کیا پری پیکر زمین
آتش فرقت سے عالم کورۂ آتش ہوا	آسمان ہی دود ہم اخگر ہین اور مجمر زمین
عشق خال یار نے ایسا کیا زار و نحیف	بیٹھنے کو مرے کافی ہی اب تل بھر زمین

۱۰۵	وله	۸

ہین سراپا مظہر اسم خدا واللہ ہون	ہمصفیرو اس چمن مین مرغ بسم اللہ ہون
کس طرف جاؤن دکھا دو یا محمد راہ حق	یان ہر اک گمراہ کہتا ہی مین خضر راہ ہون

ہو نہ ذوق میکشی یا ساقی کوثر اوسے — شیشے نازک ہین بہت زاہد کی پتھر اونگلیان

آئینہ عارض نہین یوسف ہے دکھلائین نہ آپ — کاٹ ڈالینگے ابھی حضرت سکندر اونگلیان

خط نہین اے ہے قیامت کا ہے کچھ تحریر حال — پاس رکھتے ہین بیاض صبح محشر اونگلیان

کون پھاڑے گا گریبان آئی گر فصل بہار — تل ہتیلی کے بنین اے ضعف کھلکر اونگلیان

مشورت کچھ قاتلون مین ہے ہمارے قتل کی — بیطرح اوٹھنے لگین ہین جانب سر اونگلیان

ہر رگ تار گریبان سے ہوا جاری لہو — کرتی ہین اے دست وحشت کار نشتر اونگلیان

چل رہے ہین پاؤنکے بچھوے آج ہنگام رقص — کرتی ہین خونریزیان ہر ہر قدم پر اونگلیان

ایک ہو تو کہیے ہین یہ سب کے سب مشتاق قتل — ہاتھ بازو پاؤن سینہ دل جگر سر اونگلیان

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے تو نسبت نہ دے — اے زلیخا اِسپہ سر کٹتے ہین اوسپر اونگلیان

۱۰۳

شعر تر لکھے ہین وصف ساقی کوثر مین آج
اے وزیر اب تو ہین موج آب کوثر اونگلیان

۱۰

بھری ہے تو نے جو ساقی شراب شیشے مین — پری اوتاری ہے اپنے حساب شیشے مین

نہین نمود یہ درد شراب شیشے مین — ہوا ہے صرف کسوف آفتاب شیشے مین

ہے پاس ساقی مہوش شراب شیشے مین — بغل مین ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین

سوائے شیش محل وہ کہین نہین سوتا — پری کیطرح سے کرتا ہے خواب شیشے مین

غروب جا ہے پہ آفتاب رہتا ہے — نہان ہے آتش تر کیون شراب شیشے مین

گر آدمی ہے نہ ہو زیر آسمان غافل — پری کیطرح نہ ہو مست خواب شیشے مین

۱۰۲	خط مین لکھتے ہین شوق دید و زیر آج ہم قسمت آزماتے ہین	۲۵

قوت بازو ہوی ہین ای سیمین بر اونگلیان
پار گذرین دلکے جب کھدین جگر پر اونگلیان
کیا ہی ورون پر چڑھی ہین ای ستمگر اونگلیان
گر تواضع غم جو ہو پست و بلند دہر کا
لون بلائین مین تو وہ گل کھل کھلا کر ہنس پڑے
او جوانی آمد پیری کی ہیبت دیکھنا
ہاتھ مین لیجا تن لاغر مرا نامے کے ساتھ
بل لے مستی مے ٹپکتی ہی پسینے کی طرح
دست وحشت نے کیا ٹکڑے گریبان قرار
ہوگا صحبت کا اثر دزد حنا سے ربط ہی
جام خالی پر رکھا کیون دست گلگون ساقیا
طوق قمری کا گمان ہوتا ہی چھلون پر ترے
رکھدیے کیا پاؤن گستاخی سے دست سرخ پر
واہ یا استاد کیا لکھا مخمس آپ نے
کم کسے سمجھین ترے دست حنائی کے شہید

طائر رنگ حنا کو بنگئین پر اونگلیان
تیر دستی بنگئی ہین ای ستمگر اونگلیان
پھیرتی ہین پنجۂ خورشید محشر اونگلیان
جب بلائین جھک کے ہوئین پانچون برابر اونگلیان
گل کھلاتین صورت غنچہ چٹک کر اونگلیان
کانپتی ہین کسقدر رعشے سے تھرتھر اونگلیان
ڈر نہ ای قاصد کہ چھہ ہوتی ہین اکثر اونگلیان
گردن مینا سے ای ساقی ہین بہتر اونگلیان
جھانکنے مین کسکی تھین دیسے باہر اونگلیان
دل چرا لیجائینگی اب چور بنکر اونگلیان
کیا گلابی کیطرح بھر دینگی ساغر اونگلیان
کیا ہین ای شمشاد قد شاخ صنوبر اونگلیان
لال ہدرجہ کمان تھین ای کبوتر اونگلیان
دست و پا مین پانچ پانچ اک جا بنا کر اونگلیان
سب مین انگشت شہادت کی برابر اونگلیان

دونو آنکھون کا تری شاید پڑا ہی اپنے عکس
مغز بادام ای پری رو بے سبب تو ام نہین

۱۰۱	بوسۂ شمشیر قاتل کی تمنا مین وزیر عمر گذری ہی لب زخم جگر باہم نہین	۱۵

تیغ وہ آبدار لاتے ہین
دیکھیے پیاس کب بجھاتے ہین

پاؤن پڑتی ہی اپنے جب زنجیر
طوق کو ہم گلے لگاتے ہین

زخم پر میرے کیون نہ چھڑکین نمک
عشق کا وہ مزا چکھاتے ہین

زلف پر خم کو کب چھوا مین نے
آپ کیون پیچ تاب کھاتے ہین

شکل آئینہ اوسنے صاف ہین ہم
جو ہمین خاک مین ملاتے ہین

حشر برپا ہوا خرام نکر
مردے قبرون سے نکلے آتے ہین

ہی کبوتر جو نامہ بر میرا
چٹکیون مین اوسے اوڑاتے ہین

عشق چاہ ذقن کیا تو ہی دل
دیکھنا کیا کنوین جھنکاتے ہین

خنجر آبدار سے قاتل
میرے دل کی لگی بجھاتے ہین

ہم خریدار تو ہین مژگان کے
کیون وہ خنجر گلے لگاتے ہین

گل زخم اب چنین گے تیر سے کب
بلبلون کے وہ پر لگاتے ہین

وعدہ دیدار کا کیا ہی اگر
لن ترانی کسے سناتے ہین

تو بھی دکھلا دے کعبۂ ابرو
ہم بھی دست دعا اوٹھاتے ہین

جو کبوتر گیا ہوا وہ گلی
اوس پہ گل نامہ بر بھی کھاتے ہین

خاک کر دا اوسکی رہا کرتی ہی بنکر گرد باد
بعد مردن بھی ہماری بدگمانی کم نہین

دیکھکر تیرے گل عارض کو ایسے ہین خجل
پانی پانی ہین گل تر اوپر ہی شبنم نہین

سپر تو افگن ہی جو تیرا خندۂ دندان نما
ہین صدف یہ گل نہین گوہر ہین یہ شبنم نہین

ہون وہ مشتاق شہادت ہو پیدا کٹ کے سر
تیغ اگر گلگیر ہی تو شمع سے مین کم نہین

آتی ہی اوس مہروش کے یہ ہوا رنگ چمن
ہر گل تصویر پر گل نام کو شبنم نہین

چہرہ ہی ملک سلیمان سو وہ ہی زیر نگین
اوس پری کا حلقۂ گیسو کم از خاتم نہین

دیکھہ اوسکی نہین کستی ہی تیغ خانہ ساز
فرق اصالت مین ہی جوہر تو اضع خم نہین

جام کو گردش فراق یار مین دشوار ہی
ساقیا یہ می کے قطرے آبلہ سے کم نہین

تیغ رہتی ہی گلے پر فرقت دلدار مین
جز دم شمشیر بران اب کوی ہمدم نہین

دیکھتا ہون جسکو مین دلگیر آتا ہی نظر
گلشن تصویر ہی یہ گلشن عالم نہین

وہ گلابی ہی کٹوری جیب گل جس پہ ہی چاک
دیکھکر انگیا کی چڑیا بلبلون مین دم نہین

اہی گلو شادی زیادہ مور داندوہ ہی
نکلے ہین آنسو بہت ہنسنے سے یہ شبنم نہین

تو نہ آیا ہو گئین فرقت مین یان آنکھین سفید
صبح تو ظاہر ہوی پر یہ نیر اعظم نہین

اوسکے گلتکیے کو رکھہ دو سینۂ مجروح پر
مرہم کافور کے پھاہے سے مجکو کم نہین

کانکے پردے مین آواز اوسکی آکر چھپ گئی
یار سے شرم وحیا کی گفتگو بھی کم نہین

کشتۂ تیغ تبسم ہون کہو جراح سے
میرے زخموں کے لیے غیر از نمک مرہم نہین

شرم سے ہی پانی پانی روے گلگون دیکھکر
آئینہ بھی روبرو تیرے کم از شبنم نہین

رسی سے میری کیا کیا دلمین گتی ہین عدو
ورنہ کاٹ اوس تیغ مین کم ہی کہ جسمین خم نہین

ہون وہ سرگشتہ کہ میرے نام کی تاثیر سے
مہر مین سنگ فلاخن سے نگین کچھ کم نہین

خشک آنسو ہوگئے گرنے لگے لخت جگر
نکلے ہین جگنو مگر برسات ای ہمدم نہین

ہمکو اس حیرت سرا مین رکھ نگریان ای فلک
گلشن تصویر کو آتش سے کم شبنم نہین

بوٹی بوٹی ہے پھڑکتی واہ ری شوخی تری
دست رنگین کی بھی مچھلی کو قرار اک دم نہین

تیری آنکھون کے تصور کا ہجوم ایسا ہوا
آہوونکو بھی مرے صحرا مین جا رم نہین

۱۰۰	کھاتے کھاتے غم بھی ہوجائے گا راحت ای وزیر سم اگر کھانے کی عادت ہوگئی تو سم نہین	۲۸

ای پری مرنے کا مجھ وحشی کے کسکو غم نہین
حلقۂ ماتم سے زنجیر درن کے حلقے کم نہین

یار تنہا گھر مین ہے افسوس لیکن ہم نہین
حور تو ہے گلشن فردوس مین آدم نہین

کب ہمیشہ دیو کے قبضے مین انگشتر رہی
حلقۂ گیسو جو دست غیر مین ہے غم نہین

گردش چشم سیہ نے یہ بھلائی چوکڑی
آہوونکو روبرو تیرے مجال رم نہین

شور قلقل ساقیا ہے صاف نالہ صور کا
گریہی ہے بیدماغی دیکھنا پھر ہم نہین

آتش حسن اور بھڑکی منہ پہ جو آیا عرق
منہ چراغ برق کو روغن سے ہرگز کم نہین

بے زبانی سے ہین دعواے سلیمانی کرون
مہر خاموشی لب ہرگز کم از خاتم نہین

اوس بھبوکے نے چمن مین جاکے کین ہین گرمیان
آگیا ہے عارض گل پر عرق شبنم نہین

اوڑ چلی ساقی بط مے بر سینۂ موج شراب
بزم مے سے ہجر مین کسکو خیال رم نہین

خواب میں دست تصور بھی کبھی محرم نہیں
ای پری عنقا سے کچھ انگیا کی خبر پا کم نہیں

بیدماغ ایسا ہوں بزم می میں بھی خرم نہیں
دور ساغر ساقیا دوران ہمیں سے کم نہیں

ہاتھ میں اب اک پری کے کاکل پر خم نہیں
وہ سلیمان ہوں کہ جسکے قبضے میں خاتم نہیں

ہو چکی تم سے مسیحائی دل بیمار کی
دیکھو تو بالے کی مچھلی کو کہ اہمیں دم نہیں

اوسکی صورت کو سلیمان دیکھکر کہنے لگا
سچ تو یہ ہی آدمی بھی کچھ پری سے کم نہیں

کیا کروں گلگشت گلشن اپنون فرقت میں میں
خار ہی یہ گل نہیں ہی آبلہ شبنم نہیں

ہی مری بزم عزا میں وہ مہ تابان شریک
ہالۂ مہتاب ہی یہ حلقۂ ماتم نہیں

مثل گوہر ہی مہیا آب و دانہ غیب سے
میں قناعت پیشہ ہوں منت کش حاتم نہیں

اپنے آگے سرفرازی ہی دلا سرگشتگی
گر زمیں پھرنے لگے تو آسمان سے کم نہیں

تب مزا ہی یار ہر اک زخم پر چھڑکے نمک
لطف کیا ہو پھول تو ہیں قطرۂ شبنم نہیں

سیل بھی آئے تو آئینہ ہے دیوار کا
گھر مرا معمورۂ حیرت ہی مجھے کچھ غم نہیں

منعموں نے صرف کی تعمیر میں عمر عزیز
یہ نہ سمجھے خانۂ تن کی بنا محکم نہیں

گل جو ہنستے ہیں تو کیوں روتی ہی شبنم باغ میں
گلشن عالم میں گر شادی و غم توام نہیں

طور سنگ آستان ہی سر شرر ہی برق طور
لن ترانی سے صدا زنجیر در کی کم نہیں

آب خنجر بھی گوارا ہی بلا سے خود جو ہو
یار قاتل ہو تو زخم اے دل کم از مرہم نہیں

اک پری پیکر کی گردن میں پڑے رہتے ہیں ہاتھ
دست خم گشتہ ہیں خاتم کیا سلیمان ہم نہیں

دیدۂ تر سے نہ دیکھوں سوے آب زندگی
سامنے مجھ خستہ لب کے قدر جام جم نہیں

خط عاشق سے جو نفرت تھی نکل آیا خط			کونسا جرم ہی جسکے لیے تعزیر نہین
۹۸	برش تیغ کا کچھ وصف بیان کرتے وزیر وہن زخم مگر قابل تقریر نہین		۱۴
اسقدر ہم ناتوان وزار ہین			بازو اپنے مچھلیون کے خار ہین
چاک چاک اپنا گریبان ہو چکا			اندنون دست جنون بیکار ہین
روتے ہین اشکون کے بدلے خون کم			ابر ہین ہم لیکن آتشبار ہین
جاتے ہین گلشن سے لے او باغبان			ہم اگر تیری نظر مین خار ہین
آستین سے پوچھیے کاہے کو اشک			ابتو منہ ہر زخم دامندار ہین
دیکھکر تجھکو مگر حیران ہوے			آئینے جو پشت بر دیوار ہین
لے اوڑا ہی وحشت کہ اپنے پاؤن کے			منتظر خار سر دیوار ہین
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح			کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
خود بخود اپنا جنازہ ہی روان			ہم یہ کسکے کشتہ رفتار ہین
سائہ خنجر مین آیا خواب مرگ			واہ کیا طالع مرے بیدار ہین
ہم ہین رنجور اپنے اشک و آہ سے			ہی بُری آب و ہوا بیمار ہین
ابتو ہی منہ کا برسنا اپنے ہاتھ			آستینین ابر دریا بار ہین
سرو و شمشاد و صنوبر باغ مین			نقشہ ہاے قامت دلدار ہین
۹۹	کیون ہی بیزار ان وزیرون فرزیر	ہم جو اپنی زیست سے بیزار ہین	۲۴

دکھاؤن دیدہ حیران کا اوس خودبین کو آئینہ
دل صد چاک سے شانہ کرون مین اوسکے گیسو مین

مرے تار کفن نالان رہینگے بعد مرنے کے
کہ بیتابی سے ہی مضطر کا عالم ہر اک مو مین

٩٧

وزیر آغوش یان فرقت مین بھی خالی نہین رہتی
نہین ہی یار اگر تو درد ہی مدت سے پہلو مین

١٥

ہاتھ مین سلسلۂ زلف گرہ گیر نہین
زور دیوانہ ہون مین بستۂ زنجیر نہین

فاختہ کی ترے دیوانون مین توقیر نہین
طوق گردن مین ہی پاؤن مین زنجیر نہین

قتل ہونگا مین تری تیغ سے یہ لکھا ہی
خط تقدیر ہی یہ جوہر شمشیر نہین

دیکھ اى چشم مرے نقش تصور کا اثر
کون ہے اشک مین اوس طفل کی تصویر نہین

دہن یار کو دیکھا ہی یہ کس منہ سے کہون
ہی یہ وہ خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہین

ہون وہ دیوانہ کرون مثل گریبان ٹکڑے
صورت فاختہ یان طوق گلوگیر نہین

سیکڑون سلسلۂ زلف مین ہین جسکی مرید
نوجوان ہی وہ ابھی جان جہان پیر نہین

قتل کو شمع صفت مین ہون سراپا گردن
پر وہ کہتا ہی مری تیغ تو گلگیر نہین

گالیان دیکے وہ قائل ہوے مین چپ جو رہا
خامشی سے کبھی بہتر کوئی تقریر نہین

سامنا کیا کرے دل اوس مژہ و ابرو کا
صاحب فوج نہین صاحب شمشیر نہین

تو جو ہو گرم سخن کیون نہ تکے منہ بلبل
دہن غنچۂ گل قابل تقریر نہین

کونسا طائر مضمون ہی نہین ہی جو ہدف
اپنا ہر مصرع برجستہ کم از تیر نہین

استخوان کا مرے جو کا نہ نشانہ اک بار
اى کماندار رہا ہی یہ ترا تیر نہین

بغل مین یار ہی اور جام می بھر بھر کے پیتے ہین
مین وہ ہون دشت پیما ذکر میرا گر کرے کوئی
سمجھ کر گردام تڑپے کیون نہ مچھلی میرے بازو کی
تو وہ خوش چشم ہی طفلی مین تیرا دل لبھانے کو
تسلسل اشک کا ہو جاوے تسبیح سلیمانی
اگر کعبہ بھی تم ہوتے کبھی سجدہ نکرتے ہم
جو خال چشم جانان دیدۂ انصاف سے دیکھے
صفائی جسقدر اسمین ہی اوتنے ہیچ ہین دو سمین
جبین والفجر ہی والیل گیسوے معنبر ہی
تلین اعمال جسدم ای خدا ہم بت پرستو نکے
یہ سمجھا ہر منجم برج میزان مین قمر آیا
مین وہ ہون آبلہ پا روز محشر بھی تو خواہش ہی
زمین جو مین نکالون آسمان سمجھین اوسے شاعر
تری پاپوش گلگشت چمن کو ای صنم جائے
چھڑی پھولونکی ہی تلوار اوسے دست گلگو نکے
کہین مکتوب میرا اوس بت مغرور تک پہونچے
جو ہین خوش چشم اونھین کیا احتیاج زیب و زینت ہی

ہمارے ہاتھ مین ہی آفتاب اور ماہ پہلو مین
پڑین کانٹے زبانمین آبلے پڑجائین تالو مین
کئی ہین بال زلف یار کے تعویذ بازو مین
کیا کرتی تھی اکثر رقص پتلی چشم آہو مین
اگر رو دون مین یاد مژۂ چشم پری رو مین
بتو واللہ دل ہوتا جو اپنا اپنے قابو مین
ندامت کش ہے ہو بھرے نہ پتلی چشم آہو مین
پھسل کر تیرے چہرے سے نگہ پھنستی ہی گیسو مین
خط رخ سورۂ یوسف ہی اونکے مصحف رو مین
برائے وزن ہو ہین سنگ صنم اک سو ترازو مین
جو تل کیواسطے بیٹھا کبھی وہ ترازو مین
مرے اعمال کانٹے مین تلین سبکے ترازو مین
کہین سب ماہ نو مصرع کہون گر وصف ابرو مین
کہ تیری کفش کے گل ہین فزون پھولونسے خوشبو مین
ہر اک گل سے زیادہ ہین سہرے کے پھول خوشبو مین
خدا کا نام لیکر نامہ باندھا بال آہو مین
کوئی سرمہ لگاتا ہی بھلا کب چشم آہو مین

کسی پری کی جدائی مین ہون یہ کاہیدہ
کہ لوگ شبہۂ مردم گیاہ کرتے ہین

سیاہ کار وہ ہین مثل خامہ چلتے ہین جب
زمین کو نقش قدم سے سیاہ کرتے ہین

جو کعبے جاتے ہین بتخانے سے کبھی اُٹھکر
تو سنگسار ہمین سنگ راہ کرتے ہین

لکھین سمجھ کے گناہونکو کاتب اعمال
بشر تو کیا ہین فرشتے گناہ کرتے ہین

ذرا ہماری وفاؤن پہ بیوفا تو نہ بھول
کہ ہفتہ دوست سے دو دنکی چاہ کرتے ہین

٩٦ بجاے تاج تو رکھ اپنے سر پہ داغ جنون
وزیر آج تجھے بادشاہ کرتے ہین ۴۰

تماشا دیکھنا ہی وہ اثر اوسکی چشم جادو مین
اشارے سے کرے گی رقص پتلی چشم آہو مین

اسیرونکے لیے دانے تو ہین زنجیر گیسو مین
ارے بیداد گر کچھ آب بھی ہی تیغ ابرو مین

بجا ہی رہتے ہین تیوری سے بل جو اوسکی ابرو مین
ہی آہو چشم کیونکر بل نہوئین شاخ آہو مین

وضو کرنا ہی مجکو آج آب تیغ بران سے
کرونگا سجدے اے قاتل تری محراب ابرو مین

تجھے کیا طعن سے زاہد یہ اپنی اپنی قسمت ہی
کوئی سجدے کرے محراب مین اور کوئی ابرو مین

نہ سمجھو ماہ نو مضمون نیا جو ہاتھ آتا ہی
مہینے مین کہا کرتا ہون مصرع وصف ابرو مین

الجھنے سے مرے تو پیچ و تاب اتنا نہ کھایا کر
کرون کیا دل مرا الجھا ہوا ہی تیرے گیسو مین

حنائی ہاتھ سے شانہ نکیجے پیچ ہی اسمین
کف رنگین کی مچھلی پھنس نجائے دام گیسو مین

تجھے جب دیکھتے تھے شانہ بین چھٹین ہین کیسے
دل صد چاک سے ہوئیگا شانہ اسکے گیسو مین

گرے قدمونپہ مہندی اور دکھائی شبنم آئینہ
کرے کنگھی چمن سے لیکے سنبل تیرے گیسو مین

دکھاتا ہی جو ہمین کاٹ تیغ قاتل کا
وہان زخم سے ہم واہ واہ کرتے ہین

بنایا مثل صبا ہمکو ناتوانی نے
گذار باغ سے روزن کی راہ کرتے ہین

نکیون ہو سرمے پہ گرد سپاہ کا دھوکا
مژہ پہ فوج کا سب اشتباہ کرتے ہین

چمک رہا ہی ستارہ سا کیا یہ ای دربان
مگر وہ روزن در سے نگاہ کرتے ہین

یہ کسکے منہ سے جھڑے پھول باتین کرنے مین
چمن کا غنچے یہ سب اشتباہ کرتے ہین

نہ آؤ خوش رہو جسجا رہو مرے صاحب
ملو و یا نہ ملو ہم نباہ کرتے ہین

لکھی ہی ہم حسن نے فارغخطی یہ خط نہ سمجھ
جو تل نکلتے ہین مہرین گواہ کرتے ہین

برنگ اشک نہین خوف دوری منزل
کہ ایک گام مین ہم قطع راہ کرتے ہین

دلا دلا کے کسی بت کی یاد کرتے ہین قتل
مدام راہزنی سنگ راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہون فریاد میری سن سن کر
چٹک کے غنچہ و گل آہ آہ کرتے ہین

ہمارے خون کی گواہی کو جاتے ہین جو وہان
قبول اپنی شہادت گواہ کرتے ہین

جو دیکھے سرو تو ای گل ہوا مجھے ثابت
ترے فراق مین گلشن بھی آہ کرتے ہین

مزاق شوق ہے پوچھو آدمی کے چاہنے کا
کنوین مین آج تلک چاہ چاہ کرتے ہین

نہین ہی تمسے ہمین کچھ بھی ای فلک شکوہ
ستم جو کرتے ہین یہ شناساہ کرتے ہین

ذرا سے جرم پہ جھانکے کنوین فرشتون نے
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین

جنون ہی سینہ سے انکھو نہین آمد آمد دل
مژہ کے خار کو اب فرش راہ کرتے ہین

وہ عندلیب ہین گلشن قفس کو ہم کردین
کہ پھول جھڑتے ہین جسوقت آہ کرتے ہین

روے روشن سرخ رو ہی زلف پیچان و سیاہ — منہ پہ کہدون فرق جو ہی کافر و دیندار مین
مژدہ ای بلبل کہ آپہونچا ہی صیاد بہار — بجھ گئے گلدام مع بوے گل گلزار مین
پھرتے ہین مستی مین میکش گرد پیمانونکی طرح — ہی خم می شمع روشن خانہ خمار مین
ہو جواب تخت سلیمان تختۂ تابوت ہی — سو رہا ہون اک پری کے سایۂ دیوار مین
جسمین ہین پر پاؤن رکھون وہ زمین شعر ہو — مثل خامہ نقش پا میرے ہین اشعار مین
یار کی جانب جو دیکھین یہ وصیت ہی صبا — خاک میری ڈال دینا دیدۂ اغیار مین
دیکھ لے گلزار عالم مین ہی کم ظالم کو عیش — پھول کتنے ہین سپر مین ایک پھل تلوار مین
کردیا زندان کو گلشن مین وہ ہون رنگین خیال — آشیان بلبل نے باندھا روزن دیوار مین
اپنے پاؤن کے بھی ہم ای ضعف شرمندہ نہین — جب خود رفتہ ہوے جا پہونچے کوے یار مین

٩٥ وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہی ای وزیر
نازمین انداز مین رفتار مین گفتار مین ٤٩

اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتے ہین — ہمارے دلمین وہ در پردہ راہ کرتے ہین
ثواب جانکے زاہد گناہ کرتے ہین — ہی دل بھی کعبہ ہم اسکو سیاہ کرتے ہین
تو وہ ہی گل کہ جو تجھپر نگاہ کرتے ہین — شکست رنگ سے گل واہ واہ کرتے ہین
حسین غسل مین جسدم نگاہ کرتے ہین — ہر ایک داغ کو ماہی کے ماہ کرتے ہین
اگر ہلال کی جانب نگاہ کرتے ہین — تجھی کو یاد ہم ای کج کلاہ کرتے ہین
لگاکے سرمہ وہ جسدم نگاہ کرتے ہین — فلک پہ برق کو ابر سیاہ کرتے ہین

پاؤن پر منہدی گرے گر تو گرے جانیکا عزم
گل کرین نالے شکست رنگ سے گلزار مین

خوبرو بیقید ہو جائین اگر ہون ہرزہ گرد
پھول دو کوڑیکے ہون جائین اگر بازار مین

اوس نے دروازہ کیا تھا بند اگر ای تیر آہ
سیکڑون روزن بنانے تھے مجھے دیوار مین

سلسلہ رکھتا ہی میرا کفر کچھ اسلام سے
ہین کہی تسبیح کے دانے مری زنار مین

یاد مین اک بت کے جب بہنے لگا دریائے اشک
موج کا عالم نظر آیا مری زنار مین

ای صنم کیون ہو نہ زاہد کو گمان تسبیح کا
دین ہین سو گرہین جنون نے توڑ کر زنار مین

ہاتھ منہ پر رکھ کی وہ بت کھل کھلا کر ہنس پڑا
مل گئے موتی سے دندان موتیا کے ہار مین

اور قاصد سے نہ خط مجھ دل جلے کا جا سکا
نامہ باندھا ہین نے بال مرغ آتشخوار مین

شمع کشتہ جنبش دامن سے روشن ہو گئی
کسقدر ای جان گرمی ہی تری رفتار مین

رات تو ہوتی ہی بھاری مردم بیمار کو
کیون سبک ہو نمین سیہ بختی سی چشم یار مین

جو ہرون پر اوسکے ہو جاتا ہی موجون کا گمان
کسقدر ہی آب ای قاتل تری تلوار مین

کیا ہی لپٹا ہی دل صد چاک تیری زلف سے
عشق پیچان بنگئی کنگھی ترے گلزار مین

چشم کی گردش مین ہی اب دشت پیمائی کا رنج
اشک گویا آبلے ہین ہر مژہ کے خار مین

کیون نہ ٹانکی فصل گل مین ٹوپئین ای وحشت کہ ہی
جیب کے تارونسے بخیہ زخم دامندار مین

چبھ گیا کانٹا فلک کے آہ تو اسکو نہ جان
یہ بھی ساتھ اپنے پھرا تھا وادی پرخار مین

غیر کے دلمین بھی اب رہنے لگی ہی یاد دوست
کیون نہ کھاؤن خار مین ہی نکہت گل خار مین

میری گردنمین گریبان طوق قمری بنگیا
سر جھکایا ہی جو یاد سرو خوش رفتار مین

آسیا ہی ہمین وہ گردش چشم
یعنی ہم اوسپہ لپسا کرتے ہین

جستجو مین تری او صید فگن
طائر رنگ اوڑا کرتے ہین

صدقے ہونے کو تری ابروکے
صورت چشم پھرا کرتے ہین

نقد دل دے کے لٹے (لوٹتے) ہین ہم آنکھ
قصے یون مول لیا کرتے ہین

سب اونھین کہتے ہین رشک الیاس
تیرے کپڑے جو سیا کرتے ہین

کوی زنار پہنتے ہین ہم
بت عبث دھاگے دیا کرتے ہین

سنکے بیتین مری ہوتا ہی جنون
نکتہ چین تنکے چنا کرتے ہین

ذکر یوسف جو کرون تو وہ کہے
ایسے ہم مول لیا کرتے ہین

کسی دل سوختہ کو ٹھکرایا
کہتے ہو تلوے جلا کرتے ہین

رشک ہی بات نہ قاتل سے کرے
دہن زخم سیا کرتے ہین

٩٤
دیکھنے پاتے نہ تھے جنکو وزیر
اب وہ آنکھون مین رہا کرتے ہین
٣٢

کسقدر ہی فرق یوسف مین اور اپنے یار مین
گھر خریدار اسکے آئین وہ بکے بازار مین

آنکھ اوٹھا کر جسنے دیکھا مجکو وہ نالان ہوا
تار مطرب کا ہوا عالم نگہ کے تار مین

تھی جو یاد زلف و رخ تو خط مین بھی مین نے لکھیں
خط سنبل مین کئی سطرین کئی گلزار مین

سنگ طفلان کھا چکے لیچل سوے صحرا اے جنون
سیکڑون پتھر پڑے ہین دامن کہسار مین

عشق گلرویان ہمین بلبل نہین ہی راضی
ہی خط تقدیر بھی لکھا خط گلزار مین

ہو غنی بوسہ لب دے ڈالو		ہم فقیرانہ صدا کرتے ہین
جنس دل جانچ کے لیتے ہین یہ شوخ		نظرون مین تول لیا کرتے ہین
عاشق اوس سرو کے ہین کیا صوفی		ذکر قمری جو کیا کرتے ہین
کوے قاتل کا یہ قاصد ہی پتا	قطعه	نامہ بر قتل ہوا کرتے ہین
پڑے رہتے ہین خطون کے پرزے		پر کبوتر کے اوڑا کرتے ہین
تیری زلفون سے اوسے کیا نسبت		مشک کہتے ہین خطا کرتے ہین
نامہ بر ہین جو کبوتر اوسکے		چاہ یوسف مین رہا کرتے ہین
مرہم سبز لگاتے ہین جو وہ		میرے زخمون کو ہرا کرتے ہین
اوسکا خط دیکھتے ہین جب صیاد		طوطے ہاتھون کے اوڑا کرتے ہین
ہی وہ بازار مرے یوسف کا		مشتری جس مین بکا کرتے ہین
صبح کو ہم عوض آئینہ		منہ ترا دیکھ لیا کرتے ہین

۹۳	کشتۂ تیغ تبسم ہون وزیر دہن زخم ہنسا کرتے ہین	۱۵

ستم ایجاد جفا کرتے ہین		ستم ایجاد کیا کرتے ہین
جو ترے کوچے سے آجاتا ہی		پاؤن ہم چوم لیا کرتے ہین
دو زبانون سے سدا مار سیاہ		صفت زلف دوتا کرتے ہین
زلف کو کالی بلا کہتے ہین غیر		ہم بلائین جو لیا کرتے ہین

بس دلا ضبط فغان گر چہ بہت رنج دیے
کوئی دم شاد کن خاطر یاران ہون مین

اپنے جامے سے ہون باہر دم جوش گریہ
یہ نہو مجھسے کہ منت کش احسان ہون مین

ہند مین ہوئے نہ برباد مری مشت غبار
ای خدا خاک در شاہ شہیدان ہو نمین

ای فلک اب تو شب وصل کا ہونا معلوم
صبح محشر کیطرح چاک گریبان ہو نمین

استخوان کا مرے سوفار بنایا اوس نے
جاے گریہ ہی کہ اسطرح سے خندان ہو نمین

کیا ہی برگشتہ وہ بت مجھسے ہی اللہ اللہ
اتنی تقصیر ہوی ہی کہ مسلمان ہو نمین

کیون ہوا ہو نمین تیرے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے
نہ تو دامن ہون مین قاتل نہ گریبان ہو نمین

کیا اک بات مین تسخیر پری زادون کو
زیب دیتا ہی کہون آج سلیمان ہو نمین

۹۲ میرے شاگرد تلک صاحب دیوان ہین وزیر
کیا ہی پروا نہ اگر صاحب دیوان ہو نمین ۱۹

وصف اک گل کا کیا کرتے ہین
منہ سے یان پھول جھڑا کرتے ہین

ذبح کرنا تو ہمین ای صیاد
یہ نکہنا کہ رہا کرتے ہین

اپنے گلزار محبت مین صبا
ہوش بلبل کے اوڑا کرتے ہین

کھول دیتا ہی تصور در یار
آنکھہ جب بند کیا کرتے ہین

یہ ترے عہد مین ہی ظلم کی رسم
نیمچے خون مین بجھا کرتے ہین

سن لین کافر جو ہون گوش شنوا
سارے بت حمد خدا کرتے ہین

کبھی ہوتی ہی جو اون سے رنجش
آپ ہم اپنا گلا کرتے ہین

کہتے ہین لامکان جسے ہی فناے ذات		دونون جہان ہین حلقۂ زلف دوتا ے دل
	راحت گئی اگر تو گیا رنج سے گذر خالی رہے وزیر نہ مہمانسرا ے دل	
جسکا کھٹکا تھا وہی آیا ہی غارتگر گل		ہوکے غش گرنے لگے خاک پہ گل بسر گل
۹۱	ردیف نون	۲۱

ای بتو شیفتۂ کاکل پیچان ہون مین	آج سر حلقۂ زنار پرستان ہون مین
مین جو کافر ہوا تو ضد سے مسلمان ہوا	اب تو کافر ہو تو پھر ضد سے مسلمان ہون مین
جلد یارب کہین پھر جاے گلے پر خنجر	دیر سے منتظر جنبش مژگان ہون مین
کیا محبت ہی جو چھیڑے او سے ضد ہو مجھے	وان جو ہو زلف مین کنگھی تو پریشان ہون مین
دوسرے تیسرے تلوار کا پانی دینا	ہر گل زخم سے قاتل چمنستان ہون مین
ناتوانی سے نہ آیا کبھی لب تک نالہ	ای اجل آکہ لب گور سے نالان ہون مین
کیا خالق نے قد عاشق و معشوق مین فرق	یار ہی سرو روان سرو چراغان ہون مین
کب یہ کہتا ہون کہ گل کی طرح ہون گلشن مین	کاش خار سر دیوار گلستان ہون مین
شکل سوفار جدا لب سے رہے لب یارب	یاؤن تعزیر جدائی مین جو خندان ہون مین
شور محشر ہوا بدنام فغان ہین نے کی	باعث بزم ہی بزم خموشان ہون مین
چاہیے تھا ہی یوسف سے زلیخا کہتی	تو رہا قید سے ہو قابل زندان ہون مین
آدمیت تری دیکھے تو ٹھہر کر جائے دم	یہ تمنا ہو پری کو بھی کہ انسان ہون مین

پہلو مین میرے دیکھے جو پیکان بجاے دل
میری طرح کہے لب سوفار ہاے دل

ہر عضو تن کو درد محبت بناے دل
وہ نَے ہون بند بند سے آئے صداے دل

اے حور اپنا جذب جو تجکو دکھاے دل
جنت سے چار باغ عناصر مین لاے دل

پاے نگاہ یار پھسلتا ہے بار بار
پیدا کرے نہ گرد کدورت صفاے دل

دکھلا رہی ہے شعلۂ آواز برق طور
کیا لن ترانیون پہ ہے بانگ دراے دل

جوبن ہے آج کر لو جگہ دل مین کہتے ہین
کل ڈھونڈتے پھروگے کدھر ہے سراے دل

کیونکر کہون نہ قبلۂ حاجت روا اوسے
کعبے کا ہو غلاف جو اوترے قباے دل

یہ سات آسمان جو دن رات پھرتے ہین
ہین گرد باد وادی بے انتہاے دل

جانا ہے سہل کوچۂ گیسوے یار مین
دست دعاے عاشق مضطر ہے پاے دل

اک تار آستین ہین یہ نہ اطلس سپہر
دامان حشر سایۂ جیب قباے دل

گلشن مین یہ ہوا دل بلبل کی بندھ گئی
آئی شکست رنگ چمن سے صداے دل

ساقی یہ جام آپ چلے سوے میکدہ
دست سبو کیطرح سے پیدا ہوے پاے دل

بہنے لگے ہین چشم دل مضطرب سے اشک
دانے اوگل رہی ہے مری آسیاے دل

بیتاب ہون سے رات پھرا جو ادھر اودھر
داغ درون سینہ بنے نقش پاے دل

آنکھین لہو بہائین جو ساغر سے مے گرے
شیشہ جو گر پڑے تو مرا ٹوٹ جاے دل

کشتے کو میری تیغ کے لائی ہے گھاٹ پر
اے دوستو ہے باد مخالف ہواے دل

بیسی اب اسقدر نہ رہی گرد استخوان
گردش فلک کی سیکھ گئی آسیاے دل

مقصد بر آئے میانسے لی تیغ یار نے	اوترا غلاف کعبہ حاجت روائے دل
آتی ہی اونکے کوچہ گیسو سے یہ صدا	آؤ مسافرو کہ یہان ہی سرائے دل
جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا	وسعت نثار تجھپہ ہوا تنگنائے دل
بو ہوکے گل مین کیا دل بلبل سما گیا	توڑا کسی نے پھول تو آئی صدائے دل
جانا پڑی زخون مین بلا کا ہی سامنا	قاصد ٹھہر کہ ساتھہ کو نمین دعائے دل
مانند ریگ شیشۂ ساعت عیان ہوئی صاف	آئے غبار اگر نہ چھپائے صفائے دل
دنیا کو چھوڑ دے سگ دنیا کیواسطے	یہ استخوان پسند کرے کب ہمائے دل
بنکر پیالہ ہو لب میگون سے آشنا	ساقی ملاکے خاک مین دیکھے صفائے دل
چکر مین ایک آہ سے ہی گرد باد جسم	اللہ رے زور شور ترے ای ہوائے دل
رہتے ہین گرد اونکے ہوادار کے رقیب	اب شمع زندگی کو بجھاوے ہوائے دل
ای جان جسکو نقطۂ موہوم کہتے ہین	تیرا دہان تنگ ہی یا تنگنائے دل
مین ہمہ بخت دل کے تڑپنے سے مر گیا	چھاتی پہ مونگ دلنے لگی آسیائے دل
کاہیدہ ہو ریاضت باطن سے جسم اگر	لیجائے سوے خلد اوڑا کر ہوائے دل

۹۰	عزلت پسند کیون نہو صائب صفت وزیر با خلق آشنا نشود آشنائے دل	۲۱

ہی عرش آستانہ دلبستہ لئے دل	اللہ رے رتبہ حرم کبریائے دل
بھنتا ہی کیا کباب کے مانند ہائے دل	خونبار ہی جو نالۂ درد آشنائے دل

ہوں جو شاعر دل گم گشتہ کا یون حال کہا
پڑھ دیا آگے ترے مصرع بیدل قاتل

ضد عاشق سے ہی گلزار مین پھولونکی عوض
توڑے گا غنچۂ منقار عنادل قاتل

دل مین ہی عشق ترا یاد تری غم تیرا
رہزنون سے ہوی آباد یہ منزل قاتل

رقص بسمل یہ پھڑک جاتا ہی تلوار کا دم
ڈھال سے آتی ہی آواز جلاجل قاتل

کسی کروٹ کسی پہلو نہین دیتا مجھے چین
دشمن جان ہی تری طرح جگر دل قاتل

جوہر تیغ کی زنجیر جو تو پہنا دے
بیڑیان پاؤن کی کاٹے یہ سلاسل قاتل

کھینچے تلوار تو ہو جاے وہ حیران جو بین
تیغ خم گشتہ ہلالی مہ کامل قاتل

سر سے سینے مین لوٹ آے جگر سے دل مین
تیری تلوار کرے قطع منازل قاتل

پاؤن گر خانۂ زنجیر سے باہر رکھون
رگ پا بنکے لپٹ جاے سلاسل قاتل

کب پھڑکتا تھا ترا دست حنائی ایسا
طائر رنگ حنا ہوگیا بسمل قاتل

چار آئینہ عناصر کا اوتارون بھیکون
زخم کھانا مجھے ہو جائیگا مشکل قاتل

یہ پیالہ ہی بنا گرد مسیکروحی سے
دم شمشیر سے اوڑ جاے مرا دل قاتل

۸۹	زار ایسا غم بیتابی دل سے ہی وزیر بنگیا ہی نگہ دیدۂ بسمل قاتل	۱۷

نالان فراق دل مین ہی ماتم سرای دل
سینے سے آرہی ہی صدا ہاے ہاے دل

ایسا کیا ہی تذکرۂ نالہاے دل
آنے لگی زبان سے ہماری صداے دل

حاضر ہی لیجیے یہ اگر کام آے دل
کچھ اور پاس ہم نہین رکھتے سواے دل

جان دین کیونکہ نہ مرین عاشقِ جانباز ان پر
تیغ خون ریز پری حور شمائل قاتل

ضعف ہر جائیگی کیا خون کی چھینٹین اڑ کر
آستین کا ہی تری کوس انھین منزل قاتل

پاؤن رکھا جو حنائی تو یہ تھوکے گا لہو
دہن زخم بنے گا لب ساحل قاتل

پھیر دے گردن عشاق پہ مقتل مین چھری
رقص بسمل ہی کے قابل ہی یہ محفل قاتل

تو نے زلفِ عرق آلود دکھائی جو مجھے
مار آبی نظر آئی یہ سلاسل قاتل

جا کے کوچے مین اگر گل ہی پھینکو کسی سمت
ناوکو نہین ہو جن پر ہاے عنادل قاتل

اثر ظلم سے تیار ہو شمشیر گلی
خاک ہو جاے ستمگر تو بنے گل قاتل

دانت پر تو نے لگائی نہین تیغ پر آب
آب مین گھول دیا زہر ہلاہل قاتل

پی گیا مین دہن زخم سے پانی ایسا
ہر زبان تیغ کے مثل لب ساحل قاتل

کیا تری تیغ نے جوہر کا چمن دکھلایا
آشیانون سے نکل آے عنادل قاتل

سخت جان ہون مری گردن پہ چھری پھر آ کر
تیز کرنے کے لیے خوب ہی یہ سل قاتل

نیک ساعت سے چلی تھی یہ تری تیغ دو سر
سر تک آئی مرے پونہچی سر منزل قاتل

۸۸ بعد مردن بھی وہی شوق شہادت ہی وزیر
دہن زخم سے ہم کہتے ہین قاتل قاتل ۱۶

دل ترا قتل پہ کیونکر نہو مائل قاتل
آب شمشیر عناصر مین ہی داخل قاتل

ہی بہت سہل شہیدان وفا سے ملنا
خون لگا لے تو شہید و نہین ہو داخل قاتل

عید قربان ہی یہی دن تو ہی قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

کیا ہم سن جاہ گلستان سے بندھے تھے
بوٹا سا ہی قد یار کا نخل چمن حسن
ہوتے ہین خجالت سے سفید آپ کے آگے
کیا دیکھون بہار شفق شام غریبان
برسون گل خورشید و گل ماہ کو دیکھا
بلبل کے لبھانے کو نیا راگ ہین لائے
کوچے مین رگ گل کے کرو شوق سے گلگشت
جو تجھی کو سوم سمجھین اگر پھول انھین یا دامن
پیارا ہی ہو سبک وزن مین قیمت مین گران ہو
ہین صبح شہادت کے گریبان کیطرح چاک
ارباب تعلق کا تعلق نہین جاتا

جب فصل بہار آئی ہوئی زخم رسن پھول
پتے ہین اگر برگ تو ہین پھول کرن پھول
چاندی کے ہوے جاتے ہین سونے کی کرن پھول
یہ غنچۂ دل ہوگا نہ بے صبح وطن پھول
تازہ کوئی دکھلائی ہمین چرخ کہن پھول
لو رام کلی گانے لگے بنکے دہن پھول
بالیدہ ہین ایسے کہ فضا مین ہین چمن پھول
مرجائین مگر پہنین نہ دولہا نہ دولھن پھول
نظرون مین تمھین تول لیا ہی یہ بدن پھول
کیا ناز کے لائے ہین شہیدون کی کفن پھول
مرنے پہ بھی درکار ہی کافور کفن پھول

۸۷
گلریز ہی کیا کلک وزیر آب دم تحریر
پیدا تو کرے ایسی بھلا شاخ سمن پھول
۱۷

نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل
کیون نہ انگشت شہادت سے ہون بسمل قاتل
دست نازک کی نزاکت جو سبھی نے دیکھی
جی مین آتا ہی تری تیغ کو دل مین گھونپ لون

دہن زخم پکار اٹھے قاتل قاتل
تیر دستی ہین نہین تیرے انامل قاتل
ایسی سمٹی کہ ہتیلی کا بنی تل قاتل
ایسی لیلی کو بھی چاہیے محمل قاتل

کیونکر نہ جھڑین منہ سے ترے وقت سخن پھول
مستانہ بہار آئی ہی لا مشفق مین پھول
نظرون سے گرون مین تو وہ آنکھونسے اُٹھائین
پڑتی ہی تری چشم سیہ باغ مین گل پر
شاخونسے گلستان مین ہین کیا پاؤن نکالے
آئے جو صبا کوچہ گیسو سے چمن مین
پرتو سے گل رخ کے ہوا روغن گل تیل
کیا پڑگئی تھی آنکھ کسی گل پہ تمھاری
دیکھا ہی جو بلبل نے ترے نقش قدم کو
پھبتی ہی نہی رخکو کہون پھولنکی ڈالی
جسطرح کنوین مین کوی گر نیکا کرے عزم
سودے نے تری زلف کے کس پیچ مین ڈالا
آہو اگر آنکھین ہین تو کیون کہتے ہو نرگس
آتی ہی جنون خیز دلا فصل بہاری
گرتی جو تری برق نگہ خرمن گل پر
پڑجاے ترے روے مخطط کا اگر عکس
اے حب وطن کہتے ہین غربت مین یہ دکر

چپ رہنے مین غنچہ ہی تو ہنسنے مین ہین پھول
ساقی ہین گلابی کی طرح تو بہ شکن پھول
کیا ضعف سے مثل گل بازی ہی بدن پھول
توڑے گا مگر آنکھ کے ڈھیلے سے ہرن پھول
جلدین نہ کہین کود کے دیوار چمن پھول
بنجائین ابھی نافۂ آہوے ختن پھول
جھڑتے ہین چراغونسے ابھی سیکڑون من پھول
کیون سونگھتے ہین باغمین آ آکے ہرن پھول
نظرونسے گرے جاتے ہین اے رشک چمن پھول
گل عارض گلگون ہی دہن پھول ذقن پھول
یون دیکھتے ہین یار سوے چاہ ذقن پھول
دھاگے سے چھٹے تو ہوے مشتاق رسن پھول
کیا سحر سے بنجاتے ہین اے جان ہرن پھول
اب دشت مین شاخونسے نکالینگے ہرن پھول
جلتے دل بلبل کیطرح سیکڑون من پھول
پیدا کرین مثل گل خورشید کرن پھول
نظرونمین ہین خار چمنستان وطن پھول

سیلا ہوا نگاہ سے تیرے بدن کا رنگ
ایسا لطیف کب ہی گل و یاسمن کا رنگ

کون آفتاب چہرہ ہی محفل مین جلوہ گر
کافور ہو گیا ہی جو شمع لگن کا رنگ

آسیب سے نگاہ کے اللہ رے نازکی
نیلوفری ہی اوس صنم گلبدن کا رنگ

ہوتا ہی یہ سفید کبھی زرد ضعف سے
لاتا ہی رنگ روز ہمارے بدن کا رنگ

جلتا ہون بعد مرگ جو خورشید کیطرح
کیا ہی ہر ایک تار کفن مین کرن کا رنگ

پوشیدہ آفتاب ردائے شفق مین ہی
یا ہی حجاب تن تیرے سے پیرہن کا رنگ

ہوئے حنائی رکھے برہنہ جو کوی پاؤن
فصل بہار مین ہی یہ خاک چمن کا رنگ

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم سہیل کو
آتا ہی یاد جبکہ کسی کے ذقن کا رنگ

ای گل جو اوسکی قبر پہ ہی شور بلبلان
گلگون تیرے شہید کے کیا ہی کفن کا رنگ

چہرے پہ تیرے آنکھین تری کیون نہو سیاہ
ہوتا ہی آفتاب سے کالا ہرن کا رنگ

اوترا نہ زہر افعی گیسوے عنبرین
نیلا ہی گور مین جو مری خاک تن کا رنگ

عنقا کا رنگ کیا مین بتاؤن بھلا وزیر
وہ شوخ پوچھتا ہی جو اپنے دہن کا رنگ

دیکھ سبوے بادہ کیا ہی اپنا رنگ
رحم ای آسمان مینا رنگ

زور دکھلا رہا ہی کیا کیا رنگ
واہ وا ای جہان رنگا رنگ

ہوگئے ضعف سے سبک ایسے
لے اوڑا ہمکو بھی ہمارا رنگ

وہ دل لگا کے سنیں داستان کیصورت ‌ ‌ ‌ بیان کیجیے اس حسن سے فسانۂ عشق
وزیر تخم محبت کو دل مین بوئیے ‌ ‌ ‌ زمین وہ شور ہی جسمین اوگے نہ دانۂ عشق

۸۴ ‌ ‌ ‌ **ردیف کاف عربی** ‌ ‌ ‌ ۱۰

پیش عاشق چشم گریان و لب خندان ہی ایک ‌ ‌ ‌ جل گیا جو نخل اوسکو برق اور باران ہی ایک
دیکھنے دیتا نہیں اوسکو حجاب عشق ہائے ‌ ‌ ‌ ہو نہیں وہ محروم جسکو وصل اور ہجران ہی ایک
ناتوانی سے ترے بیمار کے رخسار پر ‌ ‌ ‌ سیلی دست ستم اور سایۂ مژگان ہی ایک
پیرہن مین یون بدن ہی جسطرح سے تنمین روح ‌ ‌ ‌ چشم بد دور اب لطافت مین وہ جسم جان ہی ایک
ماہ سے تشبیہ پھر تجکو نکیونکر دیجیے ‌ ‌ ‌ چاندنی اور سایہ تیرا ای مہ تابان ہی ایک
آپ سے بہتر کے آگے خودنمائی ہی زبون ‌ ‌ ‌ روبروے مہر ماہ و ابر بے باران ہی ایک
چاہیے ہنسکر جھڑکنا ای لب جانان تنک ‌ ‌ ‌ آتش غم سے کباب اور یہ دل سوزان ہی ایک
عاشقون کے آگے مشرک ای بت یکتا ہون مین ‌ ‌ ‌ گر کہون مین حسن مین تو اور مہ کنعان ہی ایک
سیکڑون طوطی زبان ہین یان اسیر دام غم ‌ ‌ ‌ خانۂ صیاد اور یہ گنبد گردان ہی ایک
ایک ہی یہ نور ہی دلمین ہر اک کے جلوہ گر ‌ ‌ ‌ شیشے ہین لاکھون پری سب مین وہ پنہان ہی ایک

ولہ

گذرا فلک کے پار گیا لامکان تلک ‌ ‌ ‌ او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک

۸۵ ‌ ‌ ‌ **ردیف کاف فارسی** ‌ ‌ ‌ ۱۳

ظاہر ترے گلے سے ہی رنگین سخن کا رنگ ‌ ‌ ‌ کیا صاف پیرہن سے عیان ہی بدن کا رنگ

بس ایک ہاتھ مین دو ہوگئے مین سر مین پہ گرا
قضا جو آئی ادا ہوگیا دوگانۂ عشق

ہر ایک گام پہ دل پیستا ہی ابلق چشم
مگر ہی سرمے کا دنبالہ تازیانۂ عشق

جلایا طور کو اکدم مین صاعقہ بنکر
شرر فشان جو ہوا سنگ آستانۂ عشق

ہو خانۂ صدف دل نہ کسطرح پر نور
کہ آپ ہی گہر شب چراغ دانۂ عشق

بتو خدا نے کہا فی السماء رزقکم آپ
ملا ہی مجکو یہ ہفت آسیا سے دانۂ عشق

یہ سچ مثل ہی بتو سبکا ہی خدا رزاق
نصیب طائر دل ہی ازل سے دانۂ عشق

جو خال ہینگے خط رخ مین دل سے میرا
کہو نہین خرمن مہ مین ملا یا دانۂ عشق

صدائے ماتم دل سنکے خوش وہ ہوتے ہین
نوائے سینہ زنی ہی کہ شادیانۂ عشق

جو شوق دید ہی موسی کیطرح ایک سے سن
کہ لن ترانی محبوب ہی ترانۂ عشق

نقاب اودھر وہ اوٹھائین ادھر مین آہ کرون
سمند حسن پہ پڑ جاے تازیانۂ عشق

جو تولیے اسے کونین کی ترازو مین
گران ہو وزن مین نہ آسیا سے دانۂ عشق

فروغ بزم تصور ہی یاد پستان کی
حباب حسن بنے ہین چراغ خانۂ عشق

خیال گوہر دندان مین ہم جو روتے ہین
سرشک دیدۂ تر ہی در یگانۂ عشق

ہی میرے دل کیطرح اس سے یہ پریشان حال
ملا ہی زلف کو حسن سیاہ خانۂ عشق

چڑھا جو دار پہ عاشق کا سر ہوا اسرار
جدا ہی خانۂ عالم سے کارخانۂ عشق

خدا کا گھر ہو جو ٹوٹے جہاد نفس سے دل
خراب ہو تو بنے لامکان خیانۂ عشق

کسیکی ابروے پر خم کا دھیان رہتا ہی
ہمارا کعبۂ دل ہی سیاہ خانۂ عشق

ہم بھی لٹتے جاتے ہین دامن سے مثل گردِ راہ
ناز سے دیکھا تو ہوتا پھر کے دامان کیطرف

بعد مردن ہی وصیت بس یہی ای دوستو
قبر مین منہ پھیر دینا کوی جانان کیطرف

آئیو دامن اوٹھائے مدفن عشاق پہ
ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے دامان کیطرف

میری جانب یون وہ کرتا ہی حقارت سے نگاہ
کوی ہندو جسطرح دیکھے مسلمان کیطرف

سبزۂ بیگانہ مین پاتے ہین کچھ اپنا سا حال
آنکلتے ہین جو ای بلبل گلستان کیطرف

دیکھنا تاثیر گریہ کردیا لبریز آب
رو کے جب دیکھا کسی چاہِ زنخدان کیطرف

ہی اگر منظور لطف برق و باران دیکھنا
دیکھیے ہنس ہنس کے میری چشم گریان کیطرف

غمزدہ جیسے کنوین مین گر کے تکتا ہو عزم
دیکھتا ہون یون مین اوس چاہِ زنخدان کیطرف

ہو کے غافل اس ادب سے ہم نہ سوئے ای وزیر
پاؤن ہو جائین نہ اپنے کوی جانان کیطرف

٨٣ — ردیف قاف — ٢٦

خدا نما ہی بت سنگ آستانۂ عشق
چلو نگاہ سے نگہ بن کے سوے خانۂ عشق

نہ کم ہون سکۂ داغ دل یگانۂ عشق
بھرا پرا رہے یارب سدا خزانۂ عشق

جبین قیس ہے سنگ آستانۂ عشق
جنون ہی خیمۂ لیلی سیاہ خانۂ عشق

مدام دل مین رہے داغ الفت ساقی
نہ بیچراغ ہو یارب شرابخانۂ عشق

یہ محفل طرب حسن ہی نہین مقتل
صدا گلوے بریدہ کی ہی ترانۂ عشق

یہ کہکے پھرتی ہی دن رات آسیای فلک
ملے تو خرمن مہ دے کے لون مین دانۂ عشق

ہی آفتاب پیالہ فرشتہ خو ساقی
خم فلک ہی سبوے شرابخانۂ عشق

تیرہ باطن کو بھی ہوتا ہی فروغ عارضی
چاہ مین رخسار یوسف سے ہوا روشن چراغ

سوز غم سے بیکسی کا دل جلا چالیس دن
ہم غریبونکی لحد پر یون ہوا روشن چراغ

ذرہ افشان کا خم ابرو مین رکھتا ہی فروغ
طاق کعبہ مین نظر آتا ہی یار روشن چراغ

اژدہا بتی ہی شعلہ ہی دم آتش فشان
کفچۂ مار سیہ فرقت مین ہی روشن چراغ

گر سیان کرتا ہی پروانو نسے حسب وہ شمع رو
مثل شعلہ رشک سے سر دھنتے ہین روشن چراغ

حلقۂ گیسو سے افشان رخ کی دیکھی سوز دل
دنکو ملک شام مین آئے نظر روشن چراغ

تم جو بے پردہ دکھا گئے عذار آتشین
پردۂ فانوس مین چھپ جائیگا روشن چراغ

اوس لب شیرین کے تل کا تھا مجھے جانسوز عشق
ہون سر مدفن بھی میٹھی تیل سے روشن چراغ

سوز عشق شمع رو سے جلگیا ہون ای وزیر
اس سے میرے عرس مین کرتے ہین سب روشن چراغ

پھولون سے تیرے ہجر مین ہی داغدار باغ
طاؤس بن کے نالے کرے گا ہزار باغ

ہی داغ و آبلہ سے یہ رشک ہزار باغ
پھولا پھلا ہی زور عناصر کا چار باغ

تیغ دو سر دکھاؤ اگر ابروون کی تم
شاخ دوتا کے صدقے کرے ذوالفقار باغ

۸۲ ردیف فا ۱۲

دیکھ ادب آگر مرا گور غریبان کی طرف
قبلہ رو ہین باؤن سر ہی کوی جانان کیطرف

دونون ہاتھ اپنے نہین بیکار ای دست جنون
ایک دامن کیطرف ہی اک گریبان کیطرف

قید یوسف کو کیا پر تھا زلیخا کو نہ چین
نالے کرتی تھی وہ جا جا کے زندان کیطرف

کیا فروغ عارض پر نور ہی نام خدا
داغ چیچک کے بنے ہین یا ہی بت پر فن چراغ

دانت مسی ملنے مین چمکے دہان تنگ سے
یا شبستان عدم مین ہو گئے روشن چراغ

کیا حرارت ہی ترے مجروح مین ای شعلہ رو
زخم کی بتی بنی ہی شعلہ زخم تن چراغ

کوچہ زخم سیہ بختان مین کھاتا ٹھوکرین
جوہرون سے گر نہ رکھتا خنجر آہن چراغ

کیا ترقی پر فروغ حسن ہی ای شعلہ رو
جل بجھے غیرت سے گر دیکھے ترا جوبن چراغ

لائی ہی پروانہ دلسوختہ کی کیا خبر
کیون صبا کی آتے ہی کرنے لگا شیون چراغ

یون مرے موئے سپید سر مین ہین داغ جنون
چاندنی مین جسطرح بے نور ہون روشن چراغ

گوشہ گیری دشمن جانی سے دیتی ہی نجات
خوف صرصر کا نہین گر ہو تہ دامن چراغ

گرم وصف شعلہ رویان ہو جو من بعد مرگ بھی
بنگیا ہی صاف ہر اک رخنہ مدفن چراغ

ہو تجلی طور کی شعلے مین اوس کے ای کلال
گر بنا تو لیکے خاک وادی ایمن چراغ

عشق لف خانہ برباد آیا کھینچون آہ گرم
کالی آندھی آگئی جلدی کرو روشن چراغ

سبزہ خط مین نہان ہی وہ عذار آتشین
یا لیے ہین خضر پیغمبر تہ دامن چراغ

چھپ گیا جب پھول تو نمین کوئی ای عندلیب
ہم یہ سمجھے ہی حفاظت کو تہ دامن چراغ

۸۱	داغ عشق شعلہ رویان پھونک دیگا ای وزیر اک نہ اک دن ہوگا قصر تن مین آتش زن چراغ	۱۱

اشتعال آتش غم سے ہین داغ تن چراغ
چار دیوار عناصر مین ہین یا روشن چراغ

دیکھتا ہون سارے عالم کا تماشا آپ مین
جسم فانوس خیالی ہی دل روشن چراغ

ثابت قدم ہی بسکہ رہ سوز عشق مین | سب عاشقون مین چاہیے توقیر پاے شمع
زنہار بزم مین نہ ٹھہرتی ترے حضور | ہوتا نہ شمعدان جو زنجیر پاے شمع
دیکھے اگر وہ روشنی نقش پاے یار | کرنے لگے پتنگ بھی تحقیر پاے شمع
کچھ ساق یار سے جو کرے ہمسری تو دود | ہر لطمۂ صبا سے ہو زنجیر پاے شمع
شب غدر لنگ کر کے نہ وہ بزم سے ہٹا | اللہ رے عقل و فطرت و تزویر پاے شمع
ہی گرم وصف پاے نگارین جو بزم مین | منظور کیا ہی یار کو تحقیر پاے شمع
پروانہ رات مر کے لگن مین جو رہ گیا | لوح مزار بنگیا گلگیر پاے شمع
زلف دراز چلنے مین لپٹی ہی ساق سے | ایماء یا کہ شب ہوی زنجیر پاے شمع
ثابت قدم وہ ہون کہ لکھا ہی جو وصف پا | ہر سطر مین ہی عالم تصویر پاے شمع

ولہ

روبرو تیرے کہان وہ رونق رخسار شمع | ہوگئی کافور ساری گرمی بازار شمع

۸۰ ردیف غین معجمہ ۱۹

سوز غم سے یان جلا کرتے ہین بنکے روغن چراغ | بنگئے ہین مو فتیلے داغہاے تن چراغ
یاد عارض مین ہوا ہی جان کا دشمن چراغ | آنکھ دکھلاتا ہی شب بھر صورت رہزن چراغ
جاین گیسو سے نمایان یون ہی عارض کا فروغ | شام کو جسطرح سے کر دے کوئی روشن چراغ
کیا سیہ خانہ مرا پرہول و آفت خیز ہی | افعی شام جدائی کا بنا ہی من چراغ
ہو جنون دیکھے جو اوسکے آتشین رخ کا فروغ | چاک کر ڈالے حریر شعلہ کا دامن چراغ

تھا بہم مدکو جو سوز و گداز عشق کا
جامۂ سبز و تن پر نور وہ یاد آگیا
ہجر کی شب کاروان اشک کے ہمراہ تھے
لڑکے ہاتھہ اوسکا چھڑانا شمع گل کرنا مرا

شام سے روتا رہا تا صبح میں دلتنگ و شمع
روے شبگو دیکھکر فانوس ہینا رنگ و شمع
نالہ و لخت دل سوزان برنگ زنگ و شمع
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور وہ جنگ و شمع

۷۹
کھینچتا تصویر اگر مجھہ دل جلے کی ای وزیر
سوز مین پھر ایک ہوتا خامۂ از رنگ و شمع
۲۰

ہو مثل شمع طور جو تنویر پاے شمع
ثابت ہوئی ہی کون سی تقصیر پاے شمع
کیونکر ہو تیری ساق بلوریں کا ہمسے وہ ضعیف
رتبہ ہے آگے شمعوں کے لون پاے یار کا
پہونچا ہی اب تو شعلۂ سر اوسکے پاؤن تک
لغزش قدم کو کچھہ نہوی سر کٹا دیا
رکھنا قدم جو بزم مین تیری گناہ ہی
ہمتو قدم نرکھہ سکیں اور وہ ہو بزم مین
یہ آرزو ہی پاؤن ترا کرکے روبرو
دیتا ہی اپنی جان عبث جلکے ای پتنگ
دل جلتے جلتے سینے مین کچھہ بچ رہا جو ہی

اون پاؤن کے نہ آگے ہو توقیر پاے شمع
جو موج اشک بنگئی زنجیر پاے شمع
کب ہو سکے پتنگ سے تقریر پاے شمع
پروانوں مین ہی جیسے کہ توقیر پاے شمع
ای اشک شمع کیجیو تدبیر پاے شمع
رکھتے ہین اپنے پاؤن بھی تاثیر پاے شمع
سر کو نہ کاٹ چاہیے تعزیر پاے شمع
بہتر ہی اپنے پاؤن سے تقدیر پاے شمع
کچھہ کرتے ہم پتنگ سے تقریر پاے شمع
لے سیکھہ شمعدان سے تسخیر پاے شمع
کھینچی ہی سوز عشق نے تصویر پاے شمع

بے ترے پروانے بھاگین مرغ وحشی کی طرح — گو دکھائے آنسوؤن سے اپنے آب و دانہ شمع

اوس بھبھوکے کو اگر دیکھے قبا پہنے ہوے — جامہ فانوس پھاڑے صورت دیوانہ شمع

دلکو کر خالی خدا تا بخشے اپنا داغ عشق — جب نہو کوئی جلائے آپ صاحب خانہ شمع

مثل فانوس خیالی وہ بھی گردش مین رہے — ہون وہ سرگردان سنے میرا اگر افسانہ شمع

ہون کسیکی چشم مست و روے روشن کا شہید — میری تربت پر چڑھانا چاہیے پیمانہ شمع

کیون نہ مین دیوانہ ہون اسکی نفاست دیکھکر — جامے مشعل منہ مین رکھتا ہی سگ جانانہ شمع

ایسی تاریکی شب فرقت کی ہی ملتا نہین — ڈھونڈتی پھرتی ہی کاشانہ مرا کورانہ شمع

گر نہ موج اشک کی زنجیر سے پابند ہو — بے ترے محفل سے بھاگے صورت دیوانہ شمع

۷۸	آتش غم بعد مردن اپنے کام آئے وزیر استخوان میرے جلائے جان کر جانانہ شمع	۱۲

ہی یہ دو دن بزم مے ساقی و مطرب چنگ و شمع — ایکدن چھاتی ہی اور بالین ہی اور ہی سنگ و شمع

ہون کسیکی فندق و ساعد کا مین یارو شہید — قبر پر پھر نشان رکھنا گل اور رنگ و شمع

روشنی خط سے ہوی زائل نہ رخ یار کی — ابتلک یکسان ہی وہ آئینہ نیرنگ و شمع

شمع کا مثل چراغ صبح تھا کافور رنگ — رات یکجا تھا جو وہ آتش عذار شنگ و شمع

اشک کا قطرہ کبھی گرتا نہین کیا ضبط ہی — گرچہ سوز عشق سے یکسان ہین دلتنگ و شمع

چشم تر خون دل نالان و داغ یاس ہین — ہجر مین ساقی ہمین جام شراب و چنگ و شمع

مثل پروانہ جلین کیون نہ اہل غم کے — ہی مشابہ اوس نگار رو سے آتش رنگ و شمع

پھپکے دوسن گل کرکے مین پیش رخ جانانہ شمع
بلغ بزم یار مین ہی سبزہ بیگانہ شمع

ایک عالم شکل فانوس خیالی گرد ہی
ہی بجا کہیے سراپا ہی قد جانانہ شمع

کس بھبوکے نی اوٹھائی رخ سی محفل مین نقاب
گر پڑی ہی برق کیصورت جو بیتابانہ شمع

ہین دہوان دھار اوسکی زلفین قد ہی سانچے مین ڈھلا
غنچہ گلگون ہی شعلہ ساعد جانانہ شمع

آئنگی شعلے سے گل ہونے مین قلقل کی صدا
پھونک کر منہ سی بجھائیگا جو وہ مستانہ شمع

اک ترے آنے سے اے ساقی ہی بزم آراستہ
ہین گلو و چشم و عارض شیشہ و پیمانہ شمع

جلوہ گر ہی یار بزم آشنا و غیر مین
ایک سے روشن ہی میان کعبہ و بتخانہ شمع

بزم مین گر روے روشن سی اوٹھائی تو نقاب
شرم سے چھپنے لگے زیر پر پروانہ شمع

بیٹھی ہر نور و چشم مست ساقی دیکھکر
کہتے ہین ہم جلتی ہی پیش در میخانہ شمع

کاٹتا ہی سر کو کیون اولٹی یہان تعزیر ہی
تیری محفل مین قدم رکھتی ہی گستاخانہ شمع

کٹ گیا سر بزم مین لیکن رہی ثابت قدم
ہی تو زن کہتی ہی لیکن ہمت مردانہ شمع

ہو فلک پیدا دہوین سے شعلے سی اک آفتاب
آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع

کرتی ہی تیار بالش فکر خواب صبح ہی
بھرتی ہی فانوس مین شب بھر پر پروانہ شمع

ای جنون یہ سوز غم کا ہی اثر مرنے کے بعد
جانتا ہی ہڈیون کو ہر سگ دیوانہ شمع

گو کرے احسان ظالم پر ہو کیا اوسکا کوی
کب کرے روشن بھلا ہو رکا کاشانہ شمع

ہو گیا روشن حسینونکی ہی بس بنیاد ظلم
گر نہو زنبور ای شماع ہو پیدا نہ شمع

شانہ جب اوسنے لیا اپنے حنائی ہاتھہ مین
ہو گئے روشن ہنگیا کنگہی کا ہر دندانہ شمع

دے گی خط حال زبانی کہے وہ ہیں لو خط سے
جاے طوطی سخنگو جو کبوتر کے عوض

مرکے کہتے ہین لب گور سے ہم حسن پرست
آہنہ لوح کو درکار ہی پتھر کے عوض

یاد پستان جو مجھے کرتی ہی دلوانہ وزیر
سنگریزے پڑتے ہین گلزار مین پتھر کے عوض

ردیف ظاے معجمہ

۷۶ — ۱۰

چلے تجھا سے لو خدا حافظ
تم بھی زاہد کہو خدا حافظ

تیرے کوچے سے ہیچ اوٹھا کے چلے
گیسوی مشکبو خدا حافظ

دم عیسی سے بھی شفا نہوی
لو بس ای ہمدمو خدا حافظ

ہی بہت زود رنج دل میرا
یار ہی تند خو خدا حافظ

اوس صنم کو خدا کہون نہ کہون
ہی سخن گو مگو خدا حافظ

دل کو بتخانہ کرکے کعبے چلے
زاہدو راہدو خدا حافظ

ہی فرنگن کے گورے ہاتھہ مین دل
جان کا صاحبو خدا حافظ

دیر سے مثل نالۂ ناقوس
جاتے ہین ای بتو خدا حافظ

بات بھی کی تو یہ کہا شب وصل
جائین ہم تم کہو خدا حافظ

شہ خوبان کے غم مین جان چلی
ای وزیر اب کہو خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

۷۷ — ۲۸

شعلۂ رخسار اگر دیکھے بنے پروانہ شمع
دودسان پھرنے لگے گرد سر جانانہ شمع

آتش رخ سے اگر روشن کرے جانانہ شمع
کرمک شب تاب سان بنجاے ہر پروانہ شمع

مر گئے ہم تو یہ اوس بت نے کہا دربانسے — گئے اللہ کے گھر آج مرے گھر کے عوض
مجکو موسی کیا فرعون بنایا اوسکو — زر تونگر کو دیا صبر مجھے زر کے عوض

۶۵	جنکو بے بستر گل نیند نہ آتی تھی وزیر سوئے ہیں خاک پہ وہ پھولونکے بستر کے عوض	۱۶

ساقیا آب جو مانگون مئے احمر کے عوض — کاسۂ عمر کو بھر دیجیو ساغر کے عوض
سر مرا کاٹ کے تلوار گلے پر رکھدی — دی ہی شمشیر دو سر یار نے اک سر کے عوض
تیغ ابرو کی شکایت ورق دل پہ لکھی — اوچھے زخمونکے جو خط پڑ گئے مسطر کے عوض
ناتوان ہین جو اوٹھے انسے تو یان آبیٹھے — دی جگہ روزن دیوار نے لو در کے عوض
فارغ البال کیا مجکو پریشانی نے — رہتی ہی پیش نظر زلف معنبر کے عوض
زر کو لکھے کوئی اولٹا تو وہ رز ہو جائے — زر ملے طالع واژونکی سبب رز کے عوض
میرے نالونسے شب ہجر زمین کانپ اوٹھی — آسمان ٹوٹ پڑے آج نہ اختر کے عوض
ابر دیار پہ قطرے یہ پسینے کے نہین — گوہر اس تیغ مین پیدا ہو جوہر کے عوض
یادگار گل نوخیز خزان مین ہی یہی — شاخ گل مین دل بلبل ہی گل تر کے عوض
کچھ گھٹا جسم مرا کچھ یہ بڑھا اشک کا تار — عیب پوش تن عریان ہوا چادر کے عوض
ساقیا مژدہ کہ آ پہونچی ہی مستانہ بہار — شاخ مین اب تو گلابی ہی گل تر کے عوض
آج اسواسطے روتے ہین یہ طفل نادان — دامن خاک ہی کل دامن مادر کے عوض
خواہش اسبابکی بس عالم اسباب مین تھی — سو رہے بعد فنا خاک پہ بستر کے عوض

رم کرے جلد یہ آہوے سیاہ شب ہجر		جلوہ افروز ہوا ہی شیر سوار عارض
۲۴	خط شبرنگ وہ آغوش زلیخا ہی وزیر یوسف روز سے افزون ہی وقار عارض	۱۷

آب شمشیر پلا دو مے احمر کے عوض
بھر دو قبضے کی کٹوری کبھی ساغر کے عوض

آبلے پھوٹ بہے دل کے بھر آئین آنکھین
سیپ مین آب گہر آتا ہی گوہر کے عوض

دست نازک جو ترا دیکھے تو فصاد کہے
رگ گل فصد کو درکار ہی نشتر کے عوض

جانب زاغ کمان کیون نہین اڑ جاتا ہون
تیر کے پر مرے بازو مین ہین کیا پر کے عوض

ساقیا بھول گیا کیا مری دریا نوشی
خم لگا دے مرے منہ سے کوئی ساغر کے عوض

گل رخسار کا دیوانہ ہون نازک ہی مزاج
پھول کیون مجکو لگاتے نہین پتھر کے عوض

وحشی چشم سیہ عین عنایت سمجھین
سنگ سرمہ جو لگاؤ انہین پتھر کے عوض

رشک کی جا نہین پھر کچھ مجھے وسواس نہین
مرغ دل نامہ جو لیجاے کبوتر کے عوض

کشور حسن ملا پرتو رخ سے تیرے
سلطنت آینہ کرتا ہی سکندر کے عوض

مثل شبنم عرق آجاے رخ گلگون پہ
غنچۂ گل جو انگیٹھی مین ہون اخگر کے عوض

سنگ رہ ہوگئے بت کعبے چلے تھے اے خضر
ملگئے راہ مین رہزن ہمین رہبر کے عوض

سوے دریا نگہ گرم سے دیکھا کس نے
آبلے سیپ مین پیدا ہوے گوہر کے عوض

دختر رز عوض روح بدن مین ہوتی
کاش ہوتا مری گردن پہ سبو سر کے عوض

اوسنے خط دست حنائی سے لکھا ہی مجکو
مرغ یاقوت پہ آئیگا کبوتر کے عوض

کیونکر ای حسرت دیدار تجھے سمجھاؤن		پائے نظارہ نزاکت سے ہی بار عارض
ناز بیجا نکرے خط سیہ تنگ صبیح		دیکھ ڈالے ہین بہت لیل و نہار عارض
٦٣	کیا تجھے دے وہ بھلا رخصت نظارہ وزیر رنگ رخسار نزاکت سے ہی بار عارض	١٥

کیا ہی دلچسپ ہی ای یار بہار عارض		کہ نگہ بیٹھ رہے جا کے کنار عارض
تیغ ابرو نکھنچی تیر مژہ بھی نچلے		گھر گیا مورچہ خط سے حصار عارض
آتی ہی کوچہ گیسو سے پریشان ہوا		نہ بھڑک جائے کہین اور بھی نار عارض
آیا پیشانی گردون پہ ستارو نسے عرق		دیکھیے آپ ذرا گرمی نار عارض
رات کو چاند ہوا دن کو بنا مہر منیر		رنگ بدلا کیا وہ شعلۂ نار عارض
خال رخسار دکھائے تمھین اعجاز خلیل		نخل گل ہو جو بڑھے شعلۂ نار عارض
کوچۂ زلف سے کیا آئی صبا تیز ہوا		اوڑ گیا تھا جو خط یار غبار عارض
یاد رخسار مین بوسے لیے منہ رکھ رکھکر		رات گل تکیے سے لیتے رہے کار عارض
شستہ و شو اشکون سے کرون ٹھہری ای حسرت دید		گرد دامان نگہ ہو نہ غبار عارض
اونکے ہر عضو پہ شیدا تھا ملی ویسی سزا	قطعہ	تھا فقط ایک نہ مین عاشق زار عارض
ٹکڑے ہو ہو کے گرے ہاتھ کہین پاؤن کہین		آنکھین کہین ہین کسی جا ہی مزار عارض
گر جدا کرتے ہو ہر عضو جبیت بھی سنو	قطعہ	عاشق چشم ہون اور عاشق زار عارض
نخل نرگس کے تلے آنکھین مری دفن کرو		کیجیے سایۂ گلبن مین مزار عارض

کیونکر وہ ملین ہمسے جب اتنے ہون انداز	ولہ	جور و ستم و ناز و ادا شور و شر انداز
قامت سوزنسے کیون ہی رشتۂ سوزن دراز		بدنما ہوتا ہی قد سے ہو جو پیراہن دراز

٧٢	ردیف ضاد معجمہ	١٧

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض		خضر آباد ہوا نام دیار عارض
نہ رہا حسن گئی صبح بہار عارض		خط شبرنگ ابھی ہی شب تار عارض
او جوان خط سیہ ہوگا یہ پیری مین سفید		صبح ہو جاے گی اک دن شب تار عارض
ای گلو کرتے ہو کیا حسن دو روزہ پہ غرور		عارضی ہی چمن رخ مین بہار عارض
دولت حسن پہ یہ خاک اوڑا رکھی ہی		غازہ عارض پہ ہی ای واے غبار عارض
اوس رخ صاف پہ کیا رو کے مخطط رکھون		پھول سے گالو مین چبھ جائین گے خار عارض
دولت حسن کا کوئی تو نگہبان ہوتا		زلف او سیم بدن کیون نہو مار عارض
صاف ہو آئنہ سان پھر خط مشکین منڈ جاے		پھر جلب ہو مرے اللہ تتار عارض
ہی کہان خط سیہ صدمے سے اسکے ہی کبود		سایۂ زلف نزاکت سے ہی بار عارض
ہی تری زلف سیہ دود رخ آتش رنگ		رونگٹے بھوے ہین عارض پہ شرار عارض
موجۂ نکہت گل ہی پے بلبل گلدام		عندلیب دل نالان ہی شکار عارض
گال پر گال فرا رکھ کے تماشا دیکھو	قطعہ	اپنا رخسار ہی یہ عاشق زار عارض
کرے قالب کو تہی شوق ہم آغوشی مین		وا ابھی شکل مہ نو ہو کنار عارض
گل کھلاتے ہین پسینے نے رخ رنگین پر		بھر دیا پھولونسے دامان بہار عارض

موشگافی سے ہی فرسودہ مرا ناخن فکر
نہ کھلا عقدہ کمر کا گرہ مو ہو کر

پاے نازک مین نظر آتے ہین سو سو نشان
آئے ہو کیا چمنستان سے لب جو ہو کر

ساقیا ہمنے شب وصل مین پی تھی جو شراب
روز فرقت نکل آتی ہے وہ آنسو ہو کر

ہم تو اس شرم رہائی سے ہین پانی پانی
دیدۂ چاک قفس سے چلے آنسو ہو کر

دیکھکر چہرۂ بت بہتے ہین ہادر اشک
پانی سورج کو دیا کرتے ہین ہندو ہو کر

یار کی گرمی رفتار نے اعجاز کیا
اوڑ گئی فندق یارات کو جگنو ہو کر

٢١ — ہون وہ عمدیدہ گرا نظر وسنے اکیل مین وزیر
کی جسگہ بھی جو کسی آنکھہ مین آنسو ہو کر — ٥

قبر کا ساتھ پس مرگ نہ چھوڑے پتھر
تہہ ہر انسانسے فراقت مین ہین وڑے پتھر

قبر مین بھی سر شوریدہ کو پھوڑے پتھر
قل کے ڈھیلونکی عوض چاہیین تھوڑے پتھر

لاے اب تیشۂ فرہاد عوض نشتر کے
کہد و جراح سے یان سر کے ہین پھوڑے پتھر

ابکی کچھہ فصل بہاری مین یہ ہے جوش جنون
سر نکالے جو ثمر شاخ سے پھوڑے پتھر

اب تو عاشق ہوے ہم تجبہ لگا جو چاہے
تیر تلوار تبر برچھیان کوڑے پتھر

ولہ

منہ آے نظر صاف وہ ہے یار کی تلوار
آئینے کا آئینہ ہے تلوار کی تلوار

ردیف زاے معجمہ

جانے نہین دیتا مجھے دربان در انداز
ہان لیجیو اے اشک مرے خانہ بر انداز

عاشق زار ہون ہین صبح ہوئی تو نذر رو — چھپ رہونگا گل قالین مین ابھی بو ہو کر
شیشۂ دلمین ترے تیغ اوتر آئے کہین — میان سے نکلی ہی محبوب پر ابرو ہو کر
شوق سے حلم کرے سجدہ کا پیغمبر حسن — آیتین سجدہ کی نازل ہوئین ابرو ہو کر
ہم بھی بتخانے سے جا نکلین کبھی بہر طواف — حضرت کعبہ کشش کیجیے ابرو ہو کر
ساغر چشم کی ہم فکر مین یہ محو ہوے — سر بھی زانو پہ رہا کاسۂ زانو ہو کر
اسقدر بس گئی تجبیر کہ نظر آتے نہین — اب تو گلزار مین گل رہنے لگے بو ہو کر
ناتوانی سے ہوا خون کا بھی رنگ سفید — کیا بہانہ ہی جو بہ جاے اب آنسو ہو کر
جسم سے روح نکل آے پے استقبال — چلتے ہی تیغ قضا جنبش ابرو ہو کر
جان پڑ جاتی ہی زیور مین پہنے سے ترے — کہین اوڑ جاے نہ جگنی تری جگنو ہو کر
چشم لیلی کو یہ لپکا تھا نظر بازے کا — نجد مین قیس کو دیکھہ آتی تھی آہو ہو کر
جنس دل جانچ بھی لے تول بھی حاضر ہی — رہ گیا سینے مین کیون تیر ترازو ہو کر
ناک بھون ایسی چڑھائی کہ ہوا ناموزون — یار موزون یہ ترا مطلع ابرو ہو کر
آدمیت یہ خداداد ہی اللہ اللہ — انس انسان سے کرتے ہو پریرو ہو کر
رشک سنبل ہوی بلبل کی پریشان نظری — زینت چہرۂ گل ہو گئی گیسو ہو کر
ٹھہرا ہی جوشش گریہ کہ گلا کٹ جائے — آب شمشیر نکل جاے نہ اچھو ہو کر
نہ ہٹی باغ سے آمد جو مرے گل کی سنی — رہ گئی صبح بہاری گل شبو ہو کر
تم نہاکر جو چلے غم سے سمٹکر دریا — آگیا دیدۂ گرداب مین آنسو ہو کر

یہی سمجھ کے گلے کاٹو سخت جانوں کے
ہم اپنی تیغ کو کرتے ہیں تیز پتھر پر

نتوڑ پاؤں سے مینا ے مرکوای زاہد
فلک کو دیکھ کہ شیشہ ہی کاسہ سر پر

گلوری کھاؤ کہ ہو جائیں سرخ دانت سفید
دکھاؤ آتش یاقوت آب گوہر پر

نثار کرتے ہیں آدیکھو جان نثار کی یاس
گلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر

نمود خط پہ وہی ہی صفای عارض یار
غبار آئنہ ہی خاطر سکندر پر

بنا ہی خواب اجل انکو نام سونے کا
ہمیشہ طالب زر جان دیتے ہیں زر پر

لگے گا موذیوں کے ہاتھ مال موذی کا
کہ سانپ بیٹھتے ہیں دولت تونگر پر

لڑیں نہ پھر خدا مجسے منکر دیدار
یہ فیصلہ تو ہی موقوف روز محشر پر

حباب وار ہی آمادۂ فنا دریا
صدف کو ناز عبث ہی طلسم گوہر پر

نہ پوچھو وحشیوں سے کیوں کھلی ہی فصد یہ
یہ خون چکان ہی حکایت زبان نشتر پر

تمھارے قصر صفا کی واہ کیا ہی صفا
پھسل کے سایہ دیوار گر پڑا در پر

نیاز نامہ چلا لیکے ناز پروردہ
کہ منتوں کی ہی چوٹی سر کبوتر پر

زمیں پہ دوڑ کے آنا بھی آدمی نہ چلے
یہ شوخیاں نہیں اچھی ہیں وحش نادر پر

لگائی دانت پہ محبوب سبزہ رنگ نے تیغ
خضر نے ناؤ چڑھائی ہی آب گوہر پر

..	وزیر بعد نبی مرتضی نبی ہوتے نہوتی ختم نبوت اگر پیمبر پر	۲۵

ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر
روح میری گل عارض میں رہے لو ہو کر

دہان زخم گلو سے اگر ذرا چوسون
سمٹ کے آب ہو قطرہ زبان خنجر پر

فقیر خانے زمین جو آئے بس ہمین بیٹھے
گلیم سایہ دیوار ہی بچھی در پر

تمھارے یوسف رخسار کو اگر دیکھے
درود آئینہ پڑھنے لگے پیمبر پر

ادھر اودھر ہے گھر سے ترے کبھی نہ گرے
برنگ سایہ ہین دیوار پر کبھی در پر

پری کیطرح جو شیشے سے نکلی دختر رز
گمان بد سے رکھا ہاتھ چشم ساغر پر

وہ گرم خون ہی میرا اگر ذرا ابھر جاے
پسینا بن کے نکل آئے آب خنجر پر

جو آیا جا نہ سکا ہی یہ گھر ترا دلچسپ
پڑی ہی سائے کے مانند چاندنی در پر

کیا یہ صرف تواضع قد خمیدہ نے
کہ اپنے پاؤن کو جا دی ہی آنکھون پر سر پر

خطاب شاہ شہیدان عطا کرا و ظالم
ہماے تیغ کا سایہ پڑا مرے سر پر

کسی نے آنکھین بچھائی ہین کیا تمھارے لئے
گمان تار نگہ ہی جو تار بستر پر

تری مژہ کی صفت لکھکے خط مین چھپا دے
پھری اجل کی چھری گردن کبوتر پر

وہ بدگمان ہون کہ خط دیکھے بند کین آنکھین
پنہا ہی باز کی ٹوپی سر کبوتر پر

اوٹھی جو موج دم خندہ آب دندان سے
بنی ہی چادر آب اوس رخ منور پر

عیان جبین سے رگ گل ہو مثل چین جبین
جو پاؤن رکھو تم اے جان جان گل تر پر

غضب ہوا کہ بت سنگدل پہ دل آیا
خدا بچاے کہ شیشہ گرا ہی پتھر پر

نگاہ قہر ہی اے جان نامہ بر پہ کرو
کبھی تو باز کو چھوڑو مرے کبوتر پر

خدا پرست سے کھدو ہو امین سنگ پرست
نشان ہاے نبی پڑ گئے ہین پتھر پر

بناوٹ نی بگاڑا باتین سنو ہین خموشی نی
نپوچھ ہمنے کیا ہی منہ کی کہائی بزبان ہوکر

کھلے کا راز الفت گر یہ چپ بیٹھے کے چرچے ہین
گریگی مجکو رسوا میری خاموشی بیان ہوکر

نہین ہی گو دہن باتین کرو چشم سخنگو سے
مسیحا ہوتے ہو مشہور ابھی معجز بیان ہوکر

در غلطان نکل آیا صدف سی عشق دندان نہین
مگر گوہر یتیمی لے چلی رنگ روان ہوکر

یہی کہ کہکے شب بھر یار کو پیش نظر رکھا
دکھائین گی تماشا تمکو آنکھین تیلیان ہوکر

دہان حلقۂ در سے مکان یار کہتا ہی
نکالون تجکو آدم کیطرح باغ جنان ہوکر

جہازی تیغ قاتل کی جو کشتی بنکی آ پہنچی
اڑا لائی مگر باد مخالف بادبان ہوکر

نہ توڑے پھول کوئی ٹوٹ جائیگا دل بلبل
پھریگا طائر رنگ چمن بے آشیان ہوکر

سفر مین میری آنکھون سے یوسف کو دکھایا
غبار رہ مین نظارہ گرد کاروان ہوکر

رخ گلگون کا نقشہ اور کردی ہیبت ابرو کی
بہار نظم دکھلائے گلستان بوستان ہوکر

تری آنکھون کے نظارے کا سودا ایسا ہو جائے
رہین پا نگہ مین انکے حلقے بیڑیان ہوکر

وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر لب آنے جب کھینچی
نکل آئی دہان زخم سے سوکھی زبان ہوکر

زمین پر نقش پا سے خط یہ خط تحریر ہون قاصد
جو تو تو پہنچائے نامہ صورت خامہ روان ہوکر

لب بام آگئے گر دیکھو تماشا تمکو دکھلاؤن
کمند آسا چڑھون تار نگہ پہ ناتوان ہوکر

۶۹	کہین گر زندہ در گور اہی وزیر اب وہ تو زیبا ہی کیا ہی مینے پیدا سنگ مرقد سخت جان ہوکر	۳۳

وصال مین تو کرو رحم مجسے لاغر پر
کہو تو لیٹ رہون ایک تار بستر پر

کمان ابرو کی ایسی نرم ہے آئیگا جو ناوک
رہیگا استخوان مین اپنے مغز استخوان ہو کر

چھوڑائی جو سکر ہمنے مسی تو کیا ہی شرمایا
لب اوس محبوب کا چھپنے لگا منہ مین زبان ہو کر

فلک میری طرح آخر تجھے بھی پیس ڈالیگا
اوڑیگا ہی ہما اک روز گرد استخوان ہو کر

ہمارے ہیر کڑے اپنی سگ جانان جو کھائے
ملائم استخوان ہو جائین مغز استخوان ہو کر

جہان جو چاہیے ویسے ہنے دکھلائی نیرنگی
بصر آنکھون مین گویائی زبانمین دلمین جان ہو کر

ستم کو اوسکے بد کہیے تو خونریزی پہ مائل ہو
کرے سنگ ملامت تیز خنجر کو فسان ہو کر

نہانے مین جو لہراتی ہے زلف یار دریا مین
تڑپنے لگتی ہین پانی پہ جیسے مچھلیان ہو کر

ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کمان ہو کر

اوٹھائیگی جو ہمکو وحشت دل یار کے در سے
گرینگے یا ترے پاؤن پہ اپنے بیڑیان ہو کر

کہا جو اونسے چاہا ضعف سے یان لب نہین ہلتے
سبک کر دیتے ہین حرف سخن بار گران ہو کر

اثر باقی رہا بلبے شب فرقت کی تاریکی
چراغ روز سے شعلہ نکل آیا دھوان ہو کر

خط نوخیز مین عارض جو تیرے چھپتے جاتے ہین
پری بنجائینگے اس سبز شیشے مین نہان ہو کر

گرا قدمون پہ صید ناتوان تھا ہاتھ سے چھٹکر
جگہ دے اسکو نقش پای صیاد آشیان ہو کر

ترے وحشی کو برسون ایسی پری کب نیند آئی ہے
اگر خواب گران آیا بھی تو سنگ گران ہو کر

۶۸ | وزیر اوسکا ہون مین شاگرد جسکو کہتے ہین منصف
لیا ملک معانی بادشاہ شاعران ہو کر | ۱۷

گذر جا عالم امکان سے اے دل نور جان ہو کر
گرا دے چار دیوار عناصر لامکان ہو کر

صاف ہی مثل حنا رنگ کف پا سے عیان — سرخ دستار جو تم باندھے ہو جانان سر پر

دل عشاق بہت گیسو ونمین نالان ہین — گرد و آزاد کہ ہی شور اسیران سر پر

جسطرح ٹوکری مٹی کی اوٹھالے مزدور — اے جنون یونہین اوٹھالو نمین بیابان سر پر

غیرت تخت ہی ہم خاک نشینونکو زمین — صورت چتر ہی یہ گنبد گردان سر پر

دامن دشت مین جیب پھاڑ کے پھینکا ہمنے — چوم کر قیس نے رکھا وہ گریبان سر پر

نا۴۸

۶۷	ناتوانی نے خمیدہ یہ کیا مجھکو وزیر زیر پا چاک گریبان ہی تو دامان سر پر	۲۵

چلا ہی اودل راحت طلب کیا شادمان ہو کر — زمین کو ہی جانان رنج کیا آسمان ہو کر

کیا ویران چمن کو آے ہو کیا تو بستان ہو کر — ہوے گل پانی پانی یہ چلے آب روان ہو کر

اہی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے — اکیلے پھر رہے ہو یوسف بے کاروان ہو کر

جواب نامہ کیا لایا تن بیجان مین جان آئی — گیا یانسے کبوتر وانسے آیا مرغ جان ہو کر

غضب ہی روح سے اس جامہ تن کا جدا ہونا — لباس تنگ ہی اوتریگا آخر دھجیان ہو کر

اگر آہستہ بولون ناتوانی کہتی ہی بس بس — صداے جنبش لب دیتی ہی صد فغان ہو کر

عذار آتشین خط سیہ اکدن نکالے گا — رولائیگا یہ شعلہ میری آنکھونکو دھوان ہو کر

مکدر ہو اگر لو مجھکو گاڑ دو اسطرف دیکھو — کہ زیر خاک ہون گردنگہ سے ناتوان ہو کر

کیا غیرونکو قتل اوسنے موی ہم رشک کے مارے — اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر

پھرا صد خاک ہو کر کوچہ کاکل سے دل اپنا — عزیز و یوسف گم گشتہ آیا کاروان ہو کر

بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہی / روز لائی تہی بلا زلف پریشان سر پہ
سر بجیب آج کل ای جوش جنون بیٹھا ہون / ہاتھہ ڈرائیو تو پہنچا ہی گریبان سر پہ
قد ترا صاف ہی سانچے مین ڈھلا شمع صفت / شعلۂ رخسار دھوان کاکل پیچان سر پہ
آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہی بہار / لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پہ
ہون وہ مزدور کہ مرکر نہوا چھٹکارا / لیچلا بار غم فرقت یاران سر پہ

٦٦ یاد ابرو مین ہوا سر بگریبان جو وزیر / آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پہ ١٦

داغ سودا سے ہوی چشم نمایان سر پہ / تیر پر تیر لگے بنگئے مژگان سر پہ
سرخ دستار ہی ای قاتل ویران سر پہ / سچ کہو یا ہی چڑھا خون شہیدان سر پہ
سر جھکا کہ تجھے ای رشک پری دیکھینگے / حشر کو ہونگے جب دیدۂ انسان سر پہ
قید یوسف تہا جہان جا کے زلیخا نے کہا / اوٹھہ سکے تو مین اوٹھالون ابھی زندان سر پہ
گل جو ہین کفش ہین تو پھول ہین ٹوپی ہین تری / بوستان زیر قدم ہی تو گلستان سر پہ
ذکر رخ کرتے ہین آکر سر بالین مزار / روز پڑھ جاتے ہین کس لطف سے قرآن سر پہ
ای جنون نوچو نہ مین سر سے نکیون موسے سفید / صاف دہوکا ہی کہ ہین تار گریبان سر پہ
پھر جنون ہوگا ہمین پہنینگے پھر زنجیرین / پھر تری زلف ہوی سلسلہ جنبان سر پہ
مدت قید اسیران کہن کیا کہیے / گل کے سو بار گرے تختۂ زندان سر پہ
دام کاکل مین نہ مچھلی کف رنگین کی پھنسے / ہاتھہ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پہ

کاندھے پہ اوسکے زلف شب باہ ہنگی
پر تو فگن ہی رخ کی جو تنویر دوش پر

مشہور ہو نہ یار کمین یوسف اسیر
رہنے لگی ہی زلف کی زنجیر دوش پر

قاتل مرے گلے پہ تو رکھہ دیکھیو اوسے
گر نازکی سے بار ہو شمشیر دوش پر

وہ مجکو قتل کرکے ہوے ایسے بیحواس
ترکش مین تیغ رکھنے لگے تیر دوش پر

۶۵
کاندھا دیا جنازے کو قاتل نے ای وزیر
کیا میری لاش کی ہوی توقیر دوش پر
۱۷

تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جو ہرِ رنگ کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

ہی جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پر
نظر آتی ہی دھوان کاکلِ پیچان سر پر

جاتے ہو باغکو پہنے ہو گلابی ٹوپی
بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پر

رات صیاد نے یہ کہکے سرافراز کیا
رہین لٹکے قفس مرغ خوش الحان سر پر

ناوک غم سے ہی غربال مرا کاسۂ سر
خاک چھانون جو پڑے گرد بیابان سر پر

ای جنون نالے کرون دشت تہ و بالا ہو
زیر پا ہی ابھی آجاے بیابان سر پر

جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پر

نہو گر شمع سر گور غریبان تو نہو
ہی ہر اک رات ستارون سے چراغان سر پر

اک پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آگئی تھی جو بلا سے شب ہجران سر پر

ہم ترے پانون پہ سر رکھنے نہ پائین ای سرو
دین جگہ قمریون کو سرو گلستان سر پر

گردش بخت کی تاثیر اسے کہتے ہین
سر کی دستار ہوئی گنبد گردان سر پر

ای ماہ ہی یہ زلف گرہگیر دوش پر
یا مجھ سیاہ بخت کی تصویر دوش پر

قاتل نے کب یہ رکھی ہی شمشیر دوش پر
ہی ابروِ خمیدہ کی تصویر دوش پر

آنے گی بڑھ کے پاؤن تلک کاکل دراز
رہنے نہ دے گی اب اسے تقدیر دوش پر

طفلی کی باتین آتی ہین پیری مین ہمکو یاد
کیا دن تھے وہ جو کرتے تھے تقریر دوش پر

یان تک کھنچا ہی ضعف کہ ہاتھونکو ہی گران
پھرتا ہون رکھکے یار کی تصویر دوش پر

قاتل نے میرے بعد کیے ترک ہی ظلم
خنجر نہ ہی کمر مین نہ شمشیر دوش پر

ساقی مرا بنا ہی مکان تو ہر ایک مست
لیجائے خشت خم کی تعمیر دوش پر

تمثیل دون جو یار کی زلف سیاہ سے مین
چڑھ جائے میرے پاؤن کی زنجیر دوش پر

دوش سحر پہ آئے نظر آفتاب حشر
اوس طفل کو چڑھائے اگر پیر دوش پر

تاخیر میرے قتل مین ہوتی نہ اسقدر
کرتی نہ تیغ یار جو تاخیر دوش پر

کیا سر چڑھا کے اسکو بگاڑا ہی یار نے
بل کر رہی ہی زلف گرہگیر دوش پر

اوس شمع رو کی زلف سیہ فام دیکھکر
پھبتی کہون یہی کہ ہی کلگیر دوش پر

تو ہاتھ سے چھوے تو ابھی شمع بزم مین
رکھے اوٹھا کے پاؤن سے کلگیر دوش پر

جائینگے اوڑ کے تیری طرف وہ ہدف ہین ہم
پر بنگیا جو آ کے لگا تیر دوش پر

گھر کر کے کسیکے دل مین نہ بیہودہ خاک چھان
مٹی اوٹھا نہ تو پے تعمیر دوش پر

بل کر رہی ہی زلف جدا تیغ ہی جدا
ہوتی ہی میرے قتل کی تدبیر دوش پر

اس رشک سے کیا نہ کبھی مین نے ذکر یار
کرلین کہین فرشتے نہ تحریر دوش پر

کرتی ہی گنہ خلق خدا کچھ نہین کہتا		وقف ہی کہ نازک ہی بہت خوی محمد
٦٣	ردیف راے مہملہ	١٣

ذرا تو دیکھ لے وہ ہمکو آکر	کوئی دم اور بھی اہی دم وفا کر
اگر پوچھے وہ بربادی ہماری	صبا کہدیجیو کچھ خاک اوڑا کر
ہزارون ہوگئے ٹکڑے گریبان	چلے اس ناز سے دامن اوٹھا کر
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین	تو کیا کہتا ہی کچھ ابی دوا کر
مین وہ بیمار ہون برگشتہ طالع	اجل پھر جاے گی بالین تک آکر
گریبان صبح محشر نے کیا چاک	قیامت کی ہی کیا قامت دکھا کر
جو وان کا چھپ کے جانا یاد آیا	تو کیا رونے لگے ہم منہ چھپا کر
یہ یاد آتی ہی کسکی اچپلاہٹ	جو گر پڑتی ہی بجلی تلملا کر
جو یاد آیا خم محراب ابرو	کیے سجدے کئی سر کو جھکا کر
نہین اوٹھنے کے قاتل کی گلی سے	کہ ہم بیٹھے ہین سر سے ہاتھ اوٹھا کر
ترا گیسو بہت بل کر رہا ہی	بگاڑا تو نے ظالم سر چڑھا کر
مین یہ سمجھا دعا دیتا ہی مجکو	لگا جب کوسنے وہ ہاتھ اوٹھا کر

٦٤	وزیر اب تا کجا یہ بت پرستی کسی دن تو بھلا یاد خدا کر	٢٣
کرتے ہو باتین رکھکے جو شمشیر دوش پر		سیکھے زبان تیغ نہ تقریر دوش پر

نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین
چھوڑ کر ہی خواب مجکو آپ سو جاتی ہی نیند

کہتے ہین سونا اسے جو نکانہ روز حشر تک
اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

کیا غلط سمجھے وہ آنکہ گا پھڑکتی ہی جو آنکھہ
آنکھہ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند

فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
وصل مین آتے ہوے آنکھونمین شرماتی ہی نیند

منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین
او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

کوی جانانسے جو اوٹھتا ہون تو سو جاتے ہین پاؤن
دفعۃً آنکھون سے پاؤنمین اوتر آتی ہی نیند

گرمی سوز جگر بیتاب کر دیتی ہی جب
ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہی نیند

تیغ کا پھل کھایا آب تیغ پی کر سو رہے
کثرت آب و غذا سے واقعی آتی ہی نیند

صورت زاہد نہ جاگو حضرت دل سو رہو
قبلہ مین کعبہ مقصود دکھلاتی ہی نیند

اس مری دیوانگی پر ای جنون پتھر پڑین
آنکھہ کے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہی نیند

واہ ری تاثیر الفت بلبے فرط اتحاد
غش پہ غش آتے ہین مجکو جب انھین آتی ہی نیند

سوتے ہو تو چشم بد دور آنکھین ہنستی ہین کھلی
فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

ہجر مین سونے کی ایسی ہی تمنا ای وزیر
دیکھتا ہون اوسکو حسرت سے جسے آتی ہی نیند

اللہ رے حسن رخ نیکوے محمد
ہی چشم خداوند جہان سوے محمد

نظرونمین شفاعت نے عمل تول لیے ہین
پلے پہ ہی امت کی ترازوے محمد

بخشش مین وہ مصروف ہین گرم شفاعت
اللہ سے ملتی ہوی ہی خوے محمد

یاد میں اک ماہ کے رونے تو چھٹکی چاندنی
پھاڑ کے پھینکے ہیں او وحشت گریباں اسقدر
دیدۂ خونبار سے دیکھوں اگر اے رشک گل
بزم میں اپنی وہ گل آیا ہے پھر میکشی
ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دیدۂ سوزاں میں دیکھو اشکہای گرم کو
دید کا مانع ہوا ہے پرتو حسن صبیح

ہجر کی شب کا ہوا اشکوں سے منہ کالا سفید
صورت جیب سحر ہے دامن صحرا سفید
سرخ ہو جائے ترے دالان کا پردا سفید
پھول بھر کر لائیو ساقی کوئی شیشا سفید
گل جو اوسکے آگے خجلت سے ہوا سارا سفید
ہے یہ وہ مجمر کہ جسکا ہے ہر انگارا سفید
پڑ گیا آنکھوں پہ او محبوب اک پردا سفید

٦٢

کی وزیر اشکوں نے یونہیں ہجر میں گر شست و شو
دامن شب صورت جیب سحر ہوگا سفید

٢١

وصل میں رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہے نیند
یاد چشم سرمگیں میں شب کو گر آتی ہے نیند
فرقت دلدار میں سہواً اگر آتی ہے نیند
عین بیہوشی ہے ہشیاری نہ سمجھا چاہیے
کروٹیں لے لیکے کہتے ہیں شب فرقت میں ہم
اونکی فرقت میں نہ پوچھو سرگذشت خواب چشم
سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہے ذکر
فرقت دلدار میں سونیکو مرنا کہتے ہیں

آج کن اٹکھیلیوں سے آنکھوں میں آتی ہے نیند
صورت مرغ نگہ آنکھوں سے اوڑ جاتی ہے نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہے نیند
اہل غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہے نیند
کس طرح اے خفتگان خاک آ جاتی ہے نیند
آج کل پاہی نگہ کی ٹھوکریں کھاتی ہے نیند
تہ قفس میں کوئی دم بلبل کو آجاتی ہے نیند
عاشقوں میں خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہے نیند

ہو گئیں زلفیں سفید اب ناریجا چھوڑیے		صورت کافور عنبر ہو گیا سارا سفید
میکشی منظور ہی اب اک گل رعنا کے ساتھ		ساقیا ہو سبز ساغر سرخ مے شیشا سفید
٦١	تار بستر ہو گیا میرا تن لاغر وزیر یا نظر آتا ہی بستر پر کوئی دھاگا سفید	۲۳
ہی بہار اک یہ بھی گر ہو خط سبز اوسکا سفید		خوشنما ہوتا ہی کیا گرد قمر ہالا سفید
ضعف سے اپنا تن لاغر ہوا ایسا سفید		بستر غم پر پڑا ہی اک مو گویا سفید
تم جو کہتے ہو نہ ہوگا خط سبز اپنا سفید		واہ سچ کہیے کبھی دیکھا نہیں طوطا سفید
کیا چمکتا ہی پیالا ماہ تابان کا سفید		لائیو ساقی ذرا بلور کا شیشا سفید
چاند کی صورت ہی اوس مہرو کا نقش پا سفید		چاندنی کی طرح آتا ہی نظر سایا سفید
شکل مرجان سرخ موتی پر تو لب سے ہوا ہی		مثل گوہر عکس دندان سے ہوا مونگا سفید
چشم اشک آلود پر دامن وہ رکھکر کہتے ہیں		کیون بہا دون تیرے طفل اشک کو کرتا سفید
اشک گیا دامن سے پوچھے ملگیا ملبوس خاص		برہنہ تھا طفل اشک اوسکو دیا کرتا سفید
سرخ عارض ایسے ہیں گل جنکے آگے ہیں سیاہ		کیا سیہ ہی چشم جسکے آگے ہی سرما سفید
آگئی صبح اجل ساقی نہ آیا میکشو		ہو گئیں آنکھیں برنگ پنبۂ مینا سفید
روبرو عالی کے ادنی کو نہیں ہوتا فروغ		مہر کے آگے ہی مہ اک ابر کا ٹکڑا سفید
سرخ ہو مثل قبا ہی گل بدن کے رنگ سے		پہنے شبنم کا اگر وہ رشک گل کرتا سفید
وہ جو انکا نہیں پیری میں رہتا رنگ روپ		ہوکے خاکستر دلا ہوتا ہی انگارا سفید

قطعه

خیال قد مین ہی قد قامت الصلوۃ فغان — غشی نماز ہی تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابرو مین ہی خم قامت — سجود سر کا پٹکنا ہی اور اذان فریاد

۸۰	وله	۱۷

خط نہ شبگون ہی نہ مثل صبح ہی چہرا سفید — ہین طلسم حسن سے موجین سیہ دریا سفید
ناتوانی سے ہی اے قاتل لہو میرا سفید — نیمچہ ہو جاے گا بھر کر ہلال آسا سفید
کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ سے — ہو گیا چونے کی صورت پانمین کتھا سفید
یہ زحل مریخ زہرہ ہین فلک تو حسن کا — نشاہی سے ہی آنکھہ سرخ اور تل سیہ مکھڑا سفید
گورے گورے اپنے گالونکو اگر چھو لیجیے — ہو حنائی ہاتھہ ابھی مثل ید بیضا سفید
گوش زد ہو جاے گر وہ شہرہ حسن صبیح — ہو بیاض چشم سان ہر کان کا پردا سفید
تیری پیشانی سے او مہ وعرق ٹپکا نہین — آسمان حسن سے ٹوٹا کوی تارا سفید
واہ کیا ہی جلد گئے تو بھی ای صبح وصال — ہو گیا مین ہجر اور زلف شب یلدا سفید
تیرہ بختونکو نہو کچھ فائدہ منعم سے بھی — جسم اگر چاندی کا تیرہو نہو سایا سفید
رنگ بدلے تھا جو خط مین وصف خط و زلف و رخ — ہو گیا اکثر کبوتر بھی ہرا نیلا سفید
نازکی سے خاک پر گر گر کے ہوا ہی یہ کبود — ورنہ تھا مہتاب سے بھی یار کا سایا سفید
روبرو خورشید کے ہو جاتے ہین کالے ہرن — تو اگر آنکھین دکھائے ہو ہرن کا لا سفید
دامن اوس مہ کا چھوے یارب جو غیر روسیہ — آستین کیطرح اوسکا ہاتھہ ہو سارا سفید
پرورش منظور ہی آنکھون سے طفل اشک کی — شیر بنجائے لہو ای ضعف ہو ایسا سفید

گھٹا اگر مرے اس دود آہ کی چھائی
کریگا صورت طاؤس آسمان فریاد

عدو جو لاش پہ آئے نہ رنج ہو بس مرگ
چراغ مردہ کرے آپ ہے کہاں فریاد

ہیں انجمن میں ہوں پروانہ باغ میں بلبل
کہیں جلوں کہیں کرتا پھروں فغان فریاد

چھپی ہے کانکے پردے میں شرم کے مارے
جو بے اثر کبھی آئی ہے تا زبان فریاد

خیال زلف و رخ آتشیں میں نالان ہوں
عجب نہیں ہے زبان شعلہ ہو دھوان فریاد

کہیں خوشی سے زیادہ ہے غم مرا اشتیاق
ہنسی سے بیشتر آتی ہے تا زبان فریاد

جفائیں انکی بیان کیجیے وفاؤنکے ساتھ
ہنسی بھی لب پہ ہو آئی جو تا زبان فریاد

صدای پا سنی اوس سرو کی جو وقت خرام
گمان ہوا مجھے کرتی ہیں قمریان فریاد

بس اک گھڑی میں بنا دیجیے انھیں گھڑیال
وہ کیجیے آہ کریں ساتوں آسمان فریاد

برنگ غنچۂ سوسن دہن کبود ہوا
لبوں پر آئی جو یاد مسی میں یاں فریاد

فزوں ہے نالوں کے باعث سے قیمت بلبل
زیادہ کیوں نکرے قدر عاشقان فریاد

نہ آئی اپنی قفس تک صدائے خندۂ گل
ہزار بار گئی تا بہ گلستان فریاد

بگوش دل سنے بلبل تو دم بھڑک جائے
ہے موج نکہت گل اپنی باغبان فریاد

سنا ہی کرتے ہیں وہ درد گوش کا شکوہ
لو پہنچ گئی دل پر درد کی وہاں فریاد

ترے خیال گلستان رخ میں ہم او طفل
چمن میں کرتے ہیں پڑھ پڑھ کی بوستان فریاد

پھٹے ہیں کانکے پردے دم آیا ہونٹوں پر
وبال گوش ہے نالہ بلائے جان فریاد

زبان پر آتی ہے اب بے صدا برنگ نفس
ہوئی ہے برسوں میں اپنی مزاجدان فریاد

ہمارے ساتھ کرے کیون نہ آسمان فریاد
صدا نکلتی ہی گنبد مین تو اَمان فریاد

ٹھہر کے آتی ہی ہر استخوان پہلو پہ
ہوی ہی ضعف سے محتاج نہ زبان فریاد

میان ارض و سما یون ہون آہ مین نالان
کہ جسطرح سے ہو دو لب کے درمیان فریاد

مثال نی ہوے سوراخ ناوک غم سے
تمام جسم کے کرتی ہین استخوان فریاد

دکھایا پھول سا رخ کسنے اور سرو سا قد
کہ نالے بلبلین کرتی ہین قمریان فریاد

ہما ہی آے سگ یار اگر نہین آتا
کہان تلک کرین یہ مشت استخوان فریاد

کوئی بھی دیر و حرم مین نہ داد کو پہنچا
دعائین مانگین بہت کی یہان وہان فریاد

تمھارے دل مین خدا جانے ہوا اثر کہ نہو
بتہ کہو تو کرون پھر امتحان فریاد

کہے فلک وقنا ربنا عذاب النار
وہ دل جلا ہون کرون جب شرر فشان فریاد

جو ایک رات نہ دیکھے ہلال ابروے یار
کرے زبان مہ نو سے آسمان فریاد

چمن مین غنچے چٹک کر جو پھول بنتے ہین
زیادہ کرتی ہی کیا حسن گلرخان فریاد

ترے جلے بھنے کب سوز غم سے نالان ہون
کباب خام کرے آگ پر فغان فریاد

زبان تک آ نہین سکتا ہی ایک حرف خوشی
ہوی ہی اپنے درلب پہ پاسبان فریاد

شب وصال کے ساتھ آئیگی فراق کی صبح
کریگا شام سے مرغ سحر یہان فریاد

جو رووَن دیدہ روزن سے رونے دیوارین
کرے فغان پہ لب بام سے مکان فریاد

ہی میرے قہقہے کے ساتھ ساتھ نالہ بھی
صدائے خندہ سے رہتی ہی تو امان فریاد

زمین پہ ہر دم رقص اونکے گھنگرونکی صدا
کہ تارے کرتے ہین بالاے آسمان فریاد

جہانمین شور ہی پھٹتے ہین کان کے پردے
ابھی تو آئی ہے سینے سے تا زبان فریاد

فغان وہ سنکے مری ہنستے ہنستے لوٹ گئے
نکل کے منہ سے ہی شاخ زعفران فریاد

نہو وہ گل تو دل عندلیب نالان ہو
کرے برائے گلستان یہ بوستان فریاد

ہوا وہ نہیں دم رخصت جو رنج تنہائی
تو میرے ساتھ کیے درد و غم فغان فریاد

دلا قسم تجھے زلفون کی دوپہر تو ہو چپ
کہ آدھی رات سے کرتے ہین پاسبان فریاد

تمھاری تیغ نے کیا کیا زبان درازی کی
نکیون کرین دہن زخم کشتگان فریاد

لہو پیئیگی نہ جب تک مرا بجھے گی نہ پیاس
کرین گین یار کے بالے کی مچھلیان فریاد

دکھائے گا نہ کبھی آب تیغ وہ ظالم
کیا کرین مرے بازو کی مچھلیان فریاد

جو ابر زلف مرا نالہ گوش زد کردے
برنگ برق کرین اونکی بجلیان فریاد

جو آتش گل تر سے سپتی ہوئی بلبل
کریگا صورت ناقوس آشیان فریاد

خموش شمع کی طرح ہون مین وہ رہی لب سے
جو منہ لگا و تو سن لو مری فغان فریاد

نہ راتدن تجھے دیکھین تو پھر جلا جل سا
کرین ہم یہ مہ و مہر آسمان فریاد

کسی کی خاطر نازک کا جب خیال آیا
زبان تک آکے ہوئی زیر لب نہان فریاد

برنگ شمع ہوئے روزن جو خار چبھ کر
کرینگی اب مرے پاونکی انگلیان فریاد

ادا سے میری نہیں انگلیان وہ چٹکاتے
یہ اونکے ہاتھون سے کرتی ہین انگلیان فریاد

٥٩	وزیر نالے صدائے شکست رنگ سے کر وہ بیدہ من ہے گر اب تو بھی بے زبان فریاد	٣٦

دو دن جو تشبیہ نہین آنکھون مین چربی چھائی
ساق گلرنگ تری شمع کا اندام سفید

ہو اگر رنگ سے پیدا ہو تعجب کیا ہی
سایہ ہوتا ہی سیہ گو ہون در و بام سفید

مہ نو تجکو یہ دیتا ہی دعا پیر ہو تو
ہو مری طرح سے ابروے سیہ فام سفید

ہم اسیرون کی طبیعت مین ہی یہ رنگینی
کرین گلرنگ لہو سے ہو اگر دام سفید

کچھ تعجب یہ نہین میری سیہ بختی سے
ہون نہ پیری مین اگر موے سیہ فام سفید

اسقدر ضعف ترقی پہ ہی ان روزون مین
لکھین سرخی سے تو ہو جاے مرا نام سفید

٥٨	چشم مخمور صنم دیکھے تو روے یہ وزیر چشم نرگس ہو برنگ گل بادام سفید	٢٥

دہن کیطرح کرین گوش سامعان فریاد
بتو خدا نگرے آے تا زبان فریاد

فلک سے گذری گئی تا بہ لامکان فریاد
پہنچ گئی ہی کہان سے مری کہان فریاد

کرون مین پیر دم رخصت جوان فریاد
چلے جو تیر تو کرنے لگی کمان فریاد

شب فراق مین کیا کیا ملے انیس مجھے
رفیق درد شفیق آہ مہربان فریاد

فغان کرون کہ ہی سیب ذقن پہ طوطی خط
ثمر بچانے کو کرتے ہین باغبان فریاد

گئی زمین سے فلک تک فلک سے عرش تلک
پھری تلاش اثر مین کہان کہان فریاد

دکھاے یار کرامت تو مین کرون اعجاز
وہ بید ہون کہ کرے باتین مین زبان فریاد

چھپا ہی گیسوے مشکین مین رخ کرون نہ نالے
ہوئی ہی رات کرے کیون نہ پاسبان فریاد

کسیے غنچہ کا کل مین دل ہی یون نالان
تمام رات کرے جیسے پاسبان فریاد

ردیف خاے معجمہ

فقط لہو سے ہی گیا پیکر شہیدان سرخ
ہر استخوان بھی ہی مانند شاخ مرجان سرخ

عذار و گیسو مشکین و لعل لب دیکھو
حلب سفید ختن ہی سیہ بدخشان سرخ

ہون سبز بحیب جو یاد عذار رنگین مین
قباے گل کیطرح ہوگیا گریبان سرخ

۵۷ ردیف دال مہملہ ۱۹

بے سبب شمع کا ہی گل نہین اندام سفید
ہوگئی دیکھ کے یہ ساعد گلفام سفید

ابھی ہر چند نہین زلف سیہ فام سفید
ہی مگر موے کمر اہی بت خودکام سفید

ہوگئے رونے سے اب دیدۂ ناکام سفید
جوش باران سے ہوا ابر سیہ فام سفید

کس خرابی سے رہ عشق بسر کی ہی ضعف
رنگ اک گام پہ تھا زرد تو اک گام سفید

زاہدا مین ہون وہ میکش کہ مری محفل مین
سبز مینا ہی فلک ماہ ہی اک جام سفید

زلف و رخسار صنم دیکھ کے معلوم ہوا
چہرۂ کفر سیہ ہی رخ اسلام سفید

چشم میگون سے بہت دعوی ہمچشمی تھا
پوست کھینچا جو گیا ہوگئے بادام سفید

میکشی جام مہ و مہر سے کرتا ہون مدام
صبح ہی زرد پیالہ تو سر شام سفید

ہجر مین حلقۂ ماتم ہی مجھے حلقۂ بزم
نظر آتے ہین سیہ مجھکو در و بام سفید

جلوہ گر یون ہی عرق سرمے کے دنبالے پر
شاخ بادام مین جیسے گل بادام سفید

روبرو روشنی رخ کی ہی گر صبح سیاہ
بیش تاریکی گیسوے سیہ شام سفید

ہوچکی رات ہوی صبح بس اے غافل چونک
چھوڑ غفلت کہ ہوے موے سیہ فام سفید

ظاہر اس سے زیادہ کیا ہی لطف باطنی
خوبرویونکو ضرر پونہچا سکے کیا انقلاب
آج سے روح الامین تمکو کہون پیغامبر
اوس بت کافر کو بتیاں ہین کیا کیا کچھ لکھا
کیا مکان جسم ہوا اپنے نگین کا شیفتہ
ایسے ہم قاتل ہوتے ہین کہ بے تایید دست
شیشۂ تن سے پری آئی نظر کسطرح
لو خدا حافظ کہ آ پونہچا ہی عشق کفر زا
کیون غضب مین آکے ہر دم رکھتے ہو قبضہ پہ ہاتھ
بوسۂ لب دلکو دیگا اک حسین سبزہ رنگ
سنکے اسم حور بے دیکھے ہوئے مرنے لگے
تھی مسیر عرش یا اب ہی اسیر مشت خاک
پنبۂ گوش جوانی گر نہ ای پیری ہو تو
کھینچ سکا نقشہ نہ جب جسم لطیف یار کا
الامان ای رعب پیری ای جوانی الغیاث
چار دیوار عناصر گر پڑی ٹوٹے یہ ہم
جانگی کسکو خبر دل ہی نہین ہی ای فریم

نقد دل دیکر کہون قاصد یہ ہی انعام روح
حور ہو جائے جو لکھے کوئی الٹا نام روح
میری روح اللہ تک پونہچا دیا پیغام روح
دین و ایمان راحت دل جان جان آرام روح
پھر رہا ہی ساتھ قصر بے در و بے بام روح
کھینچ لیتا ہی نیام جسم سے صمصام روح
دختر رز ہو گیا مشہور ساقی نام روح
بھاگ جائے دل بغل مین دابکر اسلام روح
لو نکل آئی نیام جسم سے صمصام روح
خضر آب زندگانی سے بھریگا جام روح
اولٹی سیفی بنکے نکلا منہ سے اولٹا نام روح
واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح
قامت پر خم دہن بنکر کہے پیغام روح
کاغذ تصویر پر مانی نے لکھا نام روح
پڑ گیا رعشہ بدن مین کانپ اوٹھا اندام روح
رفتہ رفتہ بنگیا چورا ہا قصر خام روح
ہو گیا گم وہ نگین جسپر کہدا تھا نام روح

[illegible]

جسم سے نکلی تو پونہچی کعبۂ مقصود تک
دو ہی دنمین نوجوانی رنگ پیری لائیگی
تیرے رہنے کے لیے جان نے کیا قالب تہی
جو بنی ہی جان پر کہون اشارون سے بیان
لو تن خاکی کو آب خشک نے تر کر دیا
بلبل گلزار جنت ہو رہا کب دیکھیے
سوز غم سے آب و خاک و باد مین آتش مزاج
طائر جان کہان مرغ رشتہ بر پا ہو گیا
جسم سے حیرت نے پیدا کی نکلجانے کی راہ
کوئی تو جان جہان مہمانسراے دلمین ہی
ہی بگڑنا ان جسمیان جہان کا اک بناو
صدمۂ موج نفس سے ٹکڑے ٹکڑے دل ہوا
اب کہان وہ سیر جنت وہ فلک پرواز یان

بے لباسی ننگی ہی جامۂ احرام روح
اے جہان جسم اک دن صبح ہو گی شام روح
ہی برنگ سایہ پا بر جسم سے اندام روح
بے دہن سے بے زبان ہو کر کہو من پیغام روح
گر پڑا تلوار کے پانی سے قصر خام روح
موج بو ہی گل ہوی اس باغ مین گلفام روح
چار عنصر کا بنا چومکھہ چراغ خام روح
جسم فرط لاغری سے بنگیا ہی دام روح
اب تو ششدر رہے سراپید رہی بام روح
دمبدم پونہچاتے ہین ہر نفس پیغام روح
پیچ و تاب وحشی ہی گیسوی عنبر فام روح
کیون نہ ہی گرد سبکروحی بنا یا جام روح
پا بگل ہی جسم خاکی سے اوٹھے کیا گام روح

٥٦	مثل دل سینے سے میرے وہ لپٹکر کہتے ہین ہی وزیر اب تو نہین درد جگر آلام روح	١٩

پھر گئی تیری جو چشم مست اور آرام روح
پھر غم فرقت ہوا ہی باعث آلام روح

جام سان گردش مین ہی اب بخت نافرجام روح
بیقراری دل کی پھر کھونے لگی آرام روح

آمد آمد ہی مرے رشک قمر کی شاید
رنگ اوڑا جاتا ہی کیون رخ شب تار کا آج

بیڑیان پاؤن پڑین طوق گلے سے لپٹا
الجھون کچھ تو بتا کیا ہی سبب پیار کا آج

باغ کو جائیے گا ابر سیہ مست اوٹھا
پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج

ہین جوانان چمن باغ کی دیوار و پیر
لے اوڑا حسن مگر شاہد گلزار کا آج

صاف ہم تاڑ گئے وصل کی ٹھہری ہو گی
خواب مشتاق ہوا دیدۂ بیدار کا آج

شب فرقت کے تو آنے کا کہین خوف نہو
کیون اوترتا نہین سایہ مری دیوار کا آج

سکہ ہر زخم بنا درہم دل پر ای ترک
ملک دل پر ہو قبضہ تری تلوار کا آج

۵۵	ردیف حای مہملہ	۲۴

زندہ درگور اب تو ہی بے تیرے آرام روح
بن گیا ہی قالب خشت لحد اندام روح

کیا ہی چین آیا ترے آنے سے ای آرام روح
اب نہین وہ رنج دل درد جگر آلام روح

کس مزے سے جاتی ہی یاد لب شیرین میں جان
میٹھی لوتی چل رہا ہی توسن خوش گام روح

یہ صفائی یہ لطافت ہی کہان آئینے مین
ہی عیان تیری لباس جسم سی اندام روح

غیر ساعد جسکو کہتے ہین وہ ہی عاشق کی جان
ہی نیام آستین یار مین صمصام روح

جسم انسان وہ بنا آفت ملک مرنے لگے
چار جوہر ایک ہو کر بنگئے صمصام روح

رشتے کا آزار ہوگا گر اسیر کاہی ذوق
جسم ہی کر لے گا ای صیاد بیداد ام روح

اب خط صیاد کیون وہ کھلا رہا ہی باغ سبز
یہ تن پر داغ اپنا بن گیا گلدام روح

ہو گئی بے آب جب تونے لگائی دل پہ تیغ
دیکھ او سفاک خنجر اپنا یہ جام روح

جو کچھ ہونا ہی فردا سے قیامت
دکھا دے دو قدم بس چلکے تو آج

دہان زخم کو سینا نہ تھا ہاے
ہوی قاتل سے قطع گفتگو آج

مرین ہم یار کے جانے سے پہلے
اجل رکھلے ہماری آبرو آج

گلے کاٹے ہزارون عاشقون نے
ہوے نادم دکھا کر وہ گلو آج

جدائی ہو گئی ای دوست تجسے
بر آئی دشمنون کی آرزو آج

پہونچ جائے مرا سر پاے خم تک
ذرا کر دستگیری ای سبو آج

تڑپتا ہون مین درد استخوان سے
خبر لینا سگ دلدار تو آج

تجھے دیکھا ہوے گل پانی پانی
گلستان مین ہی طرفہ آبجو آج

یہ کس کافر نے ابرو کو دکھایا
نہین قبلہ نما تک قبلہ رو آج

حنائی پاؤن سے کس گل نے روندا
ہی اپنی خاک مین مہندی کی بو آج

زبان تیغ سے پوچھا تو ہوتا
زیادہ گل سے ہی درد گلو آج

نہ دیکھون گا جو فردا سے قیامت
دکھاتی ہی شب فرقت وہ تو آج

ترے کوچے کی شاید راہ بھولی
صبا پھرتی ہی مضطر کو بکو آج

اوسے ای بیخودی کل ڈھونڈھ لینگے
پڑی ہی ہمکو اپنی جستجو آج

۵۴	وزیر ایسے ہو کیون خاموش بیٹھے ہوی موقوف کس سے گفتگو آج	۸

دل اوٹھاتا ہی مزہ دید لب یار کا آج
نشا ہی اسکو مئے شربت دیدار کا آج

یار کیا تیغ بکف پھرتا ہی / سر مرا پھر نہ لگا کیا باعث
یان تو پیغام اجل آپونہچا / وان سے قاصد نہ پھرا کیا باعث
کھول دی زلف سیہ کیا اوسنے / دن شب تار ہوا کیا باعث
بوسۂ خال ذقن مانگا تھا / داغ دل تو نے دیا کیا باعث
کیا پڑھا یا اوسے کچھ غیرون نے / خط ہمارا نہ پڑھا کیا باعث
عشق مین کیون ہی مجھے ننگ سے ہما / اوٹھہ گئی شرم وحیا کیا باعث
کھل گئے ہنسنے مین کیا دانت اوسکے / گر پڑی برق بلا کیا باعث
سرمہ آسا ہون سیہ بختی سے / پھر مین نظرون سے گرا کیا باعث
اے جنون دشت مین کانٹون نے مجھے / پاؤن پڑ پڑ کے رکھا کیا باعث
کسکو اب پیسے گا نظرون مین / سرمہ آنکھون مین دیا کیا باعث
جب کیے نالے زمین کانپ اوٹھی / آسمان گر نہ پڑا کیا باعث

٥٢	ردیف جیم عربی	٢٠

ہوا کیا دل مین خون آرزو آج / کہ خون آلودہ ہی اشک عدو آج
ہوی قاتل سے بیڈھب گفتگو آج / کرون زخم دہن کو مین رفو آج
بتون کو امتحان اپنا ہی منظور / خدا رکھلے ہماری آبرو آج
مرا سر دار مین لٹکا کے خوش ہی / ثمر لایا ہی نخل آرزو آج
لہو مین اشک خون نہلا رہی ہین / لیا کیون نام قاتل بے وضو آج

ہی غربال بھر بازی طفلان مری گل کی	فلک نے خاک چھنوائی نہ مرنے پر بھی دی فرصت
مدد ای کاروان ہوش گم ہون مثل یوسف مین	نہین دیتی ہی مجکو ایکدم بھی بیخودی فرصت
نہین ذوق گلوگیری گریبان پھٹ چکا اپنا	ہوی بیکار اب دست جنون کو ہوگئی فرصت

۵۱ — ولہ

تنگی دہن سے ہی اڑی بات	چھوٹا سا ہی منہ ترا بڑی بات
کیا چرب زبان وہ شعلہ رو ہی	لب تک آکر پھسل پڑی بات
مطلب پر اگر زبان دو تم	ہو منہ سے ابھی نکل کھڑی بات
دل شیشۂ ساعت اپنا بن جائے	ساقی نکرے جو دو گھڑی بات
ہین پیٹ کے ہلکے وہ صدف سان	موتی کی طرح نکل پڑی بات

ولہ

فصد لے اپنی ہی زاہد کسکو سودائی بہشت		ہم برنگ باغ دے ڈالین جو ہاتھ آئی بہشت
جاؤن دوزخکو نہ لون احسان دربان بہشت	ولہ	کچھ جہنم کا نہین مالک ہی رضوان بہشت

۵۲ — ردیف ثای مثلثہ — ۱۹

بھولے تم حرف وفا کیا باعث	ہائے خط بھی نہ لکھا کیا باعث
زلف کو مشک کہا کیا باعث	ہوی ہمسے یہ خطا کیا باعث
کس مسلمان کو بت قتل کیا	کرتے ہو شکر خدا کیا باعث
ہی خدا تو رگ جان سے بھی قریب	کیون وہ بت دور رہا کیا باعث

۴۹	ردیف تای فوقانی	۱۳
دیکھین گر سرو قد یار درخت		گڑین قدمون پہ سایہ دار درخت
سنگ کھاتے ہین بار بار درخت		اپنے پھل سے ہین زیر بار درخت
کب ہین مانند قد یار درخت		ہین شگوفون سے داغدار درخت
عشق پیچان کیطرح لپٹوئین		دیکھون گر مثل قد یار درخت
داغ کھا کر نہ ہم نے پھل پایا		گل کھلا کر نہ لایا بار درخت
زلف مشکین کو کھول دے او سرو		تا کہون ہی یہ مشکبار درخت
وہ شجر ہی ترے نگینے مین		سیکڑون جسپہ ہون نثار درخت
وہ غمین ہون کہ بعد مرگ بنے		نخل ماتم سر مزار درخت
پھل جو ہی مجکو پھل ہی برچھی کا		ہجر مین ہین مثال دار درخت
کیون یہ پتھر لگاتے ہین لڑکے		ای جنون کیا ہون باردار درخت
سرو صدقے مین ہو گیا آزاد		دیکھین اب کون ہو نثار درخت
چشم بد دور آنکھین ہین بادام		ہی قد یار میوہ دار درخت
شاخ شعلہ ہو پھول انگارے		جلین دیکھین جو قد یار درخت

۵۰	وله	۵
زبانکو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت		ہجوم بوسہ لینے ندی اک باتکی فرصت
قد آدم تری تعظیم کرتی اوڑکے خاک اپنی		پس مردن جو دیتی ناتوانی ای پری فرصت

١٤ — **ردیف بای فارسی** — ٣٨

عبث چھوا ترے گیسوی عنبرین کا سانپ
ہوا ہی ہاتھ مرا میری آستین کا سانپ

چمن مین دیکھ کے زلف سیہ ہوا نادم
سفید ہو گیا ای جان یاسمین کا سانپ

دل فگار جو نالے کرے دکھای وہ زلف
صدای نی کیطرف آئے ہو کہین کا سانپ

گریگی پرورش زلف صبح عارض یار
پیے کا شیر سحر میرے جبین کا سانپ

نہین ہی روی عرقناک پر وہ مشکین زلف
یہ اوس چاٹنے نکلا ہی ملک چین کا سانپ

خیال زلف مین رو کر جو اشک پوچھی ہین
ہی آستین کا ہر اک تار آستین کا سانپ

تمہاری آئینۂ رخ پہ زلف مشکین ہی
حلب مین رہنے لگا اب تو ملک چین کا سانپ

کہونگا دیکھکے مین جب زلف مین در گوش
اگل رہا ہی یہ من زلف عنبرین کا سانپ

جو کھل گیا کبھی موباف پھر آئے گا
ابھی ہی کیچلی مین جعد عنبرین کا سانپ

دبا کے ہونٹون مین گیسو کو نازسی تو لے
بجای شیر یہ عادی ہی انگبین کا سانپ

کہا جو ہنسکے نہین دونگا بوسہ کاکل
تو موج خندہ لب ہو گئے نہین کا سانپ

اوٹھا کے اب گل عارض سے زلف ہاتھ مین لو
چڑھا دو شاخ گل تر پہ یاسمین کا سانپ

تمہارا گیسو انکار بڑھ کے افعی ہو
طلسم حسن بنا دہی نہین نہین کا سانپ

وزیر نیکونکی صحبت سے بد بھی ہوتے ہین نیک
کسیکو کاٹے نہ زنہار یاسمین کا سانپ

افزون کہین ہین حسن مین شمس و قمر سے آپ
آئینہ لیکے دیکھیے میری نظر سے آپ

تا مرتے دم بھی حسرت دیدار ہی رہی
کرتا ہی بند آنکھون کو جلاد یا نصیب

دل یار سے لگاتے ہی نظرون سی گر گئے
کیا اپنے عشق کی ہی یہ افتاد یا نصیب

بھولی نہین اجل کسی عاشق کو ہجر مین
پر اوسکو اک ہمین نہ ہے یاد یا نصیب

۴۷ واقف کیطرح ہجر مین تڑپے نہ کیون وزیر
وصل تو اتفاق نہ افتاد یا نصیب ۹

کسکی شمع رخ سی ہی روشن چراغ آفتاب
اندنون کچھہ آسمان پر ہی دماغ آفتاب

گر کھون مین راتکو کسیجا ملوگے تو کہے
ہی وہ نادان شکو جو پوچھے سراغ آفتاب

شمع روی یار سے اوٹھے جو فانوس نقاب
مثل شمع صبح بجھہ جائے چراغ آفتاب

ہون وہ میکش ساقی گردون سی لیتا ہون ایام
ساغر مہ راتکو دن کو ایاغ آفتاب

چین گیسو سی ذرا دکھلادی عارض کی چمک
یہ وہ شب ہی جسمین روشن ہو چراغ آفتاب

سیر کرتا ہی دل پر داغ کی وہ رشک مہر
ہی بجا کہیے اگر اب اسکو باغ آفتاب

دانت تارے ہین مسی ہی رات پیشانی ہی صبح
قد ہی شمع ماہتاب اور رخ چراغ آفتاب

خط کے پیچ سے نکل آئے ہین یون رخسار صاف
ہو گہن کی قید سے جیسے فراغ آفتاب

آسمان کو بھی ہی کیا عشق رخ جانان وزیر
دل کے داغون کیطرح روشن ہی داغ آفتاب

کریگا دید سے قطع نظر خواب
تمنا وصل کی اور اسقدر خواب

شب فرقت کرے عزم سفر خواب
مری آنکھونسے لے پائی نظر خواب

آج مجھ سے بات اگر کرتے نہین — دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
بولے وہن وہ ہی تو مین ہون بے زبان — یار کی صورت ہون مین بھی لاجواب
کہکے اک مصرع مہ نو رہ گیا — ہوسکا کب بیت ابرو کا جواب
بات سیدھی کی جو تھا مذکور قد — ذکر ابرو مین دیا ٹیڑھا جواب
کیجیے کیا بات اس کج طبع سے — دیگا چرخ واژگون اولٹا جواب
باتین کرتا ہی جو پردہ چھوڑکر — مجکو دیتا ہی وہ در پردا جواب
آگیا ای وای پیغام اجل — پر نہ قاصد لیکے کچھ آیا جواب

۴۶
سنکے بیتین میری حاسد چپ رہے
ای وزیر اپنا سخن ہی لاجواب
۱۲

آئے ہو ہمپہ کرنے کو بیداد یا نصیب — بھولے ہوونکو یونہین کیا یاد یا نصیب
کتنے اسیر ذبح ہوئے کتنے چھٹ گئے — ہمسے رہا تغافل صیاد یا نصیب
تصویر بھی نہ کھنچ سکی مجھ ناتوان کی — گر گر پڑا ہی خامہ بہزاد یا نصیب
تیرے چمن مین ہمتو کسی سرو کے بغیر — دیکھین وصال قمری و شمشاد یا نصیب
قسمت یہ اپنی اپنی تجھے خندہ لب کیا — ہمکو عطا کیے لب فریاد یا نصیب
ایذائین وقت ذبح بھی کیا کیا نہین ہوئین — رک رک گیا ہی خنجر فولاد یا نصیب
دیکھا جو تجکو کہتے ہین جسپر ہے خوبرو — ہم آدمی ہون اور یہ پریزاد یا نصیب
باقی رہا تھا جیب سو ٹکڑے اوڑا دیا — دست جنون نے خوب کی امداد یا نصیب

	وله	
سیکشی پر مستعد اے بت جو تو ہو جاے گا		سنگ بھی قالب تہی کر کے سبو ہو جاے گا
وحشیو نکے زخم کا جراح کیا جانے علاج		زخم چاک جیب کو مرہم رفو ہو جاے گا
حسن یوسف سے فزون تر ہے رسول اللہ کا	وله	ہے وہ نور چشم یعقوب اور یہ نور اللہ کا
نہین غم زاہدان خشک کو خورشید محشر کا	وله	سلامت ہے اگر سایہ ہمارے دامن تر کا
خون میرا دیکھتے ہی سہم کر قاتل گرا	وله	پیشتر گرنے سے اوسکے کیون نہ مین بسمل گرا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین	وله	دشمن جان نے کیا حجاب کیا
جا لگے گور کے کنارے ہم		کوچ کی ٹھہری پا تراب کیا
ہوا جب دل شکستہ پھر صفائی غیر ممکن ہے	وله	گرہ پڑ جاتی ہے جسوقت دھاگا توڑ کر جوڑا
جلا دیا نہو گلشن مین آتش گل نے	وله	دھوان سا آج جو بلبل کے آشیانے سے اوٹھا
۴۵	ردیف بای موحده	۱۴۱
بات کا اپنی نہ جب پایا جواب		ہم یہ سمجھے وہ دہن ہے لا جواب
باتین سنوائین لب خاموش نے		ورنہ ہم دیتے اوسے کیا کیا جواب
بے نشان ہے وہ کمر شکل دہن		کون سی شی ہے نہین جسکا جواب
سادہ کاغذ بھیجا نامے کی عوض		وان سے آیا بھی تو صاف آیا جواب
پوچھتا گر اوس کمر کا مین نشان		غیب سے ملتا مجھے اسکا جواب
تم جو کچھ کہتے زبان تیغ سے		مین دہان زخم سے دیتا جواب

۴۴	ای وزیر اونکا دہن ہی چشمۂ آب حیات موج آب زندگانی نام ہی مسواک کا	۵

یہ روی بزم مین جام شراب ڈوب گیا — نہان وہ مہ جو ہوا آفتاب ڈوب گیا
لگایا غوطہ جو اوس مہروش نے دریا مین — تو لوگ کہنے لگے آفتاب ڈوب گیا
بڑھا یہ بارش ابر مژہ سے سیل سرشک — کہ خیمۂ فلک بے طناب ڈوب گیا
تمہاری آتش رخسار نے یہ گرمی کی — کہ مین پسینے مین ای جناب ڈوب گیا
چھپایا جام جو ساقی نے گر پڑے سر اشک — ستارے آئے نکل آفتاب ڈوب گیا

وله

صدمۂ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا — ای بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
وحشی ہون نہ تصویر بھی لے راہ بیابان — مانی سے کہو پاؤن بنانا نہین اچھا
آمادہ نہون پھر کہین توبہ شکنی پر — قلقل کی صدا مجکو سنانا نہین اچھا
تعریف پہ شیرین کی عبث ہوتی ہو کڑوے — تم نیک سہی سارا زمانا نہین اچھا

وله

فہم کیا ادراک کا سمجھے جو شان مصطفی — ہی خداوند دو عالم رتبہ دان مصطفی
خضر و عیسی کو ابھی مر جانے کا ہو اشتیاق — گر کرے زندہ لب معجز بیان مصطفی
ہر سحر جاروب دیتا ہی پرون سی جبرئیل — سجدہ گاہ قدسیان ہی آستان مصطفی

وله

برنگ شمع ہوا کٹ کے میرا سر پیدا — وہ نخل ہون کہ خزان مین کیا ثمر پیدا
بلا ہون دامن صحرای بیقراری مین — ہوا ہون طائر بسمل کے زیر پر پیدا

کب دیا انگور نے شیشہ شراب پاک کا — نام ہے دھوکے کی ٹٹی دار البست تاک کا

ظلم ابھی تو دیکھنا ہے گردش افلاک کا — منتظر ہے شیشہ ساعت ہماری خاک کا

قتل کو کافی ہے خنجر ناخن سفاک کا — جسم لاغر ہے مرا بس ایک چٹکی خاک کا

کب گوارا ہے پہننا ململجی پوشاک کا — ہو گئے ڈھیلا ضعف سے اور یہ جامہ خاک کا

دور ہو دل سے الم اس ململجی پوشاک کا — خوب ہو جائے سفیدائی ضعف جامہ خاک کا

اپنی خاطر شیشہ انگور سے ٹپکی شراب — چاہیے بوتل بنے سایہ سمٹ کر تاک کا

آب خجلت میں نہائے دیکھکر تجکو حسین — ہاتھ میں دستانہ کیسہ بنگیا دلاک کا

آفتاب جام مے نکلا تو اوس مہ کے لیے — بنگیا سورج مکھی ہر ایک پتا تاک کا

یہ قبا ہاتھ آئے تو کر دیجیے ترک لباس — عیب پوشی ہے کہیں تہ ہے کم پوشاک کا

کون ساقی ہے مرے غم سے جو ہوتا ہے سرور — ہاتھ میں کس کے ہے ساغر گردش افلاک کا

غیر سے ہنسکر جھکایا یار نے خجلت سے سر — زہر خندہ نے اثر پیدا کیا تریاک کا

دامن زین سے لپٹ کر ہنسے وہ فریاد کی — ہو گیا ٹکڑے گریبان حلقہ فتراک کا

کہربا بنکر کریگا جذب میرا رنگ زرد — دیکھیے وان کسطرح ٹھہریگا تنکا ناک کا

پوچھ لینے لگے راہ وحشی کو جنہ زنجیر کی — ہر بگولا خضر ہے صحرای وحشت ناک کا

جسم کو جنبش نہیں ہوتی ہے بے تحریک روح — پاؤں سے اک بے چلتا ہے یہ کب خاک کا

زہر کھائین گل چمن مین خال جانان دیکھکر — داغ میں لالے کی پیدا ہوا اثر تریاک کا

جو شبکو خواب مین دیکھا رخ قیامت زا / سحر کو آئنہ حشر روبرو آیا
نہ تھی شراب کہ پیدا ہوا مرا دل مست / پیالہ بھی نہ بنا تھا کہ یہ سبو آیا
خدا نی جسمونکو جانین عطا جو کین ای بت / بجای روح ہمارے بدنمین تو آیا
جلایا طور کو جسنے وہی گری بجلی / کدھر سے شعلۂ آواز گفتگو آیا
دیے ہین چرخ نے چکر کہ چرخ لو جاہی / تماشا دیکھنے میرا او ماہ رو آیا
نہ ہمکو ہاتھ مین دل لو مرا پھر آنکھ دکھاؤ / مزا نہین ہی اگر جام بے سبو آیا
نہای خون مین ہم ہاتھ جان سے دھوئے / یہ غسل آیا ہمین اور یہ وضو آیا

۴۴	برہمنو جو بھی کفر تازہ تازہ ہی	وزیر تا در بتخانہ قبلہ رو آیا	۹

خط سیہ ہی کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا / غمزہ یہ سمجھے سیب ذقن بیر ہو گیا
وہ چشم مجکو مار کے خونخوار بن گئی / آہو شکار کر کے مجھے شیر ہو گیا
زلفون نے دلکو چھین لیا رخ کی دید مین / لوٹا ہی دن دہاڑے یہ اندھیر ہو گیا
بڑھ جایگی جفا بھی ہوا نوجوان وہ طفل / یہ نیمچہ ستم ہوا شمشیر ہو گیا
یہ کفر جو آستین سے پونہچا ہی کوس تک / ای اشک کوس بھر کا تجھے پھیر ہو گیا
آنسو نکل نکل کے جو مژگان پہ تھم رہے / دریا کنارے موتیون کا ڈھیر ہو گیا
جھک کر ملے جو سب سے تو مرنے لگا جہان / قد کو جو خم کیا خم شمشیر ہو گیا
بلبل چمن مین گل کی روش بس خموش رہ / مجھ بہتو فقیر کا یان ڈھیر ہو گیا

درگاہ خواجہ کی ہی یہ روضہ وزیر کا

۱۴۱	آئین نہ وزیر اوسکو نظر زخم دل زار بنجاے اگر آنکھہ بھی تیزاب کا پھاہا	۲۳

جو پھر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا
بڑھایا تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

بیان ابروِ قاتل سے منہ پہ کھائی تیغ
جو پیٹھ پیچھے کہا تھا وہ روبرو آیا

ہمیشہ گریہ و زاری رہی کہ خونباری
جو اشک تھم گئے تو آنکھہ سے لہو آیا

نماز شکر پڑھی کعبے کو سلام کیا
جو حکم سجدے کا عاشق کو چارسو آیا

اگر زمین کی پوچھی فلک کی اونچی کہی
یہ اونکا آدمی اچھا فرشتہ خو آیا

سماگئی مرے سینے مین مثل دل شیشی
تمھارے محتسبو ہاتھہ کیا کدو آیا

وہ حال پوچھتے ہین مین خموش ہون دم نزع
زبان جو بند ہوی وقت گفتگو آیا

زبان کٹ گئی دانتون سے ملگئی تعزیر
کبھی جو لب پہ مرے حرف آرزو آیا

گمان ہوا یہ مجھے چاند دھوپ مین نکلا
جو زرد کپڑے پہن کر وہ ماہرو آیا

پلا کے شیر سلاتی ہی طفل کو دایہ
دلیل خواب اجل ہی سفید مو آیا

غضب سے دیکھا جو پھیلائی مینے پیار سے ہاتھہ
خدنگ جانب آغوش آرزو آیا

جفائین کیسی وفاؤن کے ذکر پر بگڑے
غضب ہوا کہ عتاب بہانہ جو آیا

ہین احتیاج مین بے احتیاج عالی قدر
کہ چاک جیب سحر کب پئے رفو آیا

ہوی درختو نمین گلبرگ ساری پتے سبز
چمن مین جب وہ گلستان رنگ و بو آیا

سفید ضعف سے کیا ہوگیا تن پر گرد
ہوا لباس جو میلا تو رخت شو آیا

چار آنکھیں ہوتیں زخم جدائی ہوا اچھا
پردہ ہی یہان دیدۂ احباب کا پھاہا

خورشید قیامت ہی مشہور ہوا ہی
اوترا ہوا داغ دل بیتاب کا پھاہا

چھپ چھپ گیا خورشید گریبان سحر مین
جب ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا پھاہا

دکھلاتا ہی رہ رہکی چمک داغ جگر پر
مہتاب ہی کیا کرمک شبتاب کا پھاہا

تیغا کیا ظالم نے در زخم جگر کو
جراح نے رکھا نہین تیزاب کا پھاہا

داغ دل سوزان ہی چراغ شب ہجران
رکھدو پر پروانۂ بیتاب کا پھاہا

قطعہ

اوترہی جو مرے زخم سی تو دل اور ہی بلبل
ہم رنگ ہی برگ گل شاداب کا پھاہا

دیکھا تھا یہ خواب اوسکی نگہ نے کیا زخمی
اور حلقہ ہوا گیسوی پرتاب کا پھاہا

حسرت ہی کہ پھر طالع بیدار سلا دے
پھر زخم سے لگے پھر وہ ملے خواب کا پھاہا

گلتکیے کو اوسنکے دل مجروح پہ رکھدو
خورشید نی بھیجا ہے مجھے مہتاب کا پھاہا

ہر روزن در زخم ہوا تیغ نگہ سے
اب جھانک کے رکھدیجیے جلباب کا پھاہا

تیار ہوا سینۂ مجروح کا محضر
لو مہر شہادت ہوا تیزاب کا پھاہا

کیا زخم کے کوچے مین ہی نقش قدم ہی
اوٹھتا نہین جراح سی تیزاب کا پھاہا

مجروح ہوا ہون طلب بوسۂ لب مین
رکھدی کوئی برگ گل عناب کا پھاہا

زخم دل وحشی پہ گریبان کیطرح سے
سو ٹکڑے ہوا رکھتے ہی تیزاب کا پھاہا

قاتل ترے مجروح کی نیند اور اوڑادی
پردہ اٹھا گر دیدۂ بیخواب کا پھاہا

جا پونہچے اگر سینۂ گردون پہ تڑپکر
سیارہ ہو داغ دل بیتاب کا پھاہا

کان کی لو تری زلفون مین نہین ۔۔۔ ہی چراغ تہِ داماں بلا
گرمی رخ سے عرق ریز ہی زلف ۔۔۔ ہی گہربار یہ نیسان بلا
دل مرے سینے مین ہی محو مژہ ۔۔۔ ہی یہی شیر نیستان بلا

۴۰	وله	۳۱

گردش مین ہی داغ دل بیتاب کا چھالا ۔۔۔ گرداب بنا چشمۂ سیماب کا چھالا
چھٹ جاتا ہی زخم دل بیتاب کا چھالا ۔۔۔ رکھتا ہی اثر رات کو سرخاب کا چھالا
تابندہ ہی داغ دل بیتاب کا چھالا ۔۔۔ ہمتاب ہی خورشید جہانتاب کا چھالا
بیتاب ہی داغ دل بیتاب کا چھالا ۔۔۔ اک شعلۂ جوالہ ہی تیزاب کا چھالا
چکر مین ہی زخم دل بیتاب کا چھالا ۔۔۔ کیا رکھدیا جراح نے گرداب کا چھالا
خورشید جہان سوز قیامت نکل آیا ۔۔۔ لو ہٹ گیا داغ دل بیتاب کا چھالا
گلکاریان کی ہین یہ زر داغ جنون نے ۔۔۔ پھولام کا چھالا ہی نہ کمخاب کا چھالا
پرتو ترے عارض کا چمن مین دم گلگشت ۔۔۔ ہر داغ دل لالۂ شاداب کا چھالا
قاتل کی صفت کرتی رہینگے دہن زخم ۔۔۔ کچھ مہر خموشی نہین تیزاب کا چھالا
او چرخ ستمگر ہی بڑا داغ جدائی ۔۔۔ چھوٹا ہی بہت چادر مہتاب کا چھالا
پھوڑے کیطرح پھوٹ بہین اور بھی آنکھیں ۔۔۔ رومال ہوا ہی انھین تیزاب کا چھالا
ساقی تو مرے زخم کے انگور پہ رکھدے ۔۔۔ اس شیشۂ مینائے مے ناب کا چھالا
وہ زخم لگا ہی کہ دکھائی نہین دیتا ۔۔۔ درکار ہوا مرہم نایاب کا چھالا

دیکھی گزک جو مستون کی زاہد بہک گیا
پانی بھر آیا منہ مین می آشام ہوگیا

اوس گل نے منہ لگایا تو بوسی کیواسطے
شکل دہان غنچہ لب جام ہوگیا

کیا کیا غبار لیکے چلے سوی کعبہ ہم
اک گرد پوش جامۂ احرام ہوگیا

آنسو جو پی گیا تری آنکھونکی یاد مین
لذت مین صاف شیرۂ بادام ہوگیا

دل ہی تو اونکی دور ہین بیٹھے ہین گو قریب
جور و بر و سخن ہوا پیغام ہوگیا

دلکو کیا گداز محبت کی آگ نے
پختہ ہوا سبو جو مرا خام ہوگیا

پیری مین او جوان ہوئی امید دید قطع
تار نگاہ ٹوٹ چلا خام ہوگیا

جلتی ہی کفر و دین کی شراب دو آتشہ
کیا جانے کون ساقی گلفام ہوگیا

سیکہہ آب و نار و خاک وہوا ہی ملاپ تو
اک دل جو چار ہوگئے اندام ہوگیا

۳۹ — یا شاہ انبیا ترے در کا فقیر ہون
مشہور گو وزیر مرا نام ہوگیا — ۹

نہین کٹتا ہی یہ میدان بلا
مددا ہی خضر بیابان بلا

مستعد زلف مری رنج پہ ہی
ہی مہیا سر و سامان بلا

مر گیا گیسوی پر پیچ مین دل
چھٹ گیا قیدی زندان بلا

ہار پھولونکے ہین چوٹی مین عیان
کیا ہی پھولا ہی گلستان بلا

بولے بکھرا کے وہ زلفین اپنی
ہم ہوے سلسلہ جنبان بلا

اونچی چوٹی ہی غضب ای ہمحسن
کیا ہی اوٹھا ہی یہ طوفان بلا

گمنام مین ہوا جو ہوے آپ بے دہن	گم اس نگین کے ساتھ مرا نام ہو گیا
راہ خدا مین ترک تعلق نہو سکا	درکار اب بھی جامۂ احرام ہو گیا
۳۸	۲۲
کیا جلد آیا ہجر مین دون نقد جان و زر	پیک اجل تو قابل انعام ہو گیا
سوداے عشق بادۂ گلفام ہو گیا	گردن مین طوق عکس خط جام ہو گیا
موقوف دور گردش ایام ہو گیا	روز سیاہ زلف سر شام ہو گیا
رحمت جو مجکو دی تو ہوا نیکنام یار	آرام دل بنا تو دل آرام ہو گیا
مژگان پہ آ گئے ہین مگر اشک ہای گرم	خسخانہ چشم تر کا جو حمّام ہو گیا
ساقی نے دی شراب تو کوتاہی اسنے کی	شکل دہان شیشہ لب جام ہو گیا
طاعت مری سبب ہی اطاعت کا یار کی	مین اوسکو پوجتا ہون جو بت رام ہو گیا
آنسو بہا تو رشتہ بپا مرغ دل ہوا	دانے نے کی جو نشو و نما دام ہو گیا
صیاد اوڑ سکے گا نہ اب عندلیب حسن	خط پھول سے عذار پہ گلدام ہو گیا
درد فراق نے ہمین مار آلو کہتے ہین	کیا ہو گیا وصال جو آرام ہو گیا
رتبہ بڑھایا آپ کے قصر بلند کا	جھککر فلک کلاہ سر بام ہو گیا
ہذیان تپ فراق سے بکنے لگا رقیب	نکلا مرا بخار اوسے سرسام ہو گیا
دل شاد ہی تری عرق آلود زلف مین	مچھلی کو موج آب مگر دام ہو گیا
اہی روح دیکھ صنعت پروردگار کو	مشت غبار جامۂ اندام ہو گیا

افزون ہوا جو کفر تو اسلام ہو گیا
زنار بڑھ کے جامۂ احرام ہو گیا

گردش مین چشم یار کا اب جام ہو گیا
دور پیالۂ گل بادام ہو گیا

کیسا بنگیا بگڑ کے مرا خانۂ خراب
اوٹھا جو گرد باد کبھی بام ہو گیا

شیشہ کہان ہی دل کا جو پتھراو کرتے ہو
مدت سے نذر سختی ایام ہو گیا

ہی آب و خاک و نار و ہوا مین بھی تفرقہ
اس درجہ اضطراب مین اندام ہو گیا

پونہچایا تا بہ کعبۂ مقصود فقر نے
ترک لباس جامۂ احرام ہو گیا

ابتو رہائی ناخن خنجر کے ہاتھ ہی
لپٹا یہ مرغ دل گرہ دام ہو گیا

پتلا ہوا یہ حال اون آنکھونکی عشق مین
بادام گھل کے روغن بادام ہو گیا

ساغر یہ کسنے گردن مینا پہ رکھدیا
طوق گلوے شیشہ خط جام ہو گیا

دکھلایا جذب عشق نے کیا حسن انقلاب
لکھا کسیکا نام ترا نام ہو گیا

کیا بے نقط سناتا ہی تیرا دہان تنگ
گویا یہ میم کلمۂ دشنام ہو گیا

کرتا ہی مچھلیون کی عوض مہ تیونکو صید
دھاگا تری خلال کا بھی دام ہو گیا

سچ کہتے ہو کہ مین رگ جانسے قریب ہون
تم روح بنگئے تو مین اندام ہو گیا

طفلی مین بھی لکھی تو الف مے شراب کی
ابجد مرے سبق کو خط جام ہو گیا

کب ہین حریص بحر توکل کے آشنا
موتی کا ایک قطرے ہی مین کام ہو گیا

جب ہاتھ خالی آیا وہ صیاد رودیے ہم
کچھ ایسا تار اشک بڑھا دام ہو گیا

سمجھا اشارہ آنکھ کا زاہد ہیون شراب
شیشہ نگاہ کم سے تری جام ہو گیا

چاہیے نقل مکان کرنا بہت بیمار ہون
قبر کو کھدنے لگی تیار گھر ہونے لگا

حسرت ای پیری کہ اب چلنے کی تیاری ہوئی
جسم خاکی روح کو گرد سفر ہونے لگا

قد قیامت کا الف ہی میم محشر ہی دہن
اک جہان دو حرف سے زیر و زبر ہونے لگا

بڑھتے بڑھتے ماہ نو جسطرح ہو جاتا ہی بدر
نیمچہ یون دست قاتل مین سپر ہونے لگا

بلبلون نے آنکھ ڈالی ہی رگ گل جانکر
ٹپکا بلبل چشم کا زیب کمر ہونے لگا

دو ہی باتو نمین ہوئی دو بڑی دہن مین زبان
قصہ کوتہ رات جو ذکر کمر ہونے لگا

بیا رکسکو تیری آنکھون پر بھلا آتا نہین
سرمے کا دنبالہ آغوش نظر ہونے لگا

ہی روان ہر ایک عنصر اپنے مرکز کیطرف
پہلی منزل مین جدا ہر ہمسفر ہونے لگا

خندۂ دندان نما سے دو ہلال آئے نظر
رات مجکو شبہۂ شق القمر ہونے لگا

تجسے لڑکر ہم جو آئے باغ مین ای جنگجو
شاخ پر خم تیغ ہر پتا تبر ہونے لگا

اب کوئی رستا بھٹکتے ہین ہم ای خضر اجل
جادۂ راہ عدم موے کمر ہونے لگا

کرتے ہین ہر روز گلگشت ریاض کوہ یار
جیتے جی فردوس مین اپنا گذر ہونے لگا

تنگنای دہر نے تاثیر سی تاثیر کی
روزن دیوار سے کوتاہ گھر ہونے لگا

جب پڑا وحشت مین عکس گوہر ہر آبلہ
ہر قدم نقش قدم درج گہر ہونے لگا

آبلون سے پاؤن پہ ہین دست زرافشان ہین

۲۳	ہو گئے تیمور بارے حرص جب توڑا وزیر ہاتھ اوٹھایا جاہ سے سر پر چنور ہونے لگا	۳۷

ساقی سے آج نامۂ و پیغام ہو گیا
ساغر چلا روانہ خط جام ہو گیا

سخت جانی ہی جھڑین چنگاریان ہنگام ذبح
سنگ و آہن مل گئے پیدا شرر ہونے لگا

وصل کی شب دیکھکر انگلیا کی چڑیا اڑ گئے
صاف ہمکو شبہہ مرغ سحر ہونے لگا

کیون نہ ای شمشاد قد کہیے چمن آرا تجھے
سائے سے ہر ہر قدم پیدا شجر ہونے لگا

کاٹکر سر میرے قاتل کو ہوئی فرصت کہان
خون کا قطرہ جو نکلا بڑھ کے سر ہونے لگا

زور عریان ہون اگر دیکھے کوئی عریان نہین
لاغری سے پیرہن تار نظر ہونے لگا

دیکھ ای بت کیا دیا اللہ نے نعم البدل
گھر سے باہر تو جو نکلا دل مین گھر ہونے لگا

خاک مین ملنے لگا دریا جو آنسو تھم گئے
سوکھکر گرد یتیمی گہر ہونے لگا

وصف کرنا ہی ہمین کسکے طلائی رنگ کا
کلیان کرنیکی خاطر آب زر ہونے لگا

چشم و ابرو سے اشارے کیسے ای ساقی کیے
نیمچہ دست سبو ساغر سپر ہونے لگا

بڑھ گئی یاد دہن کم ہو چلا زلفونکا ذکر
آج کل درس مطول مختصر ہونے لگا

٣٦

جب لگا لکھنے لب جان بخش کی مدحت فرید
موج آب زندگی ہر شعر تر ہونے لگا

٢٠

خط سے نہان عارض رشک قمر ہونے لگا
رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا

کچھ خبر ایسی سنی دل بے خبر ہونے لگا
خط کی ہر زرے دیکھکر ٹکڑے جگر ہونے لگا

کیا ہی لپٹا ہی مرے دست تمنا کیطرح
نون تیری ناف کا میم کمر ہونے لگا

بھر گیا جب خون مجھ بسمل کا تڑپے اسقدر
تیغ سے جوہر جدا مثل شرر ہونے لگا

جسطرح پتا نکل آتا ہی شاخ سبز سے
ابرو اٹھکر تیغ قاتل سے سپر ہونے لگا

بے زبانی باتیں سنوانے لگی — گالیوں پر منہ تمھارا کھل گیا
تھا قلمبند ابھی آزادی کا حال — خط کو جب اوسنے لپیٹا کھل گیا
خط پہ خط لاتے جو مرغ نامہ بر — بوسے ان مرغوں کا ڈربا کھل گیا

۳۵	ولہ	۲۴

نیمچہ سر تک پہنچکر تیز تر ہونے لگا — دیکھ او قاتل فساں وان سر ہونے لگا
حال بیتابی دل پیش نظر ہونے لگا — اشک جو نکلا وہ عینک آنکھ پر ہونے لگا
سوز عشق او نوجوان گرم سفر ہونے لگا — آئی پیری استخوان شمع سحر ہونے لگا
یار کا نخل عداوت بارور ہونے لگا — بڑھ چلی دل میں گرہ پیدا ثمر ہونے لگا
سختی ایام دوری آتی ہے پتھر لیے — کیا مرا نخل تمنا بارور ہونے لگا
دیکھ او گلچیں اسے کہتے ہیں فرط اتحاد — تو نے توڑے پھول میں بے بال و پر ہونے لگا
ہو چلا پانی سے پتلا روی تابان دیکھکر — آفتاب اک کاسۂ شیر سحر ہونے لگا
کیا چمن میں شاد ہو میں بلبل نازک مزاج — گر ہوا بھی چھو گئی بے بال و پر ہونے لگا
ہو گیا بے چین میں دشمن کی بھی فریاد سے — دل نے جب نالہ کیا ٹکڑے جگر ہونے لگا
جرم میخواری پہ جب اشک ندامت بہ چلے — ابر رحمت ساقیا دامان تر ہونے لگا
لن ترانی کی صدا زنجیر در سے آئیگی — گرتے گرتے لامکان بندیکا گھر ہونے لگا
آسمان سمجھا جو دیکھا شب ترا قصر بلند — چاند کا دھوکا چراغ بام پر ہونے لگا
او بت کافر خدائی کا تو اب دعوی نہ کر — ہو گئی قید مکان جب دل میں گھر ہونے لگا

۳۳	صفت مین انگشت نما ہو گیا	۹
آنکھو نمین تیرے کیا مین سبکبار ہو گیا		نظرون مین تولنی کے سزاوار ہو گیا
ہو جہ زلف کا مین گرفتار ہو گیا		بیجرم بال بال گنہگار ہو گیا
ہردم کی تاک جھانک سے بیمار ہو گیا		روزن کو دید کا ترے آزار ہو گیا
آنکھین لڑائین تونے مین بیمار ہو گیا		اچھا ہوا کہ دید کا آزار ہو گیا
رہتی ہی دید چشم تصور سے ہجر مین		نزدیک دور بین سی دلدار ہو گیا
برسانکی دن آئے تو جگنو نکل پڑے		رویا جو مین تو نالہ شرربار ہو گیا
میٹھی چھری سے تونے بنایا اگر قلم		خامہ دم رقم جو شکربار ہو گیا
مستی مین پای ساقی بیہوش پر گرا		بیہوش کیا ہوا کہ مین ہشیار ہو گیا
کرنے لگا ہی شکوۂ جور و جفای یار		دشمن ہمارے دوست سی بیزار ہو گیا

۳۴	وله	۹
ابر کیا گھر گھر کے آیا کھل گیا		بس ثبات بحر دنیا کھل گیا
راز دل کتنا چھپایا کھل گیا		حال اس دولت سرا کا کھل گیا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا		خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
آنکھ سے رومال سرکا بعد مرگ		چشم تر کا آج بردا کھل گیا
تم جو بولے ہو گیا ثابت دہن		با تو نہین با تو نمین عقدا کھل گیا
کٹ گیا سر حل ہوی مشکل مری		ناخن خنجر سی عقدا کھل گیا

آنکھون سے طوفان بپا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

ای قد خم گشتہ مرے مرحبا
ایک تھا کہنے کو دوتا ہو گیا

فرش آلہی ہی زمین ای جنون
جان کے مین برہنہ پا ہو گیا

خط مین جو مضمون خط سبز تھا
تیرا کبھو تر بھی ہرا ہو گیا

چھوتے ہی وہ زلف مرے روبرو
تجکو جنون باد صبا ہو گیا

ساتھ کسی نے ندیا بعد مرگ
ہاتھ جدا پاون جدا ہو گیا

پرتو رخسار بنا آفتاب
نقش قدم ماہ لقا ہو گیا

وصل ہو جب تری شمشیر سے
بند سے بند اپنا جدا ہو گیا

بزم مین کس مست کی ہی آرزو
دست سبو دست دعا ہو گیا

لیکے پونہچ کشتی می ساقیا
اشکون سے طوفان بپا ہو گیا

کھل گئے بس شکوون کے دفتر ہزار
ایک مرا نامہ جو وا ہو گیا

عشق ہوا اور فزون وصل مین
کی جو دوا درد سوا ہو گیا

کیا ہی حسینون کا تصور بندھا
سامنے پریون کا پرا ہو گیا

خوب ہوا تمنے جو چھڑکا نمک
زخم کے کھانے کا مزا ہو گیا

نامہ وہ بھیجا نہ کوئی پڑھ سکا
خط مری قسمت کا لکھا ہو گیا

دولت دیدار لٹاتا ہی یار
آج فقیرون کا بھلا ہو گیا

ہاتھ وزیر اوسکو لگا یا نہین

بجز بحر طویل آئی نہ ہرگز چھوٹی بحر وہنین
بڑا مضمون ہی ای چشم تر اشکونکی دریا کا

بہا ایسا ہی خون تلوون سے اپنی خار چبھہ چبھکر
برنگ دامن گل ای جنون دامن ہی صحرا کا

کیا کشتہ مجھے عشق دہان تنگ نے ایسا
دہان زخم تن ہر ایک سوزن کا بنا ناکا

بھلا کیا کوئی گل اپنا ہوا اس گلشن مین ای بلبل
نہین جب آشنا پاؤن سے کوئی خار صحرا کا

لڑائی بے سبب کرنا بہانا کرکے کچھہ ملنا
اوٹھاتی ہین مزا وصلت مین بخشش ہای بیجا کا

مرا صیاد دام زلف کو ہی تا کمر کھولے
شکار اوسکو ہو منظور شاید آج عنقا کا

اب آ ای آفتاب اس شام مین تیری ہی جاناں لی
متہ بان ہی یہ چرخ مین عالم ہی مینا کا

مری وحشت بھی زلف یار سے ہی سلسلہ رکھتی
دھوان زنجیر ہی میرے چراغ داغ سودا کا

کسیکی نرگس مخمور کی ہین ناتوان ساقی
ہماری ہاتھہ مین جام عصا شیشہ ہو صہبا کا

پر عنقا مسین ہین اور دہان تنگ عنقا ہی
دہن کے پاس خط نکلا نہین سایہ ہی عنقا کا

ہو امثل صدف صحرا ہماری دشت گردی سے
کہ اوسمین گوہر یکدانہ ہی ہر آبلہ پا کا

عجب یہ ابلہ ہمسے کیا ہی رنج و راحت مین
کہ گل تو آشنا سر کا ہی اور کانٹا کف پا کا

تو وہ معجز بیان ہی تجسے عیسی کو نہین نسبت
کہ باتین لے دہن کرنا نہین ہی کام عیسی کا

۳۲	وزیر ایسا ہون مین وحشی کرون گر غسل دریا مین بنین زنجیر موجین طوق ہو گرداب دریا کا	۱۹

شیفتہ زلف دوتا ہو گیا
خود ہین گرفتار بلا ہو گیا

بیٹھے بٹھائے تمھین کیا ہو گیا
اوٹھہ کے چلے حشر بپا ہو گیا

کھینچی تیغ اوسنے کیا مین نے مقابل دلکو
دوست ہے اپنے لڑاتا ہون مین دشمن اپنا

خشک آنسو ہوئے پر ہمین ہے اب عشق نہین
مثل شبنم نہ رہا صبح کو خرمن اپنا

ہاتھہ دکھلاکے یہ بولا وہ مسلمان زادہ
گر ہوگیا دست نگر ابتو برہمن اپنا

جب وہان جاتا ہون تو ضد سے مری صورت چشم
بند کرلیتی ہی دیوار بھی روزن اپنا

دیکھنا حسرت دیدار اسے کہتے ہین
گر پھر گیا منہ تری جانب دم مردن اپنا

پیش ازین پھٹتے تھے سن سنکے دلا پردۂ گوش
اتبو ہونٹون تلک آتا نہین شیون اپنا

٣١ آج تک نوح کا طوفان اوسے کہتے ہین وزیر
ایک دن ہمنے نچوڑا تھا جو دامن اپنا ٢٢

مری وحشت سے ہی عالم محفل میں ہے صحرا کا
ٹپک کر منہ کا قطرہ آبلہ ہو پاے مینا کا

ہمین ہے وا ہے ترے دیکھنے ہی کی تمنا کا
ہوا زنجیر کے حلقو نمین عالم چشم بینا کا

قد خم گشتہ نے پہونچا دیا ہے سر کو قدمون پر
گل دستار وحشت مین بنا گھٹنا کف پا کا

ہوا آتی ہین جب اپنا گذر گلشن مین ایسا ہی
ترے ہی دیکھنے والے تھے پہلے تاک کو تا کا

کسی خوش چشم کا وحشی ہون مے خوار ہی پہ گراون
پیالہ ہوے حلقہ دیدۂ آہوے صحرا کا

گلی سے سرخی پان صورت مے جو نظر آئی
ہوا اشک مے کیشونکو گردن ساقی یہ مینا کا

پریشان صورت سنبل ہے حیران شکل آئینہ
کہون کیا حال ترے گیسو و عارض کے شیدا کا

صراحی وار گردن دیکھکر اوسکی یہ جلتا ہے
برنگ شمع سوزان بزم مین عالم ہے مینا کا

اوڑا دین دھجیان ہمنے تو اپنے جیب دامن کی
اجازت دی جنون ٹکڑے کرین دامن بھی صحرا کا

پونہچا مین کیا ہی گھات سی دندان یار تک
کاہیدہ ہو کے بنگیا تنکا خلال کا

غنچے چمن مین چٹکے چلی ناز سے نسیم
انداز اوڑا لیا ہے تری بول چال کا

ماہ فلک زمین پہ وہ مشہور ہو گیا
شہرہ ہوا بلند جو تیرے جمال کا

برسون زمین شعر مین ہو پائمال ہی ہا
مضمون بندھ گیا جو کبھی تیری چال کا

ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے رہجائین یا نصیب
لوٹے اوگالدان مزا اوس لب و گال کا

جراح میرے زخمون پہ ٹپکائیو ضرور
روغن اگر ملے تجھے قاتل کی ڈھال کا

۳

برپا ہوا ہی فتنۂ محشر جو ای وزیر
کچھ ذکر آگیا ہی کہین اوسکی چال کا

۱۶

اپنے محبوب کا کوچہ رہے مسکن اپنا
بلبلو تمکو مبارک رہے گلشن اپنا

شمع سان بسکہ ہر اک داغ ہی روشن اپنا
مثل فانوس ہوا پیرہن تن اپنا

داغ دل گل ہین پریشانی دل ہی سنبل
ای گلو قابل گلگشت ہی گلشن اپنا

یار کو ایسا چھپائین کہ ہوا بھی نہ لگے
شکل فانوس ہوا وس شمع کو دامن اپنا

کیون نہ صحرا ای قیامت ہو پئے دشت وحشت
کم نہین صور سرافیل سے شیون اپنا

ہمتو ای شمع رخو حسن پرست ایسے ہین
صرف فانوس ہو پھٹ جائے جو دامن اپنا

یار کو حال ہر اک طرح سنا دیتا ہی
دوست سے کم نہین اپنے لیے دشمن اپنا

اپنی تیغ اپنی ہی قاتل ہی جو ہو دوری کی ہاتھ
غیر کے پاس جو ہو دوست ہی دشمن اپنا

خاکسارونکو بھلا چاہیے کیا زینت تن
جامۂ خاک ہی بس پیرہن تن اپنا

موے کمر ترا ہے پھندا جو بال کا
پھنس جاے مرغ جان دل نازک خیال کا

سایہ جو پڑ گیا ہی ہماے جمال کا
لون سلطنت حبش کی ارادہ ہی خال کا

پھر منہ دکھاے مجکو نہ فرقت ہلال کا
یارب ہو روز وصل مرادن وصال کا

تصویر کھینچ چکی تو لکھا حشر زیر پا
مانی سے جب کھنچا نہ وہ انداز چال کا

شوخی ہی یہ بھی اوسنے جو مسّی لگائی ہی
یعنی دہان تنگ پہ دھوکا ہو خال کا

تلوار کی سی آنچ ہی بتی کے شعلے مین
روغن ہی کیا چراغ مین قاتل کی ڈھال کا

مر دے جیے ہین سنکے یہ ہی طرز گفتگو
مرتی ہی جسپہ خلق وہ انداز چال کا

از بسکہ ہین ترے دردندان سی منفعل
تارون پہ ہی گمان عرق انفعال کا

ہم سب سے پوچھتے ہین نشان دہان یار
ہرگز نہین جواب ہمارے سوال کا

گذری جو کوہکن پہ وہی یان ہی سرگذشت
ہی ایک حال قصۂ ماضی و حال کا

وحشت مین یاد جیب ولا کر دیے ہین رنج
ٹکڑے کرونگا آج گریبان ہلال کا

آنکھین مجھے دکھا کے جو دیوانہ کر دیا
پہناو طوق حلقۂ چشم غزال کا

کھولی ہی رخ پہ زلف کہ بوسہ نلی کوئی
افعی کو اب کیا ہی نگہبان مال کا

روشن نہو فلک سے کسی شب چراغ ماہ
روغن نہ ہاتھ آئے اگر تیری ڈھال کا

تو ہمکنار رہو تو بنے یہ مہ تمام
آغوش مین ہمارے ہی عالم ہلال کا

رہتی ہی تیرے دانتو نکی جانب نگہ مری
تار نگاہ بنگیا ڈورا خلال کا

ہی دنکو چاندنی کا ترے زخمیو نکو خوف
پر تو فگن زمین پہ جو ہی چاند ڈھال کا

قہر تھا محفل سے جانا ساقیِ گلفام کا — شیشے کیا اوڑا اوڑ گیا مینا بھی رنگ جام کا

ساتھ اوسکی مین بھی کھنچ جاتا ہون ضعف سے — سایۂ دیوار ہو جاتا ہی زینہ بام کا

بیقراری دل کی کیا جانے کدھر کو لیگئی — ڈھونڈھتا پھرتا ہی مجھکو قافلہ آرام کا

ایکدم جاکر جو بیٹھا پاون میرے سو گئے — کوچۂ محبوب ہی کیا ہی مقام آرام کا

ہجر کی شب تھی نہ مجھکو بسکہ امیدِ سحر — صبح کے تارے پہ ہوکا تھا چراغ شام کا

زاہدا سب مبتلا ہین اپنے اپنے حال مین — مین مسخر جام کا تو نفس نافرجام کا

اپنا بادامی دوپٹا اک ذرا دکھلا دو تم — دیکھنا تجھ سے بکھر پڑنا بادام کا

لا ہی ہی کس دشت مین یا رب مجھے سرگشتگی — جستجو مین ہی بگولا گردش ایام کا

ایکدم مین بلبلین ساری تڑپ کر مر گئین — بارٹھ کا ڈورا تھا کیا صیاد ڈورا دام کا

دیکھ طفلی مین بھی گہوارہ تو کر تابوت یاد — چاہیے آغاز مین رکھنا خیال انجام کا

جب خیال میکشی مین گرتے ہین آنکھو سے اشک — یاد آجاتا ہی ایساقی چھلکنا جام کا

مانگتا خلعت شہادت کا زبانِ حال سے — حرف جو لکھتا تو اپنے بسملون کے نام کا

پاس اپنے وہ ستمگر بیٹھنے دے کب مجھے — حرف کاغذ سے اوٹھاتا ہی جو میرے نام کا

قاصدا یہ حال ہی صورت بین حالم یہ بس — ضعف سے مشکل ہی آنا لب تلک پیغام کا

۲۶ اور بھی بدمست کرتا ہی وزیر مست کو ۲۵
قہقہہ شیشون کا ساقی اور چھلکنا جام کا

ساغر بنا جو جسم مین گردِ ملال کا — شیشہ بھی چاہیے عرق انفعال کا

سن گئی جب کہ تو نہ آئیگا
موت کا ہمکو انتظار رہا

گل لالہ ہمارے مدفن پر
دل کے داغون کا یادگار رہا

ہون وہ گریان کہ میری تربت پر
مدتون ابر اشکبار رہا

سر جھکائے رہا سدا گردون
کیا کیا تھا جو شرمسار رہا

فوج طفلان سدا رہی ہمراہ
مین تو وحشت مین باوقار رہا

شعلہ رخسار آئے راتون کو
یون چراغان سر مزار رہا

صورت گرد باد گرد پھرا
ہو کے خاک اوسپہ مین نثار رہا

اوٹھ گیا یار میرے پہلو سے
درد پہلو مین یادگار رہا

چلے ٹھکرا کے میری تربت کو
خاک سے بھی مری غبار رہا

ناز نے دی نہ رخصت آگے اوسے
دو قدم جب مرا مزار رہا

٢٨

چشم میگون کا مست تھا جو وزیر
ایک مدت تلک خمار رہا

٢٠

صبح کا عالم ہی رخ مین گیسوؤن مین شام کا
طور ہی پھرنے مین تیرے گردش ایام کا

وصف وہ کرنے لگا چشم بت گلفام کا
گر کبھی غنچہ کوئی چٹکا گل بادام کا

مین نہین گھر مین نشان باقی ہی میرے نام کا
ایجنون مثل نگین عالم ہی میرے بام کا

موت ہی زاہد کو پینا بادۂ گلفام کا
ٹوٹنا پانی سے ثابت ہی سبوی خام کا

روز فرقت نی ہمارے منہ کیا شام کا
یون پھری ہمسے بھلا ہو گردش ایام کا

آسمان ہے واژگون خورشید بھی ہے اژگون
کسنے پھیری آنکھ جو بخت جہان واژون ہوا

نکلے ہین دو خال بالائے لب میگون یار
رتبۂ مہ سے دو بالا رتبۂ افیون ہوا

وصف چشم مست سے ہر دائرہ ساغر بنا
ساقیا شکل بطِ مے طائر مضمون ہوا

حال اپنی بیقراری کا نہ ٹھیرا بیت مین
طائر رنگ پریدہ طائر مضمون ہوا

سرخ موباف اوسنے ڈالا زلف مین ہم مر گئے
دیکھنا اوسکا ہمارے واسطے شبخون ہوا

مر کے ہم زیر زمین بھی ساتھ اپنے لے گئے
یہ زر داغ جنون گنجینۂ قارون ہوا

چشم و ابرو کو بنایا ایک جا استاد نے
صاد کے قابل ہے یہ تحریر اوس سے نون ہوا

گل کھلائے ہین مری وحشت نے دیکھا عندلیب
سنگ جو آکر لگا وہ خون سے گلگون ہوا

خو بہ و محتاج ہرگز غیر کے ہوتے نہین
چادر مہتاب کو مہتاب ہی صابون ہوا

آگیا اوس مہوش کے رخ پہ گرمی سے عرق
چشمۂ خورشید مین ظاہر در مکنون ہوا

پاؤن پڑنے پر بھی ہرگز منہ وہ دکھلاتا نہین
گلشن شدّاد کافر کا رخ گلگون ہوا

٢٧	ہوگیا لبریز مے اعجاز ساقی سے وزیر جام خالی مین جو عکس افگن لب میگون ہوا	١٥

خواب مین تجھسے ہمکنار رہا
عین غفلت مین ہوشیار رہا

خوش نگاہون سے مجکو کار رہا
تیر بیداد کا شکار رہا

طوق و زنجیر ہی طفلی مین
عشق تب بھی گلے کا ہار رہا

سبکی نظرون مین ہوگیا مین سبک
خاطر یار ہی پہ بار رہا

دیکھتی ہی تجکو بس پتھرا گئی چشم رقیب
آج اسی تاثیر وحشت مین ترا ممنون ہوا

وصف ابرو مین مہینا بھر فلک نے فکر کی
ایک مصرع ماہ نو کا تب کہین موزون ہوا

ہم سے کاہیدونکو اوس در سے اوٹھایا کسلیے
آسمان تنکے لگا چننے مگر مجنون ہوا

جو سہی قد تھا جوانی مین ہوا پیری مین خم
یہ وہ مصرع ہی کہ موزون ہوکے ناموزون ہوا

عاشق ومعشوق اک ہی خاک سے پیدا ہوے
یہ بھی قسمت ہی کوئی لیلی کوئی مجنون ہوا

۲۶

یہ ہمین ہین سیکڑون ہی بیتین کہہ ڈالین وزیر
وصف قد مین ایک مصرع سرو سے موزون ہوا

۲۲

دم بھی نکلا ساتھ جب انکو نسی جا بجی خون ہوا
شہسوار روحکو خون روان گلگون ہوا

جلوہ گاہ قد موزون دیدۂ پر خون ہوا
بحر رنگین مین قیامت مصرع موزون ہوا

انگلی جب رکھی الف پر شرم سی وہ نون ہوا
تو وہ ہی شاگرد جو استاد سے افزون ہوا

وہ پری ہی دختر رز دیکھکر مجنون ہوا
محتسب کو ٹوٹنا شیشے کا بس افسون ہوا

ہو نہین وہ مجنون نہ اس سے طی مرا ہامون ہوا
پھرتے پھرتے صاف شکل آبلہ گردون ہوا

بعد مردن اپنی وحشت کا اثر افزون ہوا
استخوان کھائی سگ لیلی نے جب مجنون ہوا

اپنا ثانی دیکھکر شمشاد کو وہ سرو ناز
ہنسکے بولا کیا توارد مصرع موزون ہوا

اسقدر مین رحم دل ہون چبھکی ٹوٹی ہین خار
آبلہ ہر ایک شکل دیدۂ پر خون ہوا

واہ ری وحشت ہوا جب وحکا اپنی گذر
ماہ نو کا ٹا ہوا اور آسمان ہامون ہوا

ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی لیکن ساتھ ہی
مثل سایہ سرو قد یار کا مفتون ہوا

اسقدر اوس زلف کا سودا ہمین افزون ہوا
حلقۂ زنجیر ہر اک دیدۂ مجنون ہوا

قد موزون سرو گل وہ عارض گلگون ہوا
اس سے قمری مرگئی بلبل کا دل پر خون ہوا

دامن قاتل نہ چھوڑا جب تلک جیتا رہا
ہوگیا جب قتل دامنگیر میرا خون ہوا

سوکھکر کانٹا ہوی ہر اک مری انگشت پا
ای جنون خار بیابان کا نہ مین ممنون ہوا

چاندنی مین سایۂ قد دیکھکر بولا وہ شوخ
ایک مصرع تھا یہ مصرع دوسرا موزون ہوا

پنجۂ صیاد وا ہی لیکن اوڑ سکتا نہین
طائر رنگ حنا بھی طائر مضمون ہوا

صاف بندش ایسی ہی ہر بیت آئینہ ہی
دیکھتے ہی اوسکو گویا طوطی مضمون ہوا

موت سے پہلے ہی مرجا پھر تو بیڑا پار ہی
جسم جب بیجان ہو کشتی اوسے جیحون ہوا

ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا

اپنے گھر مین خوف رسوائی سے دفن اوسنے کیا
حور نے گاڑا مجھے فردوس مین خون ہوا

فاتحہ پڑھنے کو جب آیا وہ رشک آفتاب
گنبد مدفن ہمارا گنبد گردون ہوا

گرم رفتاری سے اپنی شمع سان جلتے ہین خار
دامن فانوس گویا دامن ہامون ہوا

ماہ نو مین بنگیا تو ماہ کامل ہوگیا
ضعف میرا حسن تیرا دن دگن افزون ہوا

پاؤن جب رکھا ہمارے غیرت مہتاب نے
فرش با انداز رشک اطلس گردون ہوا

یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین
جب اوڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا

قصر لیلی کا نشان پاتے نہین دنیا مین ہم
سنگ و خشت خانہ کیا صرف سر مجنون ہوا

جانب ابروی قاتل ہی رخ مژگان مدام
یہ کمان وہ ہی کہ جسکا تیر بھی مفتون ہوا

کسی جانباز کی گردن پہ نظر آئیگی پھر
یار کے دوش سے جسدم ہوئی تلوار جدا

سایہ سان ہم بھی ترے ساتھ تڑپتے جاتے ہین
نہون قدمونسے ترے کشتۂ رفتار جدا

تیغ ابرو ہی یہ کچھ زلف نہین ای شانے
اونگلیان چھوتی ہی ہوجائینگی دوچار جدا

حور کا کوئی طلبگار کوئی غلمان کا
یاران دونون سے ہین تیرے طلبگار جدا

ہون مین وہ ہجر نصیب آکے جو ٹھہرن کوئی دم
تیری دیوار سے ہو سایۂ دیوار جدا

بارڑہ بندوق کی ہی قلقل مینا مجکو
موج می ہجر مین دکھلاتی ہی تلوار جدا

ورد لب تذکرۂ خال رہا تا دم مرگ
استخوان سے نہین اب زاغ کی منقار جدا

ساتھ لیجاؤن گل داغ فراق گلشن
ہون وہ بلبل نہ پس مرگ ہو گلزار جدا

زخم آئینہ بنین دیکھین جو روے قاتل
بولے طوطی کیطرح مرہم زنگار جدا

جذبۂ شوق شہادت مرا دیکھہ ای قاتل
ہوگئی میانسے ازخود تری تلوار جدا

مارڈالی یہ ہزارون کو نہوا وس سے گزند
جنبش زلف جدا سانپ کی رفتار جدا

اوسکے گھر جاؤن تو حسد سے مجھے ربان گھورے
آنکھین دکھلانے لگین روزن دیوار جدا

ہی وہ دلچسپ تن یار کہ اوتری نہ قبا
تار سے جیب تلک اوسکا نہوا تار جدا

۲۵ | حشر کے دن بھی تری زلف ہی اور دست وزیر
اس سلاسل سے نہوگا یہ گنہگار جدا | ۲۵

مرگیا لیکن نہ مین منت کش گردون ہوا
خاک سی پیدا ہوا اور خاک مین مدفون ہوا

ایک بھی مصرع نہ اوسکی وصف مین موزون ہوا
صورت عنقا دہان یار کا مضمون ہوا

آگیا باغ مین گل ذکر جو اوس عیسی کا
ہم جدا رونے لگے نرگس بیمار جدا

تیری باتونسی جو چھوڑ رہین تجھی کیا ہی عجب
لب سی لب کو ترے کر دیتی ہی گفتار جدا

ایسا تیر اوسنے لگایا کہ صفت کرنے لگا
دہن زخم جدا اور لب سوفار جدا

اوٹھہ گیا کون کہ ہی گھر مرا ماتم خانہ
اور سیہ پوش ہی یہ سایۂ دیوار جدا

ہی یہ دلچسپ مکان اوسکا پڑی جسپکی آنکھہ
صورت دیدۂ روزن نہو زنہار جدا

غل مچایا ہی جو زنجیر ونے ای زندان بان
آج زندان سے ہوا کون گرفتار جدا

وہ صنم چشم سے پتلی کیطرح دور نہین
آنکھہ کے ڈوریکی صورت نہین زنہار جدا

کچھہ کشش تیغ نے کی اور کچھہ اوسنی جلدی
آخر کار ہوا تن سے سر اکبار جدا

یہ بلا وہ ہی کہ سایہ بنے اور ساتھہ رہے
دنکو بھی ہجر کی شب مجسے نہین یار جدا

میری آنکھو نمین شب و روز پھرا کرتی ہو تم
چشم بد دور زمانے سے ہی رفتار جدا

وصل کا شوق یہ ہی پہنے مرے کپڑے جو تو
مثل پیراہن گل پھر نہوں زنہار جدا

۲۴

ای وزیر اسپہ ہی اب کمک نجمی شاہ
کہ محمدؐ سے نہین حیدرؑ کرار جدا

۱۸

مر ہی جائے جو ہو گیسو سے دل زار جدا
یہ وہ شب ہی نہو اس سی کوئی بیمار جدا

یان جدا اشک رواں رقص مین انہار جدا
تارے سیّار جدا ماہ ہی سیّار جدا

مژہ جنبش مین جدا ابروِ خمدار جدا
نیزہ بازی ہی جدا چلتی ہی تلوار جدا

تازہ گل روز کھلا رکھتے ہین گل کھا کھا کر
یان خزان مین بھی نہین ہین گل رخسار جدا

حنائی ہاتھ مین گیسو کو لیکے بولا یار
یہ میرے وزد حنا کے لیے کمند ہوا

دم شکار جو گیسو کو اپنے کھول دیا
سمند ناز کو اوسکے شکار بند ہوا

کوئی فسون نہ چلا آیا اوسکے دام مین مین
پری کیطرح سر شیشے مین آپ بند ہوا

جو کھایا زہر تو یاد دہان شیرین مین
زبان تک آتے ہی آتے مثال قند ہوا

کرے غرور نہ طاعت پہ کچھ دو زاہد سے
مرے کریم کو عذر گنہ پسند ہوا

فسانہ لب شیرین جو تا فلک پونہچا
یہ کوزہ پشت بہ از کوزہ ہای قند ہوا

اب آگے دیکھیے ای طفل کیا پڑھائی کا
الف ابھی سے ترے ناز کا سمند ہوا

لحد پہ آیا سگ یار نذر کیجیے کیا
اک استخوان تھا سو وہ اوسکے ناپسند ہوا

۲۳

جو روئے ہم تو گرے ٹکڑے استخوانکے وزیر
جنون مین سنگ سے یہ جوڑ بند بند ہوا

۱۹

حسرت ای جان کہ ہر دلبر سے دل زار جدا
مژدہ ای موت کہ عیسی سے ہی بیمار جدا

در پی قتل زمین پر وہ ستمگار جدا
ماہ نو چرخ پہ کھینچے ہوئے تلوار جدا

چشم سے چشم بنی ہی جو یہ دلدار جدا
چاہیے تھا رہے بیمار سے بیمار جدا

ہی یہ الفت مجھے سفاک نے جب وار کیا
شکل ابرو نہ جبین سے ہوئی تلوار جدا

اوسکو طاعت پہ غرور اسکو ہی آمرزش پہ
کبر زاہد ہی جدا اکبر گنہگار جدا

تیغ کہسار سے کیا کبک گلا کاٹ ہوا
ابھی سر کتنے کریگی تری رفتار جدا

جو خریدار گیا آپ بکا ہی یوسف
تیرا بازار جدا یار کا بازار جدا

۲۲	مری غزل کی صفت کرکے یار کہنے لگا سخن وزیر کا اب پادشہ پسند ہوا	۲۴

بس از فنا اثر سوز دل دوچند ہوا
جو میری خاک پہ دانہ گرا سپند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدے مین کی عجز یہ پسند ہوا

نہ آیا محفل مے مین گر اکدن ساقی
دعا کے واسطے دست سبو بلند ہوا

پڑا جو چاند سے مکھڑے کا عکس لب لا یار
سپہر کے چاند کا اب مرتبہ دوچند ہوا

تجھے جو بام پہ اے ماہرو کھڑے دیکھا
فلک سے آج ستارہ مرا بلند ہوا

کھلایا ایسا مجھے عشق خال جانان نے
کہ میرے سائے پہ بھی شبہہ سپند ہوا

گرا ہی دیکھ کے اوس زہرہ وش کا چاہ ذقن
فرشتہ خو تھا دل آخر کنوین مین بند ہوا

پڑا جو اوس لب شیرین کا عکس مینا مین
ہر اک حباب کا کوزہ مثال قند ہوا

شب وصال ہوئی مجکو روز عاشورا
شہید دیکھ کے اوسکا حسین بند ہوا

جو دیکھا بزم مین اوسکا گلا صراحی دار
بلائین لینے کو دست سبو بلند ہوا

تبر ہی ہے آہ اسیرون کی دیکھ اے صیاد
تو اپنے گیسوون سے بستہ کمند ہوا

یہ آرزو ہی ترے دیکھنے کی آنکھونکو
دعا کو پنجۂ مژگان تلک بلند ہوا

یہ تیرے افعی گیسو مین زہر ہے قاتل
پڑا جو سانپ پہ سایہ اوسے گزند ہوا

قطعہ

مٹایا دل سے مرے آج رنج عریانی
کیا شہید جو تونے نیاز مند ہوا

بنے ہین صورت دامن یہ زخم دہندرا
گلے کا زخم گریبان تیر بند ہوا

خمیدہ ضعف سے ایسا ہین دردمند ہوا
کہ سایہ پاؤن کا سر سے مرے بلند ہوا

کیا پسند خلائق نے اسقدر اوسکو
کہ رفتہ رفتہ کئی دنمین خود پسند ہوا

لکھا اسیر دن کو اوسنے جو خط آزادی
ہزار طرح لپیٹا مگر نہ بند ہوا

کسی نے بات نہ پوچھی پس فنا میرا
ہما کو بھی نہ مرا استخوان پسند ہوا

وہ ناتوان ہون کہ ساتھ اوسکے کھنچ گیا مین بھی
تمھارے بام کا سایہ مجھے کمند ہوا

گئی نہ تیرگی شام ہجر تا دم صبح
دعا کو پنجۂ خورشید تک بلند ہوا

گرہ جو دیکھی اوسے یاد آیا وعدۂ وصل
ہمارا عقدہ کشا اوس قبا کا بند ہوا

زبان شمع سے نکلے صدای بسم اللہ
چراغ پا جو کسی شب ترا سمند ہوا

یہ زور آتش رنگ حنا نے گرمی کی
تری ہتھیلی کا تل صورت سپند ہوا

ہوا نہ آہ مین مقبول اپنے صانع کا
وہ آینہ ہون سکندر کے ناپسند ہوا

ہوا ازبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا

بجھا کے زہر مین تو نے لگائی کیا تلوار
ہر ایک زخم جو سرگرم زہر خند ہوا

نچھوڑی مرنے پہ تعظیم اوسنے ہی نعش کی
غبار بھی قد آدم مرا بلند ہوا

مزے اوٹھائی خفا ہوکی اوسنے پیسے جو دانت
ہمین تو سودۂ الماس سودمند ہوا

ہر اک جوانکا پیری مین قد جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا جسقدر بلند ہوا

ہی خالق ایک ہی ای بت یہ اپنی قسمت ہے کہ
تو بے نیاز ہوا مین نیاز مند ہوا

اوڑایا بعد فنا جب صبا نے گلشن مین
غبار قمریونکا سرو قد بلند ہوا

مثل خورشید ہوا ای گل یہ تن سرخ ترا
کیون نہو رشک شفق پیرہن سرخ ترا

رنگ بلبلون تو چھونے سے اوڑا جاتا ہی
تاب آغوش کی کیا لائے تن سرخ ترا

خط سے زائل نکبھی ہو رخ گلگون کی بہار
رہے سرسبز ہمیشہ چمن سرخ ترا

جلوۂ شبنم و گل جب شب مین دیکھا
یاد آیا عرق آلود تن سرخ ترا

ہی صفائی کی سبب عکس مسونکا ابھر
خط سے یہ سبز نہین ہی ذقن سرخ ترا

دست گلگون نہین جسطرح حنا کی محتاج
یونہین بیکار ہی یہ پیرہن سرخ ترا

دیکھ سکتے نہین اس در سے کبھی بھر کے نظر
کہین بنجائے نہ سوسن یہ تن سرخ ترا

یہ بھی اک لطف تھا ہوتا جو بہم ای سوفار
دہن زخم مرا اور دہن سرخ ترا

روح ایجان لطافت سی نظر آتی ہی
لطف رکھتا ہی عجائب یہ تن سرخ ترا

مشک افشان ہی خیال خط مشکین ابیل
خاک اچھا ہو یہ زخم کہن سرخ ترا

مطلع صبح کو کیا جیب قبا سے نسبت
کہین خورشید سے روشن ہی تن سرخ ترا

مرتے دم سیب کو کیون سونگھ لیا یوسف نے
یاد کیا آگیا سیب ذقن سرخ ترا

صدمۂ موج تبسم سے یہ ہوتا ہی کبود
تاب کیا بوسے کی لائے دہن سرخ ترا

۲۱

خونفشان چشم ہی کس گل تصور مین وزیر
رشک برگ گل تر ہی کفن سرخ ترا

۲۰

یہ مجکو شیوۂ افتاد کی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

تمہارا شعلۂ حسن اسقدر بلند ہوا
کہ آسمان پہ ستارہ ہر اک سپند ہوا

کہیے یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمائیے گا

یوسف حسن اگر گم ہوگا
آپ یعقوب نظر آئیے گا

کرکے اثبات دہن کیجیے وصف
دیکھیے منہ کی ابھی کھائیے گا

کم بھی دینے مین بہت فائدہ ہی
بوسہ اک دیجیے دس پائیے گا

خط یہ خط لکھیے گا ای شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے بھی دوڑائیے گا

مردم چشم سے آتے جو حجاب
آنکھ کے پردے مین چھپ جائیے گا

کیا گریبان نے گلا گھونٹا ہی
ادھر ای دست جنون آئیے گا

کھلکے پاؤن سے چلے یار کے گھر
ہم جو اوٹھنے لگین سو جائیے گا

کھلکے یہ تم ہو بڑے ہرجائی
دربدر کیا مجھے پھروائیے گا

کیون بناوٹ سے اجی روتے ہین آپ
جھوٹے موتی کسے دکھلائیے گا

جام ساقی سے جو مانگا تو کہا
بھرکے اشک آنکھ مین پی جائیے گا

مصحف رخ کی قسم ہین ہی مزا
ہمسے قرآن یہ اوٹھوائیے گا

خط غلامی کا نہین ای یوسف
خط جو نکلا ہی نہ شرمائیے گا

ہمنے یوسف جو کہا کیون بگڑے
مول لیگا کوئی بک جائیے گا

حضرت کعبہ جو بن جائیے عرش
دل کی وسعت نہ کبھی پائیے گا

۴	ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر خشت خم لیکے جو بنوائیے گا	۱۴

۱۸ | مجھ مین اوس بت مین خدا جب درمیان ہو جای گا | ۱۳

رخ سے سر کی زلف ہوش ماہ انور اوڑ گیا
کھل گئے ہنسنے مین دندان رنگ اختر اوڑ گیا

پر بنایا شوق کی مضمون نے ہر اک سطر کو
خود بخود نامہ مرا مثل کبوتر اوڑ گیا

دست قاتل کو نہ دے تکلیف شوق قتل مین
سایۂ شمشیر پڑتے ہی مرا سر اوڑ گیا

ای دل بیتاب تا کی ذلتین کہتا ہی یار
گھر مین کیون آتا ہی میرے کیا ترا گھر اوڑ گیا

کب توانائی سے ہوتا جو ہوا یان ضعف سے
کوی جانانکو ہوا سے جسم لاغر اوڑ گیا

ہون مین وہ بیتاب لکھدی تی ہی مری تاریخ فوت
مضطرب ہو کر مری چھاتی کا پتھر اوڑ گیا

کچھ سبکسارونکو ہرگز احتیاج پر نہین
طائر رنگ حنا ہاتھون سے بے پر اوڑ گیا

آنسوؤن کے ساتھ دم نکلا مر آنکھونکی راہ
مرغ جان وحشی تھا آخر راہ پاکر اوڑ گیا

کر دیا حیران صفای رخ نے صاف آئینے کو
خط نے وہ دکھلائے جوہر رنگ جوہر اوڑ گیا

خط کا مضمون ہاتھ آیا تھا نہ بندش ہو سکا
طرفہ اک طوطی مرے قابو مین آکر اوڑ گیا

کسکی روی حیرت افزا کا ہی آنکھونکو خیال
شکل آئینہ جو خواب دیدۂ تر اوڑ گیا

سینہ و دل کی جدائی کا سبب پوچھیں نہ آپ
کیا بتاؤن آگ سے سیماب کیونکر اوڑ گیا

۱۹

بے سبب کب جلوۂ برق طپان ہی ای وزیر
کیا دل بیتاب تیرا آسمان پر اوڑ گیا

۱۸

سر مرا کاٹ کے پچتائیے گا
کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتون سے
ابھی پہلو سے نہ اوٹھ جائیے گا

شمع روشن گر نہ میرا استخوان ہوجایگا		کب سیہ کاری سے آوینگا فرشتونکو نظر

۱۷ یاد گیسو کی رولائے گی چمن مین ای وزیر ۱۴
سنبلستان میری آنکھون کو دھوان ہوجایگا

دوست کا ملنا نصیب دشمنان ہوجایگا		کب خبر تھی انقلاب آسمان ہوجایگا
جای سبزہ میرے مدفن پر دھوان ہوجایگا		سوز غم سے شمع روشن استخوان ہوجایگا
باد کا جھونکا مجھے تخت روان ہوجایگا		خاک میری لے اوڑا گر اوس سرو کیطرف
اس شجر مین مرغ دل کا آشیان ہوجایگا		دیکھکر اوس سرو کو گلشن مین بولا باغبان
دوست تو ہوگا تو دشمن آسمان ہوجایگا		مہربان ہی مجھپہ نامہربانی سے تری
ہر شجر بیتاب ہو ہو کر روان ہوجایگا		توگیا تو باغ ویران ہوگا ای شمشاد قد
مطلب دل لب تلک آکر فغان ہوجایگا		یار ہی نازک مزاج اور مین ہون غمگین کیا کہون
ٹانکے لگ کر زخم میرا بے دہان ہوجایگا		ڈر ہی اگر آج قاتل سے نہو قطع سخن
میرے نامے پر گمان استخوان ہوجایگا		گر پڑا قاصد سے تو لیکا سگ جانان اوٹھا
پردہ غفلت یقین ہی درمیان ہوجایگا		خواب مین بھی اوسکو دیکھونگا نہ مین فرقت نصیب
آگ لگ جائیگی بعد اول دھوان ہوجایگا		نکلے مستی دہ جائے گا لکھوٹا پان کا
صبح کاذب کا ترے رخ پر گمان ہوجایگا		صادقون سی وعدہ دیدار اگر جھوٹا کیا
یہ سخن ہو کر بکر داستان ہوجایگا		باتون ہی باتو مین بڑھ جائیگا قصہ عشق کا

کعبے سے بتخانے کو جاؤن گا اوسدم ای وزیر

۱۸	خار یا اوس گل کو میرا جسم لاغر ہو گیا	۱۶

کب چھپے گا چاند سا مکھڑا عیاں ہو جائیگا
یار کے دالان کا پردہ کتان ہو جائیگا

جسطرف نکلا ہجوم عاشقان ہو جائیگا
ساتھ اوس یوسف لقا کی کاروان ہو جائیگا

یار سے رہتی ہین باتین پر نظر آتا نہین
دیکھنا اب آنکھ سے بہتر دہان ہو جائیگا

ہمصفیرو ہوگی جو رہا باغبان سے تب نجات
جب سپند آتش گل آشیان ہو جائیگا

چٹکیون مین تو اوڑا دینا نہ ای دست جنون
طائر رنگ حنا بے آشیان ہو جائیگا

جب خفا ہوتا ہی تو یون دلکو سمجھاتا ہون مین
آج ہی نا مہربان کل مہربان ہو جائیگا

آگیا جسدن ہمارے گرد باد آہ مین
خیمۂ افتادہ تو ای آسمان ہو جائیگا

گر زمین سے ہو گیا دود دل سوزان بلند
آسمان اک اور زیر آسمان ہو جائیگا

چل کے جو تمنے تہ و بالا زمین کو کر دیا
آنکھ پھیرو انقلاب آسمان ہو جائیگا

استخوان کوئی بچا گر اوس ہما سے تیر سے
وہ پسند خاطر زاغ کمان ہو جائیگا

پھر کے میرے ساتھ اوٹھایا دشت پیمائی کا لطف
اب جو مین ٹھہرا ابھی تم سایہ روان ہو جائیگا

وصف روی یار کرنے کو بنیگا ماہ نو
اک مہینے مین مہ تابان زبان ہو جائیگا

لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہی
منہ دکھا دو آئینہ آب روان ہو جائیگا

یاد زلف شعلہ رو مین شکوہ گر روشن ہوی
اوٹھتے اوٹھتے شمع کا شعلہ دھوان ہو جائیگا

ہر رگ و پی مین سمائی ہو تمھین کھینچو نہ تیغ
امتحان میرا تمھارا امتحان ہو جائیگا

ہو گا اک پہلو دل پر داغ اک پہلو وہ گل
یان ہر اک پہلو گلستان بوستان ہو جائیگا

معجزے ہوتے ہین تجھسے ہر قدم ای سرو قد — جاتے جاتے باغ تک سایہ صنوبر ہو گیا

غیر عریانی بھلا کیا چاہیے جامہ مجھے — ایجنون مین اپنے ہی جامے سی باہر ہو گیا

خندۂ دندان نما کر تارے آجائین نظر — شب ہوئی زلف سیہ رخ ماہ انور ہو گیا

تیغ قاتل کا نہین احسان سر پر شکر ہی — یان گریبان ہجر مین گردن پہ خنجر ہو گیا

نالۂ دل صور ہی خورشید محشر داغ ہی — صاف اب روز جدائی روز محشر ہو گیا

تیرے کوچے کا جو رونا یاد آیا خلد مین — مثل آب تیغ مجکو آب کوثر ہو گیا

ابرو خم گشتہ کشتی چہرہ ہی دریای حسن — کھل گیا جب گیسو پر پیچ لنگر ہو گیا

جو گیا قاصد نہ آیا اوسپہ عاشق ہو رہا — فاختہ اوس سرو کا ہر اک کبوتر ہو گیا

لکھ کے خط ایسا مین رویا کے پہونچا یار تک — نامہ بر سیلاب اشک دیدۂ تر ہو گیا

خاک ہو جانے پہ بھی مجھ مست کو ہی مے سے کام — بعد مردن جام صہبا کاسۂ سر ہو گیا

لکھی دیوان مین جو اوس رو مخطط کی صفت — صفحہ آئینہ بنا ہر حرف جوہر ہو گیا

خط کو چھاتی سے لگا کر مر گیا مین شوق مین — قاتل عالم کا نامہ مجکو خنجر ہو گیا

گردن مینا ہی جب شاخ گل کو چھو لیا — گل کو چشم مست سے دیکھا تو ساغر ہو گیا

عالم سودا مین جب آیا ترے رخ کا خیال — پنبۂ داغ جنون خورشید محشر ہو گیا

لکھ گیا جس سطر مین تیرے در دندان کا وصف — دائرہ ہر اک صدف ہر نقطہ گوہر ہو گیا

اوس سراپا نور کے صدقے مین جو طائر چھٹا — ہاتھ سے چھٹتے ہی وہ مرغ منور ہو گیا

پاؤن پڑنے سے مرے ایذا ہوئی ایسی وزیر

میں وہ بلبل ہوں تصور پیشہ
آنکھ کی بند گلستان دیکھا

دیکھکر پریوں کے ہوش اڑتے ہیں
تجسا کوئی نہیں انسان دیکھا

پہلے ہی مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

لینے لینے ترے بال آگئے یاد
جبکہ طول شب ہجران دیکھا

کی نگہ چشم فنا سے جسدم
اپنے گھر آپکو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا نہی
جب سوے گور غریبان دیکھا

ہوں وہ بلبل کہ قفس ہی میں رہا
خواب میں بھی نہ گلستان دیکھا

یاد دندان میں ہی کیا دل بیتاب
ہمنے گوہر کو بھی غلطان دیکھا

تجسے ای صبح وطن ہوکے جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

ایک ہی جھٹکے میں ای دست جنون
پاس دامن کے گریبان دیکھا

اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جسنے تجکو کبھی عریان دیکھا

۱۵

گر پڑی بجلی جو ہم تڑپے وزیر
روئے تو ابر کو گریان دیکھا +

۲۱

میکشی میں ہمسے آزردہ جو دلبر ہوگیا
گردش ایام ساقی دور ساغر ہوگیا

جلوہ گاہ زلف وہ روے منور ہوگیا
کفر اور اسلام کا رتبہ برابر ہوگیا

طوق آہن خون سے اک حلقۂ زر ہوگیا
سنگ طفلان مجکو پارس کے برابر ہوگیا

غنچۂ لب کے اثر سے کیا معطر ہوگیا
بنگیا پانی گلاب اور پھول ساغر ہوگیا

مجنون کی آج حال پہ ہم رونے جائینگے — استادہ ہوگا نجد مین خیمہ سحاب کا
میخانہ چشم مست ہی اور گوش جام ہین — ساقی گلوے صاف ہی شیشہ شراب کا
آتا نہین نظر مسی آلودہ وہ دہن — گویا کہ ہی وہ خال رخ آفتاب کا
ایسا جلا ہی گردنِ ساقی کو دیکھکر — محفل مین شمع بنگیا شیشہ شراب کا
لکھا ہی سوز دل پر پروانہ ہین ورق — شیرازہ تارِ شمع سے باندھو کتاب کا
آتا ہی غش ترے دُر دندان کو دیکھکر — چھینٹا تو ہمکو دیجیو موتی کی آب کا
گردش مین زیر ابروِ پر خم ہی چشم مست — محراب مین بھی دور رہی جام شراب کا
وہ بادہ کش ہون رکھون جو مین دشت مین قدم — ہر گرد باد دور ہو جام شراب کا
میری طرح وہ غیر سے بھی آنکھ پھیر لے — ہون منتظر زمانے کی اس انقلاب کا
زنار موجین بن گئین ناقوس ہین حباب — ای بت کیا ہی تو نے جو نظارہ آب کا
کوی صنم مین شوق سے میخواریان کرون — فردوس مین حلال ہی پینا شراب کا
کہتا ہی آب تیغ سے سیراب کیجیے شوخ — پانی پلانا کام بڑا ہی ثواب کا

۱۴ گردش پہ چشم مست کی دل بس گیا وزیر — ٹوٹا ہی دور جام سے شیشہ شراب کا ۱۵

آج ہمنے لبِ جانان دیکھا — ای خضر چشمۂ حیوان دیکھا
روز افزون ہی ترا حسن ای ماہ — ایک ہفتے مین دو چندان دیکھا
کہا آئینہ قدِ آدم ہی — جب سراپا مجھے حیران دیکھا

ہر اک وہان زخم سے گویا ہون مثل نے		کیا منہ لگا ہون دیکھیے دینا جواب کا
ای مست ناز روے خطِ جام دیکھکر		آتا ہی دھیان نشہ مین خط کے جواب کا
ہنستا تھا میری بزم مین ہر ایک غنچہ لب		کیا کھل رہا تھا رات کو تختہ گلاب کا
ہمراہ دل جلون کے تبو میکشی رہے		ہوتا ہی ساتھ خوب شراب و کباب کا
لڑ کے جدا ہین گرد مرے بلبلین جدا		ہر سنگ خم سے پھول بنا ہی گلاب کا
اوس شہسوار کا ہی دماغ آسمان پر		کھینچا ہی جو ہلال نے نقشہ رکاب کا
ریگ رواں کیطرح نہین خاک کو قرار		عالم وہی ہی بعد فنا اضطراب کا
جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن	قطعہ	دریا رواں ہوا مری چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری		حلقہ بھنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا
کیا نازکی ہی نیلوفری گل سی ہونٹھ ہون		منہ سے لگاے یار جو ساغر حباب کا

١٣	تعداد جرم کم تری رحمت ہی بیحساب کچھ غم نہین وزیر کو روز حساب کا	١٨

بزم صنم مین رات تھا چرچا شراب کا		روشن ہوا تھا شبکو چراغ آفتاب کا
آیا خیال رونے پہ چشم پر آب کا		آنسو کے پوچھنے کو ہو دامن سحاب کا
بیجا نہین حجاب مرے ماہتاب کا		دیکھا ہی منہ کسی نے کہان آفتاب کا
حیرت سے میرے پوچھے جو تو شک گرم کو		ای برق جلکے خاک ہو دامن سحاب کا
آئیگا کوئی دم کے لیے یار ساقیا		ہو محفل شراب مین ساغر حباب کا

غفلت مین بھی کھلا نہ مرا راز دل کبھی — آیا جو غش گمان ہوا اسکو خواب کا

صحرا مین پاؤن پڑگئے مجھے خار رکھتے ہین — ہی سبکے دلمین گھر ترے خانہ خراب کا

وان سے اوٹھے تو منزل اوّل ہی گور کی — ہی قصد کوے یار مین اب پا تراب کا

سیراب کر مجھے ترے خنجر مین آب ہی — گر ہوسکے تو کام بڑا ہی ثواب کا

١٢ — بسطرح تجلی آج چمکتی ہی ای وزیر
شاید کہین ہی ذکر مرے اضطراب کا — ٢٢

کب دی ہمین وہ بھر کے پیالہ شراب کا — اوٹھے نہ جسکے ہاتھ سے ساغر حباب کا

فرقت مین تیری مجھسے پھرا دل شراب کا — مُنہ اسطرف کبھی نہوا آفتاب کا

پرتو پڑا ہی کس ور دندانکی آب کا — آب گہر سے بھر گیا ساغر حباب کا

یہ رو دن مین فلک سے ملے سطح آب کا — پونہچا ون آسمان پہ ستارہ حباب کا

موجونکی طرح نامے سے سطرین وان ہوئین — قاصد روانہ ہمنے کیا اضطراب کا

ریگ روان سے کیا ہی مرا کالبد بنا — یارب یہ کیا سبب ہی مرے اضطراب کا

یان ہی صریر کلک مین آواز عندلیب — کاغذ ہی اشک سرخ سے تختہ گلاب کا

ای شہسوار یان بھی قدم رنجہ کیجیو — ہی حلقہائے چشم مین عالم رکاب کا

حرف سخن ہین صورت خط زیر لب عیان — ادنیٰ یہ وصف ہی دہن لاجواب کا

گھڑیان ہین گنتے کٹتی ہین وعدونکی آتین آہ — ہر شب یہان عذاب ہی روز حساب کا

لوگون نے چاندنی اوسے مشہور کر دیا — دیکھا جو تجھکو رنگ اوڑا ماہتاب کا

بزم جہان مین ہر کوئی دم یہ می سرور
ہر ساغر نشاط پیالہ حباب کا

مجسے کسیکی دل شکنی ہو نہ عندلیب
توڑون کبھی نہ پھول چمن مین گلاب کا

دریا مین کسنے خندۂ دندان نما کیا
لبریز موتیون سے ہی ساغر حباب کا

یوسف کی اور یار کی تصویر کیا ملے
وہ ہی ورق غلام کا یہ آفتاب کا

وہ رشک مہر جای جدھر منہ ادھر پھرے
عالم ہوا ہی مجمین گل آفتاب کا

١١
کافر ہوا ہون ہیکل عشق بت وزیر
زنار مجکو چاہیے موج شراب کا
١٥

اوس مہ کے منہ لگا ہی پیالہ شراب کا
ہی آج آسمان پہ دماغ آفتاب کا

تارے نمود ہون جو غروب آفتاب ہو
آنسو بہین تہی جو ہو ساغر شراب کا

دریا بہت پھرا ہی مرے ساتھ دشت مین
ہی اس سے اسکے پاؤن مین چھالا حباب کا

مکتب مین غم کے حفظ کیا آہ کا سبق
رہتا ہی یان زبان پہ مطلب کتاب کا

زاہد حرام می کو نہ کہتا وگرنہ مین
جنت مین چھین لونگا پیالہ شراب کا

میخانہ یاد ساقی کوثر سے خلد ہی
ای میکشو حلال ہی پینا شراب کا

اوس مہ کا جی بھرا ہی جو دریا کی سیر سے
گردش مین اندنون ہی ستارہ حباب کا

ثانی تمہاری مصحف رخ کا ہو کیا کوئی
ممکن نہین جواب خدا کی کتاب کا

پانی چوائی کب وہ مرے منہ مین مرتے دم
صرفہ کرے گلے سے جو خنجر کی آب کا

چہرہ لیسے آفتاب قیامت مراد ہی
دامان حشر نام ہی اوسکی نقاب کا

پرتوسے رخ کی چاندنی ہی سطح آب کا
ہی رشک ماہتاب ستارہ حباب کا

رونے کا جبکہ حال کہا مینہ برس گیا
بجلی گری جو ذکر کیا اضطراب کا

پوچھے جو وہ دہن کی کہو نہین کمر کی بات
کیا ہی جواب دون سخن لاجواب کا

اب عندلیب جاے کبوتر ہو نامہ بر
نامے مین ہمنے عطر ملا ہی گلاب کا

نام جواب نامہ سنا جان آگئی
بعد فنا جو دھیان تھا خط کے جواب کا

اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا

اوس گل پہ ہو گئے ہین کبوتر بھی عندلیب
قاصد نکر مجھے متوقع جواب کا

چھٹکی ہی چاندنی جو مری سیل اشک سے
جلوہ ہی چشم تر مین یہ کس ماہتاب کا

زلفین تری سر چڑھی ہین تری کیون نہ بل کرین
موے کمر کو کیا ہی سبب پیچتاب کا

جز سوز غم جگر مجھے پہلو مین کون دے
اشک چکیدہ ہون کسی چشم کباب کا

کیا دل جلے نکلے زخم کے انگور سے کھنچی
ساقی شراب مین جو مزہ ہی کباب کا

جلنے مین نازکی سے غش آیا جو یار کو
چھینٹا دیا پسینے نے رخ پر گلاب کا

اب سکو روند شوق سے ای توسن فلک
عالم ہلال مین ہی کسی کے رکاب کا

منظور ہی کہ رنج مجھے ہو جہان کو عیش
توڑون عوض مین پھول کے کانٹا گلاب کا

کہتا ہی وہ چھڑک کے نمک زخم پر مرے
ہنگام صبح پھول کھلا ہی گلاب کا

نامہ نکل گیا دم تحریر ہاتھ سے
مضمون جب مین لکھنے لگا اضطراب کا

قالب تہی کیا ہی جو پابوس یار کو
اندازا اوڑا لیا ہی یہ ہمنے رکاب کا

ہو گی ابرو جو لگے گی مرے ماتھے پہ تیغ
آنکھ پہ تیر لگے گا تو وہ مژگان ہوگا

یار پیشانی و ابرو پہ چھپے گا افشان
آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا

یونہین زلفون نے تری کین جو بلائین نازل
اے پری تجھسے ترا سایہ گریزان ہوگا

آؤگے اپنے اسیرون کی خبر کو تم اگر
شکل آغوش ابھی وا در زندان ہوگا

رفو اک داغ مرے دلکو جو دینگے گلرو
رفتہ رفتہ یہ مرا غنچہ گلستان ہوگا

ہو گی قاتل کو نہ تکلیف نمک افشانی
شور بختی سے ہر اک زخم نمکدان ہوگا

آہ سے عرش کی زنجیر ہلا دینگے ہم
یونہین گر جوش جنون سلسلہ جنبان ہوگا

آستین سے ہوئی باہر جو مری دست جنون
ٹکڑے ٹکڑے ابھی دامان بیابان ہوگا

یاد مین اوس کف رنگین کی جو مانگونگا دعا
اوٹھتے ہی دست دعا پنجۂ مرجان ہوگا

یونہین ہوگا جو ہجوم نگہ مشتاقان
دیکھنا بند کسی دن در جانان ہوگا

تول لیگی اوسے نظروں مین لا رحمت حق
خرمن جرم نہ شرمندۂ میزان ہوگا

رنج سے رنج دیے یار کے دربانون نے
گذرے فردوس سے ہم ان جو بھی دربان ہوگا

استخوان تن سے نکل آئینگی بہر تعظیم
جبکہ عازم مری جانب سگ جانان ہوگا

10
اوس پری کو جو خط شوق لکھونگا مین وزیر
نامہ بر آکے مرا مرغ سلیمان ہوگا
25

آیا وہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

کیا یاد وہ ہے یہ کسی بزم خراب کا
اولٹا پڑا ہوا ہے جو ساغر حباب کا

ہڈیان سیری مبن سی جو ہین نکلی آئتین — گرسنہ آج مقرر سگ جانان ہوگا

چاک ہر روز جو ہوتا ہی گریبان سحر — کوی او سمین بھی مرا تار گریبان ہوگا

مستعد قتل پہ تو ہوگا تو ہین مرنے پر — خط جو گردن پہ کھینچے گا خط فرمان ہوگا

ہم وہ گریان ہین تلیں گے جو ہمارے اعمال — چشم پر آب ہر اک پلہ میزان ہوگا

بس ملا پہلے ہی سے ترک سخن کر دیجے — کوچ آخر تو سو ملک خموشان ہوگا

۹	ہو کے مایوس سگ یار پھرے گا جو فریہ استخوان میری ہما کھا کے پشیمان ہوگا	۲۴

کبھی خورشید نہ افلاک مین پنہان ہوگا — لاکھہ پردون مین جو تو ہوگا نمایان ہوگا

تیرے آنے کا یہ ڈر امی شب ہجران ہوگا — سایہ دیوار کا گھر مین مرے پنہان ہوگا

کبھی جنت کے نہ دروازے پہ رضوان ہوگا — ہان جو ہوگا تو در دوست کا دربان ہوگا

درمیان ہوگا جو رخ زلفونسے ہو جائیگی صلح — صاف ہو جائینگے گر بیچ مین قرآن ہوگا

ہون وہ بیکس مرے لاشے پہ نہ روئے گا کوی — زخم تن بھی نہ مرے حال پہ گریان ہوگا

گر پڑا اشک مری آنکھہ سے بی تابانہ — اب جو دریا مین گہر ہوگا وہ غلطان ہوگا

الصنم رات جو چھوٹی ہو تو دن بڑھ جائے — زلف کوتاہ جو ہو حسن دوچندان ہوگا

آز ما لیجیو تلوار لگا کر قاتل — ہون وہ گریان کہ مرا زخم نہ خندان ہوگا

یاد ہی کل کی نصیحت مجھے ہنسنا نہین خوب — روونگا مین جو مرا زخم بھی خندان ہوگا

تیغ ابرو کا جو اک بال بھی دکھلائیگا یار — مورچہ چھوڑ کے تلوار گریزان ہوگا

گرد ہم مشق خیال خطِ جانان ہوگا
پھر تو جو خط مین لکھونگا خطِ ریحان ہوگا

کب دہن خط کے نکلنے سے نمایان ہوگا
یہ وہ چشمہ ہی خضر سے بھی جو پنہان ہوگا

بعد مرنے کے مرے کوی نہ گریان ہوگا
زلف جانان کا اگر حال پریشان ہوگا

تیرے ہاتھون مین پری تیہ دو چندان ہوگا
طائرِ رنگ حنا مرغ سلیمان ہوگا

حال پوچھو نہ مرے رونے کا بن جانے دو
ابھی رومال نچوڑونگا تو طوفان ہوگا

ہاتھہ جیب مین کے سبھی گبر و مسلمان مرے
ایک مین دست صنم ایک مین قرآن ہوگا

یار جائیگا ادھر دلسے ادھر صبر و قرار
صبح کے ساتھہ مرا چاک گریبان ہوگا

اونسی تلوارین لگائین ہین مجھے ہنس ہنس کر
گل تر پژمردہ مری قبر پہ خندان ہوگا

اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھے مرے ہاتھ
اٹھو درکار نہ کوئی اوسے دربان ہوگا

چاند ہالے مین مجھے دنکو نظر آئے گا
میری آغوش مین جب وہ مہِ تابان ہوگا

شاد ہونگا جو مجھے قتل کریگا ظالم
دہنِ زخم بھی رشکِ گلِ خندان ہوگا

ہوگا بیدار وہین سبزۂ خوابیدۂ قبر
میرا لاشہ جو لب گور سے نالان ہوگا

رکھیگا منہ پہ جو آنچل وہ پری رقص کے وقت
شعلۂ حسن چراغ تہ دامان ہوگا

ہون وہ بلبل اثر نغمۂ رنگین سے مرے
رقص مین صورت طاؤس گلستان ہوگا

اور بھی قاتل عالم یہ مرے گی خلقت
کبھی تلوار کے مانند جو عریان ہوگا

ہون مین شاعر نہ تلین گے مرے اعمال زبون
آپ موزون یہ مرا خرمن عصیان ہوگا

پاؤن سو جائین گے تو خواب مین دیکھینگے اوسے
نہ فراموش کبھی کوچۂ جانان ہوگا

تری ہین منتظر گنتے ہین سر اہد راتدن گھڑیان
اری کافر یہ دنی پردہ ہی عقدہ نا مل کا

کسی دن اوسکو افسون تصور کھینچ لاویگا
اوتاریگا پری اک روز یہ شیشہ مری دل کا

چراغ ماہ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا گردون
مین وہ پروانہ گم گشتہ ہون اوس شمع محفل کا

نظر سے میری گر بیمار اونکی ہوگئین آنکھین
تصدق کی لیے لکھا اونے وغن آنکھہ کی تل کا

مثال تیر مغز استخوان سینے سے نکلا ہی
تماشا دیکھا ابرو کمان بیتابی دل کا

کہان تھا آسمان کو دخل ایسا شیشہ بازی مین
اوڑایا ڈھنگ اسنی بھی مری بیتابی دل کا

بنایا شمع کو پروانہ آکر اوسین بھبوکے نے
ہر نقشہ شکل فانوس خیالی اہل محفل کا

پر طاوس اوسکی تیغ جوہر دار کو سمجھا
دہان زخم سے سائل ہوا ہین تیغ قاتل کا

رگلی تیغ و سپر باندھے پھرا کرتا تھا وہ ظالم
لڑکپن بھی تھا خالی تسم گر سیری قاتل کا

نمک ایسا ہی اوسمین شور رہوے چشمہ شیرین
پڑے گر عکس او فرہاد اوس شیرین شمائل کا

تری رحمت کی آگے کیا حقیقت ہی گنا ہونکی
خدایا رو برو حق کی کہان تسبیح ہی باطل کا

پلنگ مردان بھی ہین رہتا ہون نالان انکی ہاتھو سے
بجاتے ہین پپیہا مجنون لڑکے مری گل کا

بنائی گلزمین شعر مین اب آشیان بلبل
سراپا گل کی ہمصورت ہی یعنی قافیہ گل کا

تمنا یہ رہی اوس بیوفا تک خط پہونچنے کی
کبوتر بعد مرنے کے بنا اکثر مری گل کا

قدم رہتی ہین تب دشت جنونمین اپنے چلنے سے
پھرا دیتا ہی سر جب مجنون نالہ سلاسل کا

۸۰	فقیری مین وزیر آگی پریان پاؤن پڑتی ہین یہ نقش بوریا اپنے لیے ہی نقش عامل کا	۲۳

ستارے جھڑتے ہین چلنے مین اوسکی کفش زرین سے
قبا ہے آسمانی رخ مین عالم ماہ کامل کا

تو وہ یوسف لقا ای زہرہ وش ہے گر کبھی جھانکے
زیادہ چاہ کنعان سے ہو رتبہ چاہ بابل کا

لگالون طوق کو بس اب گلی سے مدعا سمجھا
نہین ہو جبہ قدمون پر مرے گر ناسلاسل کا

جھکائے ہین کسوین تو نے فرشتے کے کھون منہ پر
تری چاہ ذقن نے منہ دکھایا چاہ بابل کا

کبھی دیتے ہین اسکو عرش کی زنجیر سے باندھو
فلک ہے وہ باغ انر وزون اپنی وحشت دل کا

مسلمان ہون تو کعبے مین کھون سنگ اسود کو
تصور ساتھ ابرو کے کرون رخسار کے تل کا

۷	بنے گا نامہ بر زاغ کمان اب ای وزیر اپنا ہے خط مین وصف خال ابرو خمدار قاتل کا	۲۵

بس مردن بھی مشکل ہے پوہنچنا تا ب ترک دل کا
لحد ہے نام ملک عاشقی مین پہلی منزل کا

مہ نو سے کھنچا ہے صاف نقشہ تیغ قاتل کا
دکھا دی ای فلک تو بھی تڑپنا نیم بسمل کا

صریر کلک فکرت نے سنائے نالہ مجنون
کوئی مضمون جو وحشت مین لکھا لیلی کی محمل کا

تو وہ لیلی ہے گر پھرتا رہون تیرے تصور مین
دکھائی آبلہ پاؤن کا میرے جلوہ محمل کا

وہ خورشید اگر پھرتے ہین تو گردون بھی پھرتا ہے
حسینونکو نہین دستور طے کرنا منازل کا

کمال عشق مین راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہین ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا

پہنکر دھانی جوڑا کھیت مین کشتونکی آ ظالم
ہرا ہو جای پھر زخم کہن ہر ایک بسمل کا

انا لیلی مین کیا ہے لطف مجنون ہے مزہ اسمین
تری آغوش مین عالم جو ہو آغوش محمل کا

خودی بھولا وہ بت دیکھے تماشے جب خدائی کے
دھرا رہتا ہے آگے اب تو آئینہ مرے دل کا

فقیری مین بھی ایدل آسمان پر ہی دماغ اپنا — گدائی بھی کرین تو لیکے کاسہ ماہ کامل کا

گل زخم بدن مین اب گل بازی کا عالم ہی — نکل جاتا ہی مضمون ہاتھ آکر زخم بسمل کا

دلائی یاد شیون پھر کسی گل کی تبسم نے — سکھایا خندۂ گل نے ہمین نالہ عنادل کا

برای بازی طفلان بنی ہی آسیا اکثر — وہ سرگشتہ ہون مرنے پر یہ نقشہ ہی مری گل کا

زبان تیغ او ظالم اگر کچھ حال پرسان ہو — دہان زخم سے کہنے لگین ہم مدعا دل کا

غش آیا ہی ہمین بس دیکھتے ہی تیغ ابرو کو — ہماری منہ پہ اب چھینٹا دو آب تیغ قاتل کا

سراپا حال جوش گریہ ہی طوفان سا طوفان ہی — بندھی اس بحر مین مضمون بھلا کیا خاک ساحل کا

خیال عارض جانان مین باہم بسکہ نالان تھے — مہ و خورشید پر دھوکا ہوا مجکو جلاجل کا

اگر عقدہ سراپا ہی برنگ اشک کیا غم ہی — مری افتادگی کی ہاتھ حل ہوتا ہی مشکل کا

مری اشکون کے دریا کا کبھی جو شور سنتا ہی — برنگ موج زہرہ آب ہو جاتا ہی ساحل کا

ہین گر کفش نو یارب وہ آکر خوب سا روندے — مبارک ہو ہی دشمن پر یا کہنا مری دل کا

بنی ریگ روان خاک اپنی اور ڈھونڈھا کیے تجکو — نہ چھوٹا بعد مردن ہمسے طی کرنا منازل کا

یونہین ہم ساربانی غیرت لیلی کی کرتے ہین — نہین محمل تو مضمون باندھتے رہتے ہین محمل کا

اگر سیلاب اشکونکا یہی گا یون ہی ای وحشت — بنی گا صورت گرداب ہر حلقہ سلاسل کا

بجھا آئی چاندنی مہتاب اور خورشید مشعل ہو — فلک رقصان ہو شادی سے جو لون نام اوسکی محفل کا

کسیکی جستجو مین بخت دل آنکھونمین آتی ہین — تلاش یوسف گم گشتہ مین ہر قافلہ دل کا

مری بدمست کی تلوار تو نکلی ہی پڑتی ہی — بط می بھی دکھا دیگا اب تڑپنا مرغ بسمل کا

گلا کاٹون مین اپنے ہاتھ سے بے منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جای عقدہ میری مشکل کا

کریمون سے کنارہ کر کہ قسمت کچھ عجب شی ہی
لب دریا ذرا لب خشک رہنا دیکھ ساحل کا

جنون اب تھک گیا ہون پھر تو پھر تی چین کر دے
کہین جاگی نہ پای خفتہ سنکر غل سلاسل کا

آنسو خون کی قطرون سے آواز آئے گھنگرو کی
بھڑک جائے تماشا دیکھکر وہ رقص بسمل کا

کبھی دلمین کبھی آنکھونمین جا دون ان حسینونکو
کہ ماہ و مہر کا ہی کام طی کرنا منازل کا

نکل جائین تڑپکر مچھلیان دست حنائی کی
لہو بھر جای او قاتل اگر مجھہ نیم بسمل کا

چرا کرتے ہین سبزہ کھیت کا کشتونکی جو آہو
سمجھتا ہون مین ہی یہ بھی اشارہ چشم قاتل کا

چڑھاتے دار پر منصور کے ہمراہ زاہد کو
تماشا دیکھنا منظور تھا گر حق و باطل کا

کسیکی آنکھ کے سرمے نے مجکو مار ڈالا ہی
ندی آواز اگر ٹوٹی کوئی ساغر مری گل کا

زمین بھی نکلی جاتی ہی مری پاؤنکی نیچے سے
مجھے مشکل ہوا ہی ساتھ دینا اپنی منزل کا

خوش آتی ہی وہ راحت مجکو جسمین رنج بھی کچھ ہو
جو تکیہ بھی ہو تو پر ہای مرغ نیم بسمل کا

سفر کرنا مثال اشک کچھ مشکل نہین مجکو
کہ بس اک پاؤنکی لغزش ہی طی کرنا منازل کا

یہی تو جرم ہی جسکی سبب پامال رہتی ہی
حنا نے ذبح کرنے مین غضب تھاما ہاتھ قاتل کا

٦	وزیر اب سینے مین دلکی عوض کیا درد رہتا ہی کہ رویا کرتے ہو پڑھ پڑھ کے تم دیوان بیدل کا	٢٦

نشانہ بعد مردن بھی رہا مین تیر قاتل کا
بنایا کرتے ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

جو جیتی تھے تو روتے تھے ہوی ہین خاک مرقد پر
ہمارا کالبد شاید فقط تھا آب و گل کا

مے سے نکلا جام مے اپنے لیے مثل حباب
دیکھ ساقی لطف حق پانی پیالا ہو گیا

ایک ہاتھ اک پاؤن سے ہی جسطرح رفتار کلک
چلتے پھرتے ہین سدا گو جسم آدھا ہو گیا

آینہ دیکھا تو اپنے خط پہ آنکھ اوسکی پڑی
کاغذی بادام اس خط کا لفافا ہو گیا

سنگ اسود کو لب فریاد سے چوما اگر
ایسا چلایا کہ ناقوس کلیسا ہو گیا

بھر کے دیکھا جام ہمنے پی پیے خالی ہوا
فرقت ساقی مین نچوڑا پیالا ہو گیا

آب و خاک و باد و آتش جسم بنکر گرد ہین
اس اکیلی جان پر کس کس کا بلوا ہو گیا

۵

کوئی مرتا تھا نہ اوسکی ترچھی نظرون پر مگر
پار گذرا دل کے جب یہ تیر سیدھا ہو گیا

۲۳

تصور یہ ہا آنکھون مین اوس لیلی شمائل کا
کہ اپنی آنکھ کا پردہ بنا ہی پردہ محمل کا

دماغ ایسا ہی جانان تیری دروازیکی سائل کا
موا ہون تو صدا دیتا نہین کاسہ مری گل کا

بدن مین میری جتنے زخم ہین پانی چراتی ہین
نہ پوچھو کسقدر پیاسا ہون آب تیغ قاتل کا

پہنایا یار کو بھی طوق منت کی بہائی سے
فلک نے بار ہی نالہ سن لیا میری سلاسل کا

ادھر مینے تواضع کی اودھر تعظیم اوسنے کی
جھکائی مینے جب گردن لگا اوٹھا ہاتھ قاتل کا

بہت جسنے اوٹھایا سر گری نظرون سے قدر اوسکی
نہ دیکھا کوئی پروانہ چراغ ماہ کامل کا

کسیکی سنبل خط کے تصور مین جو پھرتا ہون
تو شکل خامہ نقش پا مین ہی عالم سلاسل کا

بنی ہی آہ منہ پھیرے ہوئی تصویر بھی اوسکی
کھچا ہے ہمسے رہا کرتا ہی کچھ نقشہ بھی قاتل کا

کسی موے کمر سے خاک ہوئی پر بھی الفت ہی
پڑا ہی بال از خود جب بنا کاسہ مری گل کا

۴	وله	۲۳
گرمیان کین اسقدر ہر عضو شعلہ ہوگیا		شبکو روشن یار کے بازو کا اگا ہوگیا
خشک دریا ہوگئے موقوف رونا ہوگیا		خاک ہی پالی کہان چہرا ہا چوکا ہوگیا
ہون وہ لاغر جب کھا اونکی کف رنگین ہاتھہ		طائر رنگ حنا بھی رشتہ برپا ہوگیا
کردیا تحریر اپنی بے صدا تقریر کو		مثل خامہ جو زبان پر آیا انشا ہوگیا
آفتاب داغ سودا کو جو دیکھا اڑ گیا		جامئہ تن اچنبون شبنم کا کرتا ہوگیا
وا کیا جب یار نے آئی صدا مثل صریر		خط مرا شکل زبان خامہ گویا ہوگیا
بل بے شوخی دیکھتے ہین جب مرا قد دوتا		ہنسکے کہتی ہین بدن کیا انکا دوہرا ہوگیا
آنکھہ ہر اک طفل کی اب اچنبون پڑنی لگی		ڈھیلی آنکھون کی چلے مجکو جو سودا ہوگیا
تم نہانے کیا گئے اوسکو ملایا خاک مین		ریگ ماہی فرط بیتابی سے دریا ہوگیا
طوق قمری ہوکے بالیدہ بنا دیوار باغ		سرو کیا آغوش مین گلزار سارا ہوگیا
افعی مضمون حاسد سب قلم خوردہ ہوے		ہاتھہ مین خامہ عصای دست موسی ہوگیا
اپنی جامی سے اگر باہر ہون اب ممکن نہین		ضعف دامنگیر ہی تصویر دیبا ہوگیا
اونکی چلنے کی صفت لکھی تو ہل چل پڑگئی		قاصد اپای قلم سے خط روانا ہوگیا
مژدہ ایساقی جنون خیز ابکی آئی ہی بہار		شیشئہ توبہ کو پتھر جام صہبا ہوگیا
دید کے قابل ہی اوکبک دری رفتار یار		ہر قدم نقش قدم چشم تماشا ہوگیا
کھینچ لایا حسن کو بھی عشق اپنی رنگ پر		ضعف سی مین زرد وہ سونی سے پیلا ہوگیا

سرخ عارض سے تری ساقی جو نکلا خطِ سبز
ساغرِ زرین یہ گویا سبز مینا ہو گیا

سبزہ عارض سے جو نکلا پھاڑ کر پھینکی نقاب
چاک چاک اس خط کی آتے ہی لفافا ہو گیا

دامن یوسف کا پھٹنا تھا ستم ای دستِ شوق
ٹکڑے ٹکڑے جامۂ صبر زلیخا ہو گیا

وان بھی جا پونہچے خریداران جنس خود فروش
چاہِ یوسف کے لیے دوکان سودا ہو گیا

اوس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا
دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا

کھا گیا مجھ ناتوان کو غم مری خوش چشم کا
ہو کے کاہیدہ اسی آہو کا چارا ہو گیا

آتش رنگِ حنا سی دستِ نازک جل گیا
معجزہ ہاتھ آ گیا لو دستِ موسی ہو گیا

ہو گیا جامی سے باہر اپنی کپڑے پھاڑ کر
چاک پیراہن نکلجانے کو رستا ہو گیا

بل نکالا ہی مژہ کا اوس نگاہ گرم نے
آنچ سے تلوار کی کیا تیر سیدھا ہو گیا

دیکھنا ہم میکشون کی ساقیا دریا دلی
آنسوون سے بھر دیا خالی جو شیشا ہو گیا

میرے طالع کا ستارہ کسقدر گردشمین ہی
آسمان پہ چرخ پوجا کا تماشا ہو گیا

وای محرومی گلی پر میرے چلکر رہگیا
منہ ہوا خنجر کا میٹھا جب وہ کڑوا ہو گیا

اب تو رونیکی صدا گوش بتان تک جائیگی
اشک شور انگیز ناقوس کلیسا ہو گیا

بارہا کی ڈوریکا زنار اب گلی مین چاہیے
زخم پیشانی جبین پر اپنی قشقا ہو گیا

قطعہ

فکر قمری سرو و شمشاد و صنوبر کرتی ہین
چرچے ہین عاشق کے یاد حق کا حیلا ہو گیا

زیب دیتا ہی تماشا گاہ عالم گر کہون
جسطرف گذری ہی اک محو تماشا ہو گیا

غمزہ و انداز و ناز و کبر و مہر و لطف و حسن
سات یہ اور ایک تم آٹھون کا میلا ہو گیا

ہوگیا وحشی کہیں دیکھی جو وہ موتی سی دانت
بڑھ گئی گرد ہیتی وحشت پیدا ہوگیا

کیا سنا یا کیا پڑھا یا ای چمن آرا اٰنہین
گوش گل بہرا دہان غنچہ گونگا ہوگیا

جلوۂ محبوب مہوش دیکھ لے ہر رنگ مین
قیس کو آہو بھی چشم شوخ لیلیٰ ہوگیا

خاک مین ملجای وہ چشمہ نہ جسمین آب ہو
پھوٹ جائے آنکھ اگر موقوف رونا ہوگیا

خلق کیا مصروف طوف کعبہ و بتخانہ ہی
ہمسے گر پوچھو تو چکر مین زمانا ہوگیا

خط مشکین سے تری ہی کسقدر لپٹا ہوا
کیا مرے دل کا ورق خط کا لفافا ہوگیا

وقت نظارہ معطر آنکھ کے پردے ہوے
عطر نرگس تیری آنکھون کا پسینا ہوگیا

کیا نمک ہی تجھمین ای ساقی کہ پرتو سی ترے
بادۂ انگور بھی ساغر مین سرکا ہوگیا

سبزۂ عارض پہ نہین نے وجاوروح روان
تو سراپا دل ہوا تو خط سویدا ہوگیا

ہم لبغل ہونیکی ہی ابتو سراپا آرزو
ضعف سی قد جھک کے آغوش تمنا ہوگیا

۲ قبلۂ دنیا و دین مدفون ہوا ہی ای وزیر
شوق سے سجدہ کرون کعبہ مدینا ہوگیا ۲۲

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہوگیا

جان جائیگی دریچہ اونکا تیغا ہوگیا
شوق نظارہ مین ہر دم طماچا ہوگیا

پی گئی آنسو جو خالی جام صہبا ہوگیا
ابتو ساقی نام دریا نوش اپنا ہوگیا

چشم کم سی ہمنے دیکھا گھٹ کے قطرا ہوگیا
ای حباب ابتو ترے کوزے مین دریا ہوگیا

دانت پر اپنے لگا کر دونکی لیتی ہو کیون
آب گوہر مل کے کیا خنجر و آبا ہوگیا

نہ پایا بوسۂ لب اوس پری سی جب تو یہ سمجھا
نہیں انسان کی قسمت مین چشمۂ آب حیوان کا

لب لعلین پہ اوسکی یہ نہین ہی پان کا لاکھا
نکل آیا ہی کھا کر جوش خون لعل بدخشان کا

پریزادون نے دی مٹی جو مجکو بعد مرنیکی
کوئی تختہ لحد مین تھا مگر تخت سلیمان کا

٢
مسین بھیگین نہین ہین ای وزیر اوس آئنہ رو کی
نمایان پشت لعل لب پہ ہی یہ عکس مژگان کا
٢٣

حیرت افزای جہان جسم مصفا ہو گیا
چار جوہر مل کے اک آئینہ پیدا ہو گیا

پھٹ گیا دامان یوسف کیا ہی رسوا ہو گیا
کیون نہ سوزن سی کھٹک کر دست زلیخا ہو گیا

اب کرامت کیجیے اب معجزے دکھلائیے
خضر خط رخسار یوسف لب مسیحا ہو گیا

ذکر آیا جب بھون کا گر پڑے ہم سر کے بل
آیتین سجدے کی سنکر فرض سجدا ہو گیا

در پہ اوس خوش چشم کی جا بیٹھے ہین مثل فقیر
آہوونکو سایہ اپنا مرگ چھالا ہو گیا

خوب محشر کر کے برپا یار کو دکھلا دیا
آج اور فتار جانان کا رفدا ہو گیا

وای محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
میرے اوسکی درمیان غفلت کا پردا ہو گیا

سایۂ قامت بھی ہرجائی ہی کیا تیری طرح
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبا ہو گیا

طوف کو جیلے مین ہم بھی گھورنی کو جائینگے
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلی ہو گیا

سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
بنکی آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا

خودنما جب ہو گیا آئینہ سودای عشق
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلی ہو گیا

بنگیا محراب کعبہ کا پیالہ جام سے
مست ہین اللہ کی جو منہ سی نکلا ہو گیا

بگڑ کر اوسنے چلمن سے جو ہمکو آنکھہ دکھلائی
پری فش پڑھتی ہین کلمہ مرا مین ہون وہ دیوانہ
تری ہونٹونکے آگے رنگ حب اسکا نہین جمتا
ہی یہ حسن دو ہفتہ چار دنکی چاندنی ساقی
نہین ہی سرمے کا دنبالہ اے ترک آنکھہ مین تیری
ذقن مین دانہ خال سیہ دیکھا تو مین سمجھا
وہ گریان ہون جو میرا یوسف دل گر پڑا مین
جہان کو قتل کرتے ہین یہ مہر و جامہ زیبی
رہا کرتا ہی وا اپنا دہان شکوہ فرقت مین
دکھایا اوس نے عارض قبر عاشق کی اگر کھدنے
بنینگے ڈول ہر بازی طفلان مرگ کے
حلب کی صبح صادق کا گمان ہی اوسکی عارض پر
بہت کچھہ کھو کے پائی اپنی راہ خود فراموشی
گرا قطرہ پسینے کا جو اوس روے مخطط پر
ہوی ہین جمع آنسو کہ رہی ہین شمع خیان کیا کیا
فلک سے ہی دماغ اے منعمو اپنا گدائی مین
دل دیوانہ کی چندے جو زلفون مین بسر ہوگی

غزال چشم پر دھوکا ہوا شیر نیستان کا
ہر اک داغ جنون مین ہی اثر مہر سلیمان کا
تو کیا کیا جوش کھاتا ہی لہو لعل بدخشان کا
چھلک جاتا ہی بھرتی ہی پیالہ ماہ تابان کا
سپہر اسر متی ہی نشان فوج مژگان کا
لطافت سے عیان ہی تخم یہ سیب زنخدان کا
کبھی پانی نہ ٹوٹے گا تری چاہ زنخدان کا
مگر تیغ ہلالی ہی ہلال ابر گریبان کا
کوئی مرہم نہین جز وصل اس زخم نمایان کا
سحر ہوتی ہی دروازہ کھلا شہر خموشان کا
اثر باقی رہیگا الفت چاہ زنخدان کا
مسی پر لعل لب کی شبہہ ہی شام بدخشان کا
دل گم گشتہ آپہی خضر ہی اپنے بیابان کا
تلی کا جنس جان کے ساتھہ یہ سیپارہ قرآن کا
گمان ہی دامن مژگان پہ بازیگاہ طفلان کا
بہت ہی بوریا خواہان نہین تخت سلیمان کا
لقب ہو جائیگا صبح وطن شام غریبان کا

۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۳۰

ہوا شاہ دواوین نام بسم اللہ سے دیوان کا
عوض مطلع کے کھینچو آئینے کے نقشہ روی جانان کا
زلیخا کیطرح کس شاہ ملک حسن نے جھانکا
نہیں انبوہ خط مین جلوہ حسن روی جانان کا
ہوا جوبن فزون خط سیہ سے روی جانان کا
حنائی ہاتھہ کی تاثیر طرفہ رنگ لائی ہے
گلے سے حرف باتونکی نظر آتی ہین حیرت ہے
کریگا آتش افروزی چمن سو وای گیسو مین
دکھایا بے تکلف ہو کے منہ اوس حور طلعت نے

سر دیوان پہ ہے الحمد للہ تاج قرآن کا
بنے تا مطلع خورشید مطلع اپنے دیوان کا
ہر اک وزن بنا ہے چشم یوسف سیر زندان کا
عیان ہے تخت پہ پریونکی جہرمٹ مین سلیمان کا
بڑھا ہے آبنوسی حل سے حسن اوراق قرآن کا
شجر تیرے نگین کا بنگیا ہے نخل مرجان کا
عیان جو ہر ہین بے شک آئینہ ہے جسم جانان کا
دھوان بنکر ولائی کا نظارہ سنبلستان کا
اٹھا گھونگھٹ کہ دروازہ کھلا گلزار رضوان کا

لطف شعر و شاعری جاتا رہا — خار ہی نظر و نمین اپنے یہ چمن
بسکہ ماتم دار ہی جان حزین — خانۂ دل بن گیا بیت الحزن
نشتر سر یان یہ غم ای ضبط ہر — مرغ دل ہر دم ہی اس سے نالہ زن
جن کے حرف با نقط لکھ سال فوت — آہ خالی ہو گیا ملک سخن

از سید محمد حسین صاحب محمد تخلص شاگرد سید ہادی علی بیخود

ہزار حیف عجب اوستاد یکتا نے — سرای عالم فانی سے آج کوچ کیا
سن وفات لکھا خامۂ محمد نے — وزیر ملک معانی کا شبہ تھا واویلا

ایضاً

گذشتہ ہای صد حیف آہ ای افسوس واویلا — کہ یکتا بود و لامثل بر ہر فن وزیر الوا
محمد سال مرگ او نبشتہ آہ آہ از دل — بملک جاودانی گشت سکہ زن وزیر الوا

ایضاً

وزیر شہنشاہ اقلیم معنی — گئے یان سے ای وای سوی جنان جب
محمد مسیحی مین تاریخ لکھو — سخندان بے مثل کیسا اوٹھا اب

از عبد الرحیم خان صاحب سالہ دار رحیم تخلص شاگرد بیخود

چون ز دنیا کرد رحلت حضرت خواجہ وزیر — ہر یکی از صدمۂ جانکاہ شد از حد فزون
سال فوتش احمد دل پرسید جان از بیدلی — گفت مرجع نیست خبر انا الیہ راجعون

تمت

عالم علم بیان صاحب سیف و قلم	کشور نظم و بیان بود بزیر نگین
خواجہ وزیر متین مالک ملک سخن	رفت ز دار فنا جانب خلد برین
سال وفاتش خرد گفت بصد درد دل	وای شہ شاعران بودہ وزیر ای حزین
از منشی مرزا محمد رضا صاحب معجز تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم	
افسوس ہی کہ حضرت خواجہ وزیر آج	راہی سوی عدم ہوے دیکر ہمین تعب
دنیا سی اوٹھہ گیا مزہ شعر و شاعری	طاری سخنورون کی ہی دل پر الم عجب
اوستاد کے حقوق نہ مجہسے ادا ہوے	ہیہات دل کی دل مین رہی آرزو سبب
معجز جو شفقتین مجھے آتی ہین اونکی یاد	فرط غم و الم سے مین ہوتا ہون جان بلب
کرتا ہون نالی پڑھکی یہ مصراع سال فوت	ویران ای وزیر ہی اقلیم شعر اب
از مولوی اشرف حسین صاحب اشرف تخلص ایمن ضلع بنارس شاگرد معجز	
رفت زین دار فنا خواجہ وزیر	بود بنیاد کلامش راسخ
گفت اشرف ز حروف منقوط	ہای ہی شاگرد رشید ناسخ
از سید ہادی علی بیخود تخلص شاگرد جناب خواجہ صاحب مرحوم	
استاد وقت بست چو رخت سفر ز دہر	در چشم کاملان سخن شد جہان سیاہ
تاریخ فوت بیخود محزون رقم نمود	ہی ہی وزیر ناسخ مرحوم آہ آہ
از سید آغا جان صاحب ضبط تخلص شاگرد بیخود	
راہی جنت ہوے خواجہ وزیر	تھی وہ سرخیل فصیحان زمن

استاد میرے حضرت خواجہ وزیر آہ — راہی سوئے بہشت ہوئی اس جہان سے

ہی اس الم سے وادیٔ محشر یہ لکھنؤ — کیون دل کا داغ مہر قیامت نہ اب بنے

گردش ہزار بار جو کھائے فلک تو کیا — پیدا البتہ نہون گے کبھی اس کمال کے

درویش دوست صاحب ہمت کریم طبع — افصح ذکی خلیق توکل پسند تھے

طوطی ہند شاعر بے مثل و بے بدل — واقف بہت رموز و نکات عروض سے

تھا علم قافیہ مین بھی اس مرتبہ کمال — تھے تنگ قافیے شعرای زمانہ کے

تکسیر کے علوم کو ایسا کیا حصول — امکان کیا نظیر جو کوئی نکال دے

آگاہ علم دین سے بھی شیدای اہل بیت — زاہد خدا پرست وحید زمانہ تھے

پوچھا جو زار نے بدل زار سال فوت — بولا سروش والی ملک سخن اوٹھے

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر — رفت زین دار فنا سوی جنان

از پی سال وفاتش گفت زار — بلبل ہندوستان شیرین زبان

از مولوی میر محمد حسن صاحب حسن تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

شہ کلام متین و رنگین بلیغ و فصیح ذکی کامل — علیم علم بیان و معنی برنگ فردوسی و نظامی

فروغ بزم سخن جو صائب کلیم ثانی وحید عالم — درین زمانہ وزیر بودہ عدیل سعدی نظیر جامی

حسن جو جستیم سال فوتش بدرد و رنج و ملال ہجران — صدای ہاتف بمن رسیدہ آرم گرفتہ وزیر نامی

از عبد الصمد صاحب حزین تخلص شاگرد مولوی محمد حسن صاحب حسن

رفت استاد زبردست از دہر	ذات او بود نظیر ناسخ
شد خطا سال وفاتش منقوط	خواجہ عہد وزیر ناسخ

از مرزا اصغر علی بیگ صاحب فقیر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جب گئی جنت کو خواجہ ای فقیر	کیا کہون دلکو ہوا صدمہ عجب
روح پر طاری غم استاد تھا	فرط غم سے ہو گیا مین جان بلب
فکر تاریخ اتنے مین پیدا ہوی	بٹ گئی سکر کچھ کاہش رنج و تعب
دی ندا یک مجکو ہاتف نے صدا	خالی کی بائیسوین جمعہ کی شب

از مولوی جلال الدین صاحب جلال تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

جناب خواجہ ہستی سی عدم کو ہو گئے راہی	گیا ہمراہ اونکی لطف سب رنگین بیانی کا
جلال تلخکام اب سال رحلت اسطرح لکھو	ہوا کافور عنقا یہ مزا شیرین زبانی کا

از لالہ جواہر لعل صاحب جوہر تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

بکربلا شدہ مدفن جناب خواجہ وزیر	کہ بندگیش بود فخر شاعران کرام
صدا از روی دل آمد بسالش ای جوہر	بزم شاہ شہیدان کنید وزیر آرام

ایضاً

پادشاہ شاعران خواجہ وزیر	در لحد چون کرد فکر خوابگاہ
گفت جوہر در غمش سال وفات	از شب آدینہ ذیقعدہ آہ

از لالہ دھنپت رای صاحب زار تخلص شاگرد خواجہ صاحب مرحوم

از میر امداد حسین صاحب نشتر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

بر در گلزار رضوان بهر سیر — بعد مردن رفت چون اول وزیر
هاتف غیب از فلک نشتر بگفت — پیش شاه دین رسید اکمل وزیر

از میر عباس صاحب عباس تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

رفت سوی گلشن جنت ازین دار فنا — شاعر بی مثل و ممتاز زمن خواجه وزیر
از حروف با نقط عباس گفت این سال فوت — حیف ای والا وقار استاد من خواجه وزیر

از شیخ بهادر علی صاحب ایجاد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ورد اجناب خواجه وزیر استاد من — بسپرد جان خویش بخلاق بی نظیر
تاریخ سال بهر مزار مقدسش — کلکم نوشت تربت پاکیزهٔ وزیر

ایضاً

جناب اوستاد و قبلهٔ من — نموده کوچ زین دار جهان حیف
پی سال وفات آن یگانه — نوشتم مرد شاه شاعران حیف

از شیخ قادر علی صاحب موجد تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

افسوس سوی شهر خموشان گئے وزیر — شهرت تھی اس زمانے میں اونکی بیان کی
اردو کی شعر کا تھا مزہ اونکی دم تلک — باقی رہی نہ منزلت اب اس زبان کی
موجد نے سال ماتم اوستاد یون لکھا — لو شاعری تمام ہوئی سب جہان کی

از مرزا انظر علی بیگ صاحب خطا تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

از جناب آفتاب الدوله مهر الملک خواجه ارشد علیخان بهادر شمس جنگ عرف خواجه اسد قلق تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

ہزار حیف اوٹھی اس جہان فانی سے
جناب قبلہ و کعبہ وزیر خوش اخلاق
قلق صنعت منقوط مین لکھ اب تاریخ
فصیح شاعر و استاد شہرۂ آفاق

از جناب میر محسن علی صاحب محسن تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

شاہ ملک سخن جناب وزیر
کرد رحلت ز عالم ایجاد
سال فوتش نوشتم ای محسن
گشت دار عدم وزیر آباد

از میر محمد صاحب عرف میر محمدی سپہر تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

دنیا سے ای سپہر اوٹھے خواجۂ وزیر
چھایا ہی دل پہ خلق کے ابر غم کثیر
خالق نے ہر طرح کے دیے تھے اونھین کمال
بیشک تھی اس زمانے مین ذات اونکی بے نظیر
کیا اپنے بخت بد کا کرون شکوہ مین حزین
دام الم مین طائر جان ہو گیا اسیر
جبسے سنا تھا مین نے یہ فسانۂ ملال
پڑتے تھے میرے سینے پہ ہر لحظہ غم کے تیر
تاریخ فوت لکھون یہ ہر دم خیال تھا
کنج الم مین طبع رسا تھی مری مشیر
ناگاہ مجکو ہاتف غیبی نے دی صدا
اچھے قریب شاہ شہیدان گئے وزیر

از حکیم میر انعام حسین صاحب مجنون تخلص شاگرد خواجه صاحب مرحوم

گئے جو ملک عدم کو وزیر شاہ سخن
زمین شعر و سخن ہو گئی خراب و تباہ
لکھا یہ خامۂ مجنون نے سال فوت اونکا
شہ و وزیر و فقیر آہ سبکو ہی یہی راہ

گفت اشرف سال تاریخ وفات	اوج بیرون رفت از شعر و سخن

از کبیر الدین صاحب نشاط تخلص شاگرد عبد اللہ خان مہر

از وفات جناب خواجہ وزیر	دل من شد نشاط غم اندود
داشتم فکر سال رحلت او	ہاتف غیب ہم جلیس بود
حرف بانقطہ را گرفت بگفت	حیف لطف سخن بہ تمام نمود

از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف اکبر خواجہ صاحب مرحوم

قبلہ و کعبہ جناب والد استاد ہای	اس سرا سے ہو گئی راہی سوے ملک بقا
تھے وزیر پادشاہ شاعران وہ خلق ہیں	انتظام ملک معنی اونکے دم تک ہو گیا
کیسی کیسی شفقتیں اونکی مجھے آتی ہیں یاد	شاعری کیسی کہ لطف زندگی جاتا رہا
کی اسی غم میں جو میں نے فکر سال فوت تکی	ہو کے بیدل روح مہر و وفا نے یہ دی مجکو صدا
لکھو یہ مصراع خامے کی طرح رو کر سفیر	گم ہوا نام آج بالکل ناسخ مرحوم کا

ایضاً

وزیر آج ملک عدم کو گئے	نہ کیوں نکر ہو اقلیم معنی تباہ
مجھے فکر تاریخ تھی ناگہاں	ہوا غل مٹا نام ناسخ کا آہ

ایضاً

ہیہات دنیا سے اوٹھے والد مری خواجہ وزیر	اونکی قدم سے اب بڑھی زیب شبستان جنان
ہے اشتعال سوز غم تاریخ یہ لکھا اے سفیر	باد اجل سے گل ہوئی وا شمع بزم شاعران

از احمد حسین صاحب عرف امیر اللہ تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

چون مرد وزیر شہ اقلیم معانی — استاد زمان زمزمہ پرداز کہن فکر
تسلیم بسالش ہمہ بیدل شدہ افسوس — لطف و کرم و علم و عمل شعر و سخن شکر

از حکیم محمد ابراہیم صاحب حکیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

حکیم آہ جس وقت خواجہ وزیر — گئے مہر گلگشت باغ النعیم
ہوا محشر آباد شیون سے گھر — گیا نالہ تا بام عرش عظیم
زمانے کے ارباب معنی کا دل — ہوا درد و اندوہ و غم سے دو نیم
سیہ پوش ہر نقطہ آیا نظر — بسان سویدای قلب لئیم
کف دست افسوس صفحہ ہوا — بنا خامہ حیرت سے نبض سقیم
اوسی عالم یاس مین ہر سال — ہوی مائل فکر طبع سلیم
لکھا خامۂ نوحہ انگیز نے — ہوا کیا سخن یا الٰہی یتیم

از شیخ اشرف علی صاحب خوشنویس اشرف تخلص شاگرد نسیم دہلوی

گئی دار فانی سے خواجہ وزیر — قیامت کا ہنگامہ برپا ہوا
لکھی مین نے تاریخ اشرف یہی — مزہ شعر کا ہای جاتا رہا

ایضاً

کرد از دنیا سفر خواجہ وزیر — شور ماتم رفت تا چرخ کہن
وای شد بیت معانی بے چراغ — گریہ ہا سر کرد شمع انجمن

لکھ علیسوی تاریخ اوس اعجاز بیان کی یہ　　ذیلقعدہ شب جمعہ بیست و دوم ای ہای ۱۸۵۴

از جناب مرزا اصغر علیخان صاحب دہلوی نسیم تخلص

خواجہ وزیر شاعر بی مثل روزگار　　جان داد و بزبان جہان رفت ہای ہای
درجوش غم نسیم بتاریخ فکر گشت　　تحریر شد سخنور کامل بمرد وای

از عبداللہ خان صاحب مہر تخلص شاگرد نسیم دہلوی

دوش بودم بفکر خود غمگین　　ہوش قایم نہ خاطرم برجا
شکوۂ روزگار میکردم　　در حوادث نشستہ سرتا پا
کہ بناگاہ از سوی افلاک　　تا بگوشم رسید شور بکا
متحیر شدم کہ خیر شود　　این دگر غلغلہ چہ شد پیدا
کہ بسمعم ندای غیب آمد　　ہای خواجہ وزیر واویلا
ہوش پرواز کرد از سر من　　غم دیگر گرفت جان مرا
گفتم ای دل ہزار افسوس ست　　کہ چنین کس گذشت از دنیا
شاعری بود کز نم فیضش　　قطرہ میکرد دعوی دریا
بعد ناسخ نبود مانندش　　در میان معاصرین یکتا
رخت ہستی ز دار فانی بست　　سفری شد بسوی شہر بقا
فکر کردم بسال رحلت او　　بمن ارشاد کرد طبع رسا
بر سر نعش او بگوای مہر　　پادشاہ سخن وزیر کجا

بہادر جنگ اسیر تخلص شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

رحلت خواجہ وزیر اہل جہانکو ہوی شاق — خاک بر سر ہوی اس غم سے صغیر اور کبیر
کی رقم کلک نے صفحے پہ یہ تاریخ وفات — خواجۂ عالم ارواح ہوی جان وزیر ۱۲۷۰

از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

جناب خواجہ وزیر وحید عصر و زمان — بفن شعر و سخن بود بیمثال و نظیر
بلند فکرت و نازک خیال و رنگین طبع — زمین ملک سخن داشت یکقلم جاگیر
ہلال سال وفاتش شنید از رضوان — دو شنبہ نشین جنان باد یک مقام وزیر ۱۲۷۰

از شیخ الٰہی بخش صاحب عشقی تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

اوٹھا جہان سے استاد کامل و یکتا — دل زمانہ ہوا مورد تعب صد حیف
یہ سال ہجر ہے ہجری مین لکھ اسے عشقی — گیا وزیر بھی ناسخ کے پاس اب صد حیف ۱۲۷۰

ایضاً

شاعر بے نظیر خواجہ وزیر — در فن شعر بود بس یکتا
زین جہان رفت سوی گلشن خلد — آہ افسوس حیف و اویلا
سال فوتش چو کردم استفسار — دوشش در بزم اقدس شعرا
این صدا آمد از دل ہر عبد — رضی اللہ عنہ یوم جزا ۱۲۷۰

ایضاً

جنت کو ہوی راہی دنیا سے وزیر افسوس — اس غم سے دل اے عشقی کیون چاک نہو جاے

از لاله رام سهای صاحب رونق تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

افصح شاعران هند که بود ‌ ‌ ‌ بیعدیل و نظیر خواجه وزیر
زین جهان رفت چون بملک عدم ‌ ‌ ‌ در غمش گشت عالمی دلگیر
صاعقه بار نالهٔ دلهاست ‌ ‌ ‌ چشم خونبار رشک ابر مطیر
شور ماتم به برج قوس رسید ‌ ‌ ‌ سر کشیدست آه تا سر تیر
کلک رونق نبشت تاریخش ‌ ‌ ‌ خسرو این زمانه بوده وزیر

ایضاً

شد زبیت فنا بملک بقا ‌ ‌ ‌ خسرو عهد آه خواجه وزیر
مطلع صاف اوست مطلع نور ‌ ‌ ‌ در ضیا شعر او چو ماه منیر
خوش بیان بود و کامل هر فن ‌ ‌ ‌ وصف او تا کجا کنم تحریر
وای صد وای زین مرقع دهر ‌ ‌ ‌ شده نهان بخاک آن تصویر
هجر او کرد با من آن کاری ‌ ‌ ‌ که نیاید ز دشنه و شمشیر
جیب صبر و قرار چاک زدم ‌ ‌ ‌ غم او گشت چون گریبان گیر
با شه کربلا چو الفت داشت ‌ ‌ ‌ ماتمش گشت زان جناب امیر
فکر تاریخ رحلتش کردند ‌ ‌ ‌ دست بر سر زنان صغیر و کبیر
ناگهان رونق از سپهر برین ‌ ‌ ‌ شد ندا ارفت نزد شاه وزیر

از مدبر الدوله مدبر الملک منشی میر مظفر علیخان بهادر

رفت چون از جهان بسوی جنان ‌‌ ناله کش خلق شد که هاے وزیر

دل هر کس که هست موزون تر ‌‌ پر شد از درد جانگزاے وزیر

سال رحلت چنین نوشت قبول ‌‌ بسخن شاه بود واے وزیر

از جناب مولوی محمد بخش صاحب شهید تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

وزیر داشت تخلص جناب خواجه وزیر ‌‌ که پادشاه منش بود در لباس فقیر

خوش اعتقاد و خوش افعال و خوش روش خوشخو ‌‌ قمر جمال و سپهر جلال و مهر ضمیر

رموز دان علوم ائمه بود بجبر ‌‌ که قائل ست درین علم هر صغیر و کبیر

بشاعران جهان برد گوی سبقت ازین ‌‌ که بود در فن اشعار بی عدیل و نظیر

برفت جانب خلد برین ازین دوران ‌‌ شدند جمله سخندان بماتمش دلگیر

بچشم ما و را و چون شود نه تیره جهان ‌‌ که در زمانه نمانده نشان و نام فقیر

شهید سال وفاتش چنین نمود رقم ‌‌ بشاعران زمان پادشاه بود وزیر

از مرزا حاتم علی بیگ صاحب مهر تخلص شاگرد شیخ صاحب مرحوم

رفت زین دار فنا خواجه وزیر ‌‌ شد بچشم دوستان عالم سیاه

مصرعه تاریخ رحلت گفت مهر ‌‌ ناظم ملک معانی بود آه

ایضاً

خواجه وزیر شاعر خوش فکر و خوش بیان ‌‌ مین اور وه تهے دو لو اک استاد سے مشیر

وه عازم جنان هوی تاریخ کهی مهر ‌‌ ملک سخن هوا ہی برباد بے وزیر

قطعات تاریخ انتقال جناب خواجہ وزیر صاحب مرحوم از شعرای گزیدۂ روزگار

از جناب شیخ امداد علی صاحب بحر تخلص ارشد تلامیذ سند المحققین فخر المتقدمین والمتاخرین استاد راسخ جناب شیخ امام بخش مرحوم تخلص ناسخ

در غمش جملہ قدردان کلام / خاک ماتم بفرق و دست بصدر
تیرہ گردید آسمان سخن / منخسف گشت او بخاک چو بدر
بحر تاریخ رحلتش این گفت / وای خواجہ وزیر عالیقدر
۱۲..ھ

از جناب کپتان مقبول الدولہ احسان الملک مرزا محمد مہدیعلیخان بہادر ثابت جنگ قبول تخلص شاگرد جناب شیخ امام بخش ناسخ مغفور

زمین شعر و سخن را گذاشت خواجہ وزیر / کہ در تمامی اہل سخن گرامے بود
فصیح بود اگر او در استخوان بندی / مگر بمائدۂ نظم رشک جامے بود
بنظم بود تلمذ ز ناسخ مرحوم / کہ یک بزمرۂ شاگردیش نظامے بود
وزیر بود چو سلطان ملک معنی را / بملک نظم ز فکرش خوش انتظامے بود
گذشت او چو جہان را نوشت سال قبول / وزیر پادشہ شاعران نامے بود

ایضاً

چون ز دنیا گذشت گردید / پیش شاہ شہید جای وزیر
بود در شعر شاہے دیگر / نیست ممکن کنم ثنای وزیر

اسی اولجھن مین پھنسا تھا کہ ہوی آکے شریک   میر محسن علی خوش روش و نیک نہاد
میر صاحب نے مرے ساتھ بہت محنت کی   لائے ہر سمت سے اشعار فصاحت بنیاد
پھر تو جوہر نے بھی کچھ ہاتھ بٹایا میرا   کہ حقیقت مین ہین وہ جوہر آت و داد
الغرض محنت یکسالہ مین اے بیخود زار   جمع دیوان ہوا دل دوستون کا ہوگیا شاد
سال ترتیب یہ ورود کے لکھا پھر مین نے   آج دیوان مرتب ہوا بعد استاد

ایضاً از جناب خواجہ بادشاہ صاحب سفیر تخلص خلف خواجہ صاحب مرحوم

صد شکر مجتمع ہوی نظم وزیر آج   ہر بیت اسکی قصر فلک سے بلند ہی
جب دیکھتا ہون ہوتی ہی تفریح بیحساب   یہ نسخہ کیا دوای دل دردمند ہی
حسن صفای یوسف مضمون تو دیکھیے   بازار شہر نظم کا آئینہ بند ہی
عین الکمال کا بھی خطر اب ہمین نہین   ہر نقطۂ حروف بعینہ سپند ہی
لکھ کلک فکر سے سن ترتیب اے سفیر   دیوان بے مثال یہ عاشق پسند ہی

ایضاً از امیر علیخان صاحب ہلال تخلص شاگرد میر علی اوسط صاحب رشک

دیوان جناب شاہ اقلیم سخن   گردید مرتب آن چو بی مثل و نظیر
بنوشت بکلک موج سال ترتیب   دیوان در شاہوار بحرین وزیر

ایضاً از سید محمد حسین محمد تخلص خلف اکبر سید محسن علی صاحب شاگرد بیخود

بنے گا بلبل اب ہر اک سخندان   کلام غیرت گلشن ہوا جمع
رقم کر سال ترتیب اے محمد   گل معنی کا یہ خرمن ہوا جمع

ہر کہ جن پر نظر ثانی مصنف کا یقین ہو الحاظ رہا مناسب یہ ہے جن حضرات کے پاس کچھ کلام اونکا قلمی ہو نسخۂ صحیحۂ مطبع ہذا سے مطابق فرمالین اور مقابلہ کرکے جو اختلاف ہو اوسکو نکالین اب عنایات ناظرین اور توجہات مشتاقین سے امید ہے کہ جب اس گنجینۂ فیض سے استفادہ حاصل فرمائین مہتمم کو دعای خیر سے نہ بھلائین

آج خوش فضل خدا سے ہے طبیعت میری — للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری

تاریخ ترتیب دیوان بلاغت عنوان از ظہیر ہیچمدان

حیف صد حیف ہوے تارک دنیای دنی — قبلہ و کعبۂ کونین جناب استاد

اس زمانے مین تھی بے شبہ طبیعت اونکی — خسرو ملک سخندانی و معنی ایجاد

ریختہ کاریکو ہر اک بیت مین کرتے تھے وہ صرف — ریختہ گوئی کی قائم تھی انھین سے بنیاد

کرتے تھے لاکھون ہی غزالِ معانی کو شکار — دام تھی فکر اگر طبع رسا تھی صیاد

مجتمع پہلے جو فرمایا تھا دیوان حجیم — اتفاقات زمانہ سے ہوا وہ برباد

زادۂ طبع معلی ہوی کثرت سے تلف — سرزمین شعر کی ویران ہوی ہوکر آباد

حق تعالی نے عطا کی تھی جو استغنا بھی — کچھ نہ تھا رنج کیا کرتے تھے اکثر ارشاد

دو مہینے کی توجہ مین بفضل باری — جمع ہوجائینگے اشعار مرے حد سے زیاد

گو حقیقت مین ارشاد مبارک تھا بجا — پر نہ مہلت دی اجل نے کہ یہ حاصل ہو مراد

تھی ازل سے یہ سعادت جو مرے حصے مین — بس اسی پر متوجہ ہوئی طبع ناشاد

کہ کسیطرح فراہم ہو یہ گنجینۂ فیض — حق تعالی سے طلب کرنے لگا مین امداد

سخن پر رنج وغم طاری رہا ایک مدت دیدۂ مرتبہ دانان زمن وقف اشکباری رہا جب
حق سبحانہ تعالی نے صبر کو قلوب مضطر پر مستولی فرمایا کچھ کچھ افاقہ ہوا فی الجملہ
ہوش آیا پھر خانصاحب ممدوح نے کمال عنایت سے وضعداری کو کام فرمایا اور اہتمام تصحیح
و ترتیب کلام بلاغت نظام کا عہدہ اس نالائق بدترین خلائق کے سپرد کرکے
گنجینۂ حصول سعادت کا راستا بتایا پھر تو اس خاکسار ہیچمقدار اور برگزیدۂ بارگاہ
لم یزلی جناب سید محسن علی محسن تخلص نے کمر ہمت چست باندھی راحت
و آسایش یکقلم ترک کی شہر لکھنؤ مین جسکے پاس کچھ تصنیفات جناب خواجہ صاحب
کا پتا پایا میر صاحب موصوف وہانسے لائے یا بندہ لو پہنچا بیشتر خطوط احباب
اطراف و جوانب کو سے لکھے اکثر مسودات گم شدہ دوستونکی عنایت سے ملے الحمد للہ
کہ بڑی دوا دوش سے دو برس کی کوشش سے یہ نسخہ دلپذیر کہ نام تاریخی اسکے
ہنگام ترتیب سے انجام طبع تک ملہم غیبی نے قلب فقیر مین القا کیے تھے یہان
بر سبیل مذکور لکھے گئے اسامی مادہ سال ترتیب نقوش وضح معجزات رفعت
ریاض کرم مقاصد منظوم مشام فیض دفتر فصاحت اسامی مادہ سال طبع سر غیب
منظوم یادگار یوسفستان ارادت مرتب ہو کر مع الخیر انجام کو لو پہنچا اور تائید
خلوص باطنی خانصاحب ممدوح سے کمال خوبی اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ
مطبوع ہو کر فیض رسان خاص و عام ہوا از بسکہ ہنگام ترتیب نسخ مختلف اور کلام متفرق جابجا سے
بہم لو پہنچا بیشتر غزلون مین اختلاف نظر آیا لہذا اون مسودات کی تطبیق کرکے

طبع عالی دکھایا جب حسب اتفاق خان والاشان سراپا اخلاق کان خلوص و وفاق
قدرشناس اہل کمال سرچشمۂ فیوض و افضال آپسند شاہدان سخن منتخب صعداران زمن
مقبول بارگاہ یزدان جناب محمد عبدالواحد خان مہتمم مطبع مصطفائی حد سے زیادہ
مشتاق کلام ہوکر خدمت خواجہ صاحب مرحوم مین پونہچی اور مصر اجتماع تصنیفات
ہوے حال بربادی دیوان مفصل نقل فرمایا ایک پرچہ بھی پاس تھا کچھ کچھ یاد سنایا
خانصاحب ممدوح کو بہت حیرت ہوی اوسی روز سے بنای اجتماع دیوان ہمزمین
دلمین قائم کی احباب سے فراہمی کلام خواجہ صاحب کی تاکیدین ہوئین کچھ غزلین تلف شدہ
بہم پونہچین متعدد سادی کتابین مشق فکر سخن کے لیے دے آئے اکثر زمینین تجویز فرماکر
شعر کہلوائے یہانتک کہ ایک دیوان مختصر صاف اور مرتب فرماکر نذر خواجہ صاحب کیا
چنانچہ اسطرف جو کچھ جناب مغفور نے نظم فرمایا انھین کے مزید اہتمام سے باقی رہ گیا
جب کبھی خانصاحب ممدوح فرط محبت سے عزم طبع دیوان کا ذکر زبان پر لاتے تھے
بے تکلف ارشاد فرماتے تھے کہ کلام سابق بالکل ناپسند طبیعت ہے ابتدای مشق کے
شعرون سے مجکو نفرت ہے اگر ستمگارہ زمانہ نے فرصت دی عوارض لاحقہ سے مہلت
ہوی تو دو مہینے کی توجہ مین جیسا جی چاہتا ہے بہت کچھ موزون ہو جائے گا
انشاء اللہ تعالی عنقریب دیوان معقول ترتیب پائیگا مگر اجل نے فرصت نہ دی ایفای وعدہ
کی نوبت نہ آئی بائیسوین تاریخ شب آدینہ ذیقعدہ گذشتہ ہجری مین جہان گذران ترک
فرمایا خلعت حیات ابدی کو زیب کیا چندے بمقتضای بشریت دل قدرشناسان

جناب شیخ صاحب اپنی زندگی مین اُنھین کو حاصل تلامیذ جانتے تھے ذی فہم رتبہ شناس
اب بھی اونکی یکتائی کے مقر ہین اور جب بھی مانتے تھے اعمال فتوح اور علم تسخیر وغیرہ مین
بھی ایسی مشق بہم پہونچائی تھی کہ لکھنؤ سے شہر مین انتخاب بےمثل اور لاجواب تھے توسن طبع
شریف کو بمقتضای شوق نقش کی چال کی عادت ہو گئی تھی شاعری سے بالکل
نفرت ہو گئی تھی انتظام خانہای نقوش سے فرصت نہوتی تھی نہ انھیون کسی شاگرد کی
اصلاح پر رغبت ہوتی تھی مگر جس فرزندہ طبع کو ضرب ادھر دیتے تھے لاکھون
مضامین نور آگین بیکسر کم مشقونکی غزلونمین بھر دیتے تھے عالی ہمت بھی ایسے تھے کہ
اپنی ضرورت پر حاجت روائی سائل کو مقدم جانتے تھے ذوی القربیٰ والیتامیٰ
والمساکین کے حقوق پہچانتے تھے دو بار شہریار نامدار فخر سلاطین اعظم حضرت سلطان عالم
والی ملک اودھ نے بکمال سرفرازی اور رعایا نوازی سے یاد فرمایا مگر جناب ممدوح نے
بعذر علالت یا بی قناعت کبھی اپنی جگہ سے نہ اوٹھا یا فقیر کے انداز سے مین سو روپے ماہواری
سے اونکا خرچ کم نہ تھا مگر کبھی یہ نہین کھلا کہ کہانسے آیا اور کون دیگیا اکثر لوگ بجای خود
جب اسکا خیال کرتے تھے دست غیب کا احتمال کرتے تھے زمانہ شیخ صاحب مین ایک
کلیات مجموعہ نتائج طبع سلیم سے مرتب ہو کر ضائع ہوا جب سے پھر کبھی لیا شوق شاعری
نہ چمکا اگر کبھی کسی دوست کی فرمایش سے یا تلامیذ کے اصرار و خواہش سے کچھ موزون
فرمایا وہ مسودہ گم ہوا یا صاحب فرمایش لیگیا بیشتر غزلونکے مسودونکو بےپروائی سے
رائگان فرمایا یہانتک کہ اکثر زمینون مین چار چار مرتبہ غزلین موزون کین جو ہر طبع

جناب اقدس الٰہی سے ذات مجمع البرکات جناب غفران مآب فخر المتاخرین شرف
المتقدمین استاذ المحققین ملاذ المتبحرین تسلیم اللہ صحیفۂ بلاغت دیباچہ کتاب فصاحت
سرآمد استادان جہان فخر زیر بادشاہ شاعران مجموعہ اوراق ذہن کمالی شیرازہ اجزای نازک
خیالی ناخدای سفینۂ علم قوافی و عروض دُر یکتای بحر کمالات فیوض آسمان ساز زمین شعر و
سخن نتیجۂ افکار شعرای زمن صائب عصر کلیم دہر استاد راسخ مایہ بضاعت جناب
شیخ امام بخش ناسخ اصح الفصحا اکمل الکملا محسود برنا و پیر سخنگوی بے عدیل و نظیر
جناب مولانا و استادنا خواجہ محمد وزیر خلف الصدق جناب خواجہ محمد فقیر تغمدہ اللہ
بغفرانہ مین جمع فرمائے تھے کسیطرح حصر مین نہین آسکتے اگر جملہ اشجار صحرا قلم ہوجائین
اور تمامی صفحات گلستان عالم مرتبہ قرطاس ہم پہونچائین توبھی ممکن نہین کہ ایکحرف اوس
دفتر کا تحریر مین آئے منجملہ اوسکے صفت عالی خاندانی مین بھی وہ ذات قدسی صفات
لاثانی تھی شمع بزم شہرت اونکی والا دودمانی تھی سلسلہ نسب پاک کا خواجہ
بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے بیشتر بزرگونے اونکے
نقش فقر اور عمل جہاد نفس سے اقلیم سلوک کو تسخیر کیا ہے اجداد امجاد سادات عظام بزرگان نانہالی
آمیزش مرزایان ذی قدر سے نیکنام مرزا سیف اللہ بیگ خان مبرور برادر حقیقی امیر الدولہ
حیدر بیگ خان مغفور نانای حقیقی جناب غفران مآب تھے عالی مقداران وقت مین چیدہ
و انتخاب تھے فنون شاعری اور تہذیب اخلاق اور فروتنی مین ذات بابرکات خواجہ صاحب
مرحوم شہرۂ آفاق تھی استغنا اور توکل اور سخاوت اور وضعداری مین طاق تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کثیر اوس پادشاہ بے مشیر و وزیر کو سزاوار ہی کہ جسنے ملک ہستی کا نظم و نسق بیخوض و فکر فرمایا اور نعت بیحد اور مناقب لاتحصی و لاتعد کا اوس نبی مختار اور اوسکی آل اطہار اور اصحاب کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین پر انحصار ہی کہ جسکے مطلع ظہور کی برکت سے اوس اوستاد یکتا نے دیوان عالم ایجاد کو مرتب کر کے کمال قدرت کاملہ دکھایا من بعد فقیر سراپا تقصیر کفش بردار اہل سخن نقش قدم استادان حضور مین خاکسار ازلی سید ہادی علی رضوی بیخود تخلص خلف سید ناصر علی سحر تخلص شاہد پرستان یوسفستان سخن مین بے باکانہ نقاب خفا چہرۂ شاہد مدعا سے اوٹھاتا ہی اور کچھہ سرگذشت عمر ی مصنف اور ماجرای ترتیب دیوان ہذا مختصر اسناتا ہی کہ جو کمالات ظاہری و باطنی اور جو صفات صوری و معنوی جناب

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

بتوفیق خداوند کون و مکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض بنیان از تصنیف منیف

اردو زبان خاقانی عصر الوری دوران موجد طرز ...

دفتر فصاحت

۱۲۶۳

باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبد الرحمن خان خلف محمد مصطفیٰ خان صاحب مغفور

مطبع مصطفائی مصطفیٰ ... طبع ...
در ... محمد خان ... گردید

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

بتوفیق خداوند کون و مکان درین اوان میمنت قران دیوان فیض نشان از تصنیف منیف

[illegible] اعنی اردو زبان خاقانی عصر انوری دوران موجد طرز عاشقانہ ابلغ البلغا [illegible]

دفتر فصاحت

۱۲۶۳

باہتمام ہیچمدان امیدوار مغفرت ایزد منان محمد عبد الاحد خان خلف محمد مصطفی خان صاحب مغفور

در مطبع مصطفائی مصطفا محمد خان طبع گردید